



Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

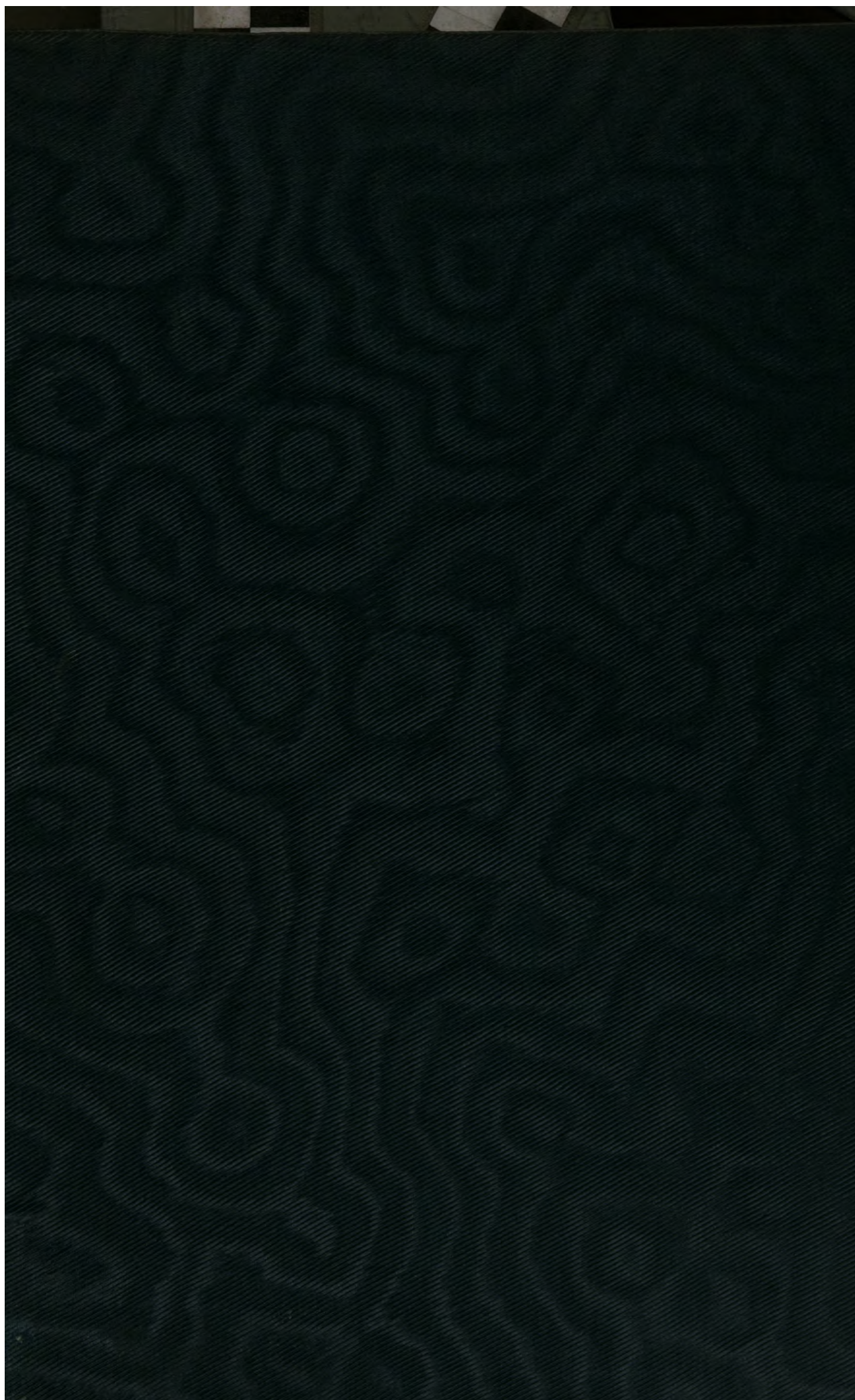
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries
and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

<http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks>



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-
ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





16.X.15.

16 D 1

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
اسرار نبوت۔ و فضائل نبوت
ولعم البذل مولد شریف۔ یہ تین کتاب
مصنفہ مفتی محمد ظہیر الدین ہیں۔
محمد خاتم النبیین۔ غریبات محمد بن عثمان
مفتی امیر احمد امیر۔
سرور القلوب فی ذکر المحبوب۔
معجزات پیغمبر کا بیان مولفہ مولوی
محمد تقی بلخان۔
گلستانہ محسن۔ در محمد پیغمبر شامل رسائل۔
۱۔ مدیح خیر المرسلین۔ خمس نقشبندیہ۔
۲۔ مثنوی صبح تجلی۔ ۳۔ سہ ماہ رسول اکرم
مولفہ مولوی محمد حسن۔
خمسہ محمدیہ۔ در فضائل پیغمبر مولوی
نجم الدین بک۔
مجموعہ شیعہ حجت۔ قصیدہ لغتہ۔
و خیابان فردوس۔ و فضائل درود۔
مولفہ مولوی محمد کافی۔
سبیل الجنان۔ ترجمہ تکمیل الایمان
مصنفہ میر علی شمس امیر۔
تذکرۃ الجمعہ۔ تصانیف جمعہ میں مصنفہ نواب
مولوی قطب الدین خان۔
فلج۔ دارین۔ آداب معاشرت شرعی مولفہ
موضع الحق۔ سال جزیریہ دین مولفہ ایضاً
تفسیر الزوجین۔ میان نبی و نبی
حقون اور او کی معاشرت میں مولفہ
احکام العیدین۔ مولفہ ایضاً۔
تجربہ النساء۔ رشتہ داروں کی کون
عورین حلال ہیں اور کون حرام یعنی چکے
ساتھ نکاح درست نہیں شرعاً مولفہ ایضاً۔

رسالہ کلید باب الحج۔ حکام کل بیان
مصنفہ مفتی محمد سعید انور علی۔
فضائل الشہور والاصحاب سے
اور اذکیا لی و الیایہم۔ بلینون
اور اہ صیام کی تفصیل مولفہ مولوی محمد
سراج السالکین۔ ترجمہ منہاج العابدین
جو مصنفہ حضرت امام غزالی ہے مفسر
مولوی منیر۔
کلمہ ستہ کرامات۔ در خرق عادات
و کرامات حضرت غوث الاعظم مصنفہ
مفتی غلام۔ و ر لاہوری۔
رسالہ عباد الہادیہ۔ در امتناع باطنی
معروف بہ رسالہ شطرنج مولفہ مولوی محمد
کاہرہ حجت۔ نمائے حجت کا بیان مصنفہ
نواب قطب الدین خان۔
تہذیب الفرقان۔ در فضائل قرآن مولفہ
مفتی محمد ظہیر الدین بلکرمی۔
تاریخ مکہ منکلمہ۔ احوال ہدایہ کعبہ فضائل
مولفہ حاجی محمد فخر الدین خان۔
ضمان الفردوس۔ مولفہ مفتی عنایت اللہ
مہرج البحرین۔ در فضائل البحرین۔
کعبہ اور مدینہ کے بزرگیوں کا
بیان مولفہ مفتی محمد عبدالغفار۔
عقد الجواہر۔ سیمو بہ مؤید الشعرا۔
جواز عدم جواز شاعری کا بیان شرعی مولفہ
مولفہ ابو عبد العزیز عرونی بسید منظور احمد۔
مجموعہ جوشن جعفر و کبیر۔ ستر جم مع
درود طلوسی۔ و دعائے کمیل۔
طریقہ حسنہ۔ مصنفہ حکیم رحمان علی خان
دارالکھانہ بیوان۔



نہرست کتب

اسرار کر بلا - حالات معرکہ کر بلائے معلّے
 مؤلفہ منشی محمد ظہیر الدین بکرامی -
 مہر نبوت - نعت پیغمبر مبین تصنیف نواب
 محمد مردانعلینان نظام -
 رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان
 مؤلفہ مولوی محمد حسین علی ہاشمی شاہجہانپوری
 آثار محبت - علامات قیامت کا حال -
 صبح کا ستارہ - حالات نبوت و روئے
 و قیامت مؤلفہ مولوی عباس علی -
 قیامت نامہ بہشت نامہ - مؤلفہ
 مولوی فیاض الحق -
 آثار قیامت -
 اکسیر ہدایت ترجمہ کیسیا می عادت
 مترجمہ مولوی محمد الدین -
 مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم
 کامل جلد مترجمہ مولوی بشارت علیخان -
 ہدایۃ الکواکب الشہادت آئین
 مؤلفہ ابوالخیر مولوی محمد معین الدین مشہدی
 سخن درود - لقب بہ حیر الکلام -
 مؤلفہ مولوی منظور احمد -
 رسالہ کسب الانبیاء - مصنفہ
 مولوی ظہور الحق -
 شجرہ طغرائے - اسماء و وارثہ نام
 علیہ السلام از صنعت کاری مولوی اذہلی
 خوشنویس الاثنانی -
 وہ مجلس منظمہ - معرکہ شہادت کر بلا
 علی الترتیب مشہور کرد و مجلس -
 وہ محسنین - مصائب کر بلا مصنفہ
 حکیم نصر اللہ خان وصال -
 مجموعہ نوشتہ حقیقہ - در وظائف

اسماء الہی مع خواص و نامہای مبارک -
 رسالت پناہی تالیف مولوی محمد عباس -
 عین البکا - معروف بہ وہ مجلس -
 بیع سالہ شرط غار مشہور بہ چہل مجلس -
 تصنیف نواب سید عطاء اللہ -
 مجموعہ نو و نو نہ نام شامل چند ہا کفریہ
 ۱ - دعائے معنی - ۲ - قصیدہ قہر و ہ -
 ۳ - قصیدہ بانس سعاد - ۴ - قصیدہ
 غوثیہ - ۵ - دعائے سر پائی - ۶ -
 قصیدہ اولیس قرنی -
 انوار محمدی - بیان اختلاف فرق اسلامیہ
 تصنیف محمد امیر اکبر آبادی -
 شرح چہل حدیث تصنیف میر علی -
 مجموعہ وفات نامہ - قصیدہ نقیہ
 قصہ حضرت بلال - قصہ حضرت
 دانی حلیمہ - نبوت نامہ - معروف
 بہ جلیبہ شریف
 مولود شریف منظوم - از مرزا علی ہادی -
 مولود شریف شہید نثر - واضح خطا
 مولوی غلام امام شہید -
 میلاد مصطفوی - بروایات امامیہ
 تصنیف مولوی فوزی حسن -
 حدیقہ میلاد - در فضائل و ولادت حضرت
 غوث الاعظم رضی اللہ عنہ -
 نسب نامہ - رسول مقبول حال بعثت
 سے وفات تک -
 تاریخ مدینہ - ترجمہ جذب القلوب -
 مترجمہ مولوی عبدالحق بریلوی -
 نور نامہ - و شامل نامہ - نور محمدی
 اور شامل کا بیان ہے -
 خدا کی محبت - حال پیرائش حضرت

دکھائی خاک شیشہ آہ اک بحر	پھر اقم سہلے جھڑے سے لاکر
ہوا بیدم کہ جسے دیکھا وہ جب	ہوئی تھی خاک اوس شیشی کی خوب
لے آئین روخو سے گھر میں بڑھن	یہ کہ پیرام سہلے سے کے تسکین
گئے گھر اپنے اپنے یان اوٹھا سوگ	مہاجر اور سب انصار کے لوگ
مرخص سب ہوئے سنا محبان	جو خلقت تعزیت کو آئی تھی وان
کر دھنیں کا غم ہر گھر سی آہ	غرض اب ہے مناسب تلو وانشہ
محمد اکرمین سبکی شفاعت	رو لاؤ اور روٹا قیامت

بس اب آگے تو ہو خاموش فاضل
تجھے جنت مقدر ہوگی حاصل

قطرہ تہایح المصنف

تاریخ کی فکر کی تھی مینے جو ذرا	وہ مجلس عشرہ محرم کھر
یہ حال غم امام کھسا اچھا	ہاتف ڈکھا کہ تو فاضل سرب

الطیحات

کتاب جنگ نامہ کر بلا مطبع فیض منیع منشوری کشور صاحب مین
شہر کانپور ماہ جنوری ۱۸۶۲ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی خطہ وارث علی تحریر نمود

غرض شبیر کے اک روز ہمراہ	یہ لڑکا کھیتا تھا سقم باغ
میں کیا ہوں دیکھتا لڑکا یہ نادان	مرے شبیر کی لی خاک پاوان
لگاتا تھا بس اپنی آنکھوں اندر	خوشی سے وان کھڑا کل البصر
مجھے اوس وز کی وہ بات تھی یاد	ہوا دل شاد میرا کر کے دم یاد
کیا اس واسطے مئے سے پیار	مرے شبیر کا ہے دوست اور پیار
سواب تیرا حسینا وہ پیارا	غرض ہے ظالموں نے اوسکو مارا
غلا یا خاک میں بس اوسکے تن کو	نہ گاڑا ہاے رے اوس بوطن کو
کیا ڈر یا محمد نے تمہارا	غرض بچہ مرے شبیر مارا
پیا سا ذبح اوسکو کر دیا آہ	اور اوسکے اقربا بھی اپنے ہمراہ
یہ کہہ کر ایسے رونے لگے وہ باشند	قیامت سی مدینے میں مہلی آہ
لکھتا تھا پانچویں باری تھی بس آہ	قیامت ہوئی مدینے میں یوانٹ
لڑائی اُحد کی اول لکھا ہے	وفات مصطفیٰ دوم کہا ہے
سوم جو مرتضیٰ نے تیغ کھائی	خبر چکر بلا سے چوتھے آنی
چلے تھے جبکہ کونے کو وطن سے	سند بنجم کی یہ ہے ہر سخن سے
جو کچھ تھی پانچویں باری میں حالت	مدینے میں ہوئی ویسے ہی رقت
مفضل کیا کروں اسکا بیان میں	نہاں ہو تو لکھوں اوسکو عیان میں
جگر سے خون اوبلتا ہے مرا اب	کہا جاتا نہیں احوال یہ سب

کہا فریاد ہے تم سے ہماری
 شفیع امت عاصی ہو تم شاہ
 ہمارے وارثوں کو آہ مارا
 کیا تھا شام میں پھر قید ہو
 ہماری یا محمد سن لوفریاد
 تمہارا یا بنی شبیر مارا
 اوسے گریہ سے کوئی بھینکا
 سنو اس بات کی ہے یہ روایت
 کہ تم اک طرف کو اک دن گئے تھے
 کسی کا ایک لڑکا دس برس کا
 کھڑے ہو تم رہ گئے اوس جا پہ اکدم
 گئے سے پھر لگایا کر کے شفقت
 بہت سپاریا کر کے اوس کو اوسم
 لگے پھر نوچنے اصحاب سارے
 جواب اوس بات کا تھا کیا وجہ
 کرو دھیان اسکی اب خوبی ہو
 یہ سب پیار اس باعث کیا ہے

یہ بیدین ہو گئی امت تمہاری
 ستم امت نے ہم پر کیا آہ
 ہمیں لوٹا ذرا دیکھو خدا را
 اب آئے چھوٹ کر کہتے ہیں ٹکو
 یہی ہو حشر کو ہم پائین سب داد
 حسینا سا ہمارا بسیر مارا
 تو شفقت اوسے تم کرتے تھے وائے
 نہیں جھوٹے اس میں اب کوئی حکایت
 بہت اصحاب بھی مہرہ لیے تھے
 کہیں بس وہ میں یعنی کھیلتا تھا
 اوس کو دی لیا وان ہو کو غم
 سر اوپر ماتھے پھیرا کر محبت
 چلے اصحابوں کے پھر ہو کے باہم
 سب اس کا تھا کیا بتلاؤ بارے
 کہ یہ نادری ہے لڑکا تم سنو اب
 مخاطب ہو گئے اصحاب سارے
 اور اوس کے سر پہ جو بوسہ دیا ہی

کہا کلثوم نے زینب سے ہمیشہ
 ہمارے پاس نہیں کچھ مال و دولت
 مگر جو لوٹ سے زیور بچا ہے
 غرض زیور اکھٹا کر کے سب کا
 کہا اب یہ حلال ہے تجھ پہ نعمان
 جو حق خدمت کا ثابت ہے یہ تیرا
 مگر محشر کو تیری خوبیاں سب
 یہ اسکا اجر تجھ کو آپ دینگے
 کہا نعمان نے اپنے جوڑ کر ہاتھ
 اوب سے سر جھکا کر بولا اسطور
 نہیں کچھ مجھ سے بن آئی ہو خدمت
 یزید اس امر کا باعث تھا ظاہر
 یہ زیور میں نہیں لینے کا ہر گاہ
 مری تم کیجیو جا کر شفاعت
 غرض زیور کو واپس اوس کو روان
 وہ بس نصرت سوار و نگر گیا جب
 بنی کے روئے میں اول گئے آہ

۶۹
 کرین کیا اسکو اب نصرت کی تہ سیر
 کرین کس طرح سے اب اسکو نصرت
 یہی ہیں اوسکو اب دینار و لہجہ
 غرض نعمان کی خاطر سب نے بھیجا
 نہ کیجو خیال و لہجہ اور کچھ بیان
 نہیں ہوتا ادا وہ ہم سے اس جا
 پیہر سے کرینگے ہم بیان سب
 وہ تجھ کو بخشوا اللہ سے لینگے
 میں آیا ہوں فقط پہونچا فرم سنا
 غلام اس گھر کا دل سی ہوں نہیں میں
 جو تم کرتے ہو یہ مجھ پر عنایت
 ولے تھی مصطفیٰ کی مجھ کو خاطر
 طمع تم سے مجھے ہے حشر کو آہ
 برے مصطفیٰ اور قیامت
 دعا لیکر ہوا نصرت وہ نعمان
 مدینہ میں وہ داخل آہو سب
 کھڑے ہو خوب روئے وائے وائے

سبھی تمہارا ہے تھے ہاے رے آہ
 جب حیوانوں کو غم شیر کا ہو
 سبھی مہیوش اور بیدم تھے سارے
 یہ غم ایسا نہیں جو صبر آوے
 ولے یوں چاہیے دل اپنا بھلا
 غرض مچیا رونے تدبیر کر کر
 بہر حال اونکو کر مدفون اس جا
 پھر اوسکے بعد سب مل ہونہ کرتے
 ہوئی جب صبح اور سورج بھی نکلا
 ہوئے قبر و نشہ نصرت ساری کیں
 گیا سوے مدینہ کر بلا سے
 تمہاری امت بیدین نے شاہا
 یہی کہہ کہہ کے وہ دکھیاں باج
 لکھا ہے قافلے پر وہ تباہی
 مدینے کے وہ جب نزدیک پہنچا
 لگی کہنے یہ زینب بی بی غموم
 اسے انعام دینا واجب ہے

شمار انسان کا وان کب تھا واسلہ
 تو پھر ہے حق بجانب آدمی کو
 غرض اوسوقت نعمان بولا بار
 غریب تو تم سے جوتنا زیست جاوے
 اور اون لو تھو نکو لب لب آہ گروا
 شہید و نکے ملا کرتن سے وہ سر
 اوسی دن پھر کیا چلم بس اونکا
 رہی اوس ات اوس جا آہ بھرتے
 ہوا اک الوداع کا شور برپا
 کیا سوے مدینہ کو چ بے بس
 کہا چلکر کہیں گے مصطفیٰ سے
 ہمارا حال کر ڈالا ہے ایسا
 غرض وقتی تھیں ہی ہر روز اور
 کئی دن میں وہ کر کر قطع راہی
 کھڑا کر قافلہ بس آہ اک جا
 کہ رخصت کر دو اب نمان کو کلثوم
 بہت خدمت اب اسے اپنی کی ہے

نہ کھائے اور نہ پیتے اور نہ سوئے
 نہ تھا منزل بنزل چین او نکو
 نظر کرونگا اس طرح کا احوال
 وہ نعمان بھی تھا آہین مار روتا
 کبھی اگر تسلی او نکو دیتا
 یہ کہتا رو دست بہر خدا اب
 ہمارا بھی جگر گل کر ہوا آب
 بہت سمجھاتا تھا وہ نیک خصلت
 عجب تھا حال او سکا آہ پرورد
 بس اب میرے سخن سے ہی یہ حاصل
 غرض کئی روز میں ہو چو دہان
 لڑائی کو ہوئے چالیس دن تھے
 ہوئے وار و غرض وہ کر بلاں
 شہید و نکلے وہ تن سب دیکھ بے ہر
 نئے سر سے وہ پھر ماتم کیا وان
 وہاں کرتے تھے یوں شور و فغان
 غرض جن و پری حور و ملک سب

شہید و نکو وہ بس و نرات روتے
 گرفتار بلا تھے سب وہ یار و
 سوار و نکلے بھی دل کا تھا برا حال
 اور او نکلے حال پر تھا جان کھوتا
 کبھی ہر بات میں دل او نکا لیتا
 کہ تھہراتا ہے یان ارض سما اب
 نہیں باتیں تمھاری سننے کی تاب
 ولے اونے نہ کم ہوتی تھی رقت
 کہ او نکلے حال پر روتا تھا ہر مرد
 غریبوں نے کیے قطع منازل
 شہید و نکلے تھی لو تھیں جہاں سب
 گئے ماہ و صفر کے بیس دن تھے
 پڑے اگر ہیان اور ہی بلا میں
 لگے وان پیٹنے وہ ہاے کمر
 قیامت کو گویا قائم کیا وان
 کہ پہلے تھے زمین و آسمان سب
 و حوش و طیر اور ارض و فلک سب

یہ عقدہ میرا بس وہ حل کرے اب
 ہو جسکو خیال بس اس بات کا پھر
 کرے احمد کے گھر پر یوں جفا وہ
 گواہ اس بات پر میں فعل اوسکے
 تمہیں لے مومنوں تک کیجیو بیان
 نبی کی آل کو جس نے ستایا
 کہوں کیونکر اوصیٰ پھر دین دار اب
 کیا ہے جرم اہل بیت پر جو رہ
 کہوں کیا شان میں اوس قوم کی آہ
 کہوں لے مومنوں ذرات اب وہ
 کہاں سے جا پڑا لے دل کہاں تو
 اوسے پھر بات کو کہہ جو گئے تھا
 نہ دے تو طول اس قصی کوڑا ہمار
 محبوب سنو ہی یوں روایت
 کیا ظالم نے رخصت او کو بکلیں حب
 چلے وہ شام سے اپنے وطن کو
 ہوا کوچ اوں غریبوں کا غریب

کہ جو شخص استدر حق سو ڈرے اب
 وہ کاٹے سبط احمد کا غرض سر
 کرے ہرگز نہ کچھ خوف خدا وہ
 کہ مکاروں کو سے تھے قول اوسکے
 میں تھے کہتا ہوں سن لو زنا ہا
 غرض اہل حرم کو یوں زولایا
 جو ان باتوں پر آوے اعتبار اب
 خدا بولا جو کچھ یوں دیا اور
 غرض سب کہہ چکا قرآن میں اللہ
 جو قرآن سے ہے ثابت بات اب وہ
 جہاں تھا بس اوسے جا کہ پھر آتو
 وہیں رہ جس جگہ میں تو رہے تھا
 غریبوں کو تو رخصت کر اب لے یار
 غریبوں کی ہر وہ کلمہ کی حکایت
 اور اسباب سفر بھی دیدیا سب
 ذرا سن لیجیو اب اس سخن کو
 جو تھے دلسوز ختم اور چشم گر بیان

بیان کر کے روئیں پستی تھیں
 وہاں شور ایسا ماتم کا پڑا تھا
 کہا یہ چوہ داروں سے کہ جاؤ
 گئے احوال یانکا پوچھ کر سب
 کہ بانو کی تھی بیٹی جو سیکھنا
 سو ماتم میں ہیں اور سکو بی بیان
 یہ سنتے ہی پھر اس کا رے آہ
 پھر اپنے سب مشیروں کو بلا کر
 کہ اب ان قیدیوں کو آہ چھوڑیں
 مدینے میں اونچیں بھجوائے اب
 غرض کچھ دیکھے اوں کو زور راہ تب
 بد وقت کو دیے پھرتیں اسوار
 کہ یہ رہ میں نیاوین دکھ فراہمی
 بہت سی دلبری کے ساتھ لیجا
 کہیں جو کچھ یہ وہ لانا بجا سب
 ملول انکو نہ کرنا تو خبر دار
 مجھے یان سخت حیرت ہے غریب

ہر اک کی شکل تھی از حد ہی ممکن
 یزید اور سدھم ہر اسان ہو گیا تھا
 خیر اون قیدیوں کی جلد لاؤ
 مفصل جا کیا اوس سے بیان تب
 وہ مر گئی باپ کا سر دیکھ آہا
 یہ دکھ اون پر اداک اور بیڈھب
 بظاہر معذرت کی خوب والشد
 یہ کی بس مشورت اور سدھم منور
 کسی اک شخص کو بھی ساتھ کر دین
 بنی کے روئے میں بھلائے اب
 مدینے کو روانہ کر دیے سب
 تقید کر دی نغمہ ان کو بہ تکرار
 کہ راضی تھے سی ہو دی پھر خدا بھی
 مدینے تک انھوں کو جلد پہونچا
 یہ بکس بھی ہیں اور بدست و پاب
 جو چاہے خوش ہے اندک کا مختار
 کہ وہ مکار تھا یا مہربان و د

دکھاؤ بی سکی نہ کو یہ جا کر گئے لے عابد اور او سکو دکھایا کہا بھائی نے او سکو آہ اک بھر سکی نہ نے جو دیکھا سر او ٹھاکر کہ بابا پیارے کا ہی سر یہ سیر لگی بھر ہاے رونے وہ دُلا ری کہا لے میری بابا کیا ہوا ہاے وہ بچی سم کر پھر ایک بھر نش	کہ پہلے باپ کا وہ دیکھ کر سر وہ بولی بھائی تو کیا چیز لایا کہ تو آپ ہی ذرا سپر نظر کر کھلا پھر دیر میں یہ او سکے او پر جدا تن سے کیا دشمن نے تیر دھرا پھر منہ پہ منہ اور آہ ماری نہ میں مر گئی تری لیکر ملا ہاے گئی جو بیسویں دن باپ کے پاس
---	---

قَالُوا اِنَّ لِلّٰهِ وَاِنَّ الْبَصِيْرَ سَاجِدٌ

پھر نا اہل حرم کا مدنی کی طرف ورجہم کرنا شہید کا کرملین

سنو لے مو متوا حوال تم اور ہوئے جب شام سی راہی جو جاد شہید ونگی بھی سرے ہا ری با وطن کو پھر چلو وہ قید سی چھوٹ روایت ہے سنو یہ کان دھر کر کہ جب نکلی سکی نہ کی وہاں جان	یہ جاے غور ہے ملک کی جو غور غرض روتی ہوئی سب خانہ برباد حرم کو ساتھ لیکر عابدین ملے نہ ظالم نے دیا جو لائے تھے لوٹ تواریخون میں لکھتے ہیں سنو کیا پاک اپنا بیرون تو گریبان
---	--

وہ چوتھو برس میں تھی لیتی پچی	اوسے بابا کی ہی تسبیح بس تھی
کہیں وہ روتے روتے سو گئی تھی	خیال باب میں بس ہو رہی تھی
کہیں بھر خواب میں بھی باپ دکھا	اٹھی وہ آنکھیں ملتی پچی آبا
جو پھر بابا مذکیر خوب روئی	وہ رورواو سنے اپنی جان کھوئی
جو پوچھا بانوئی روتی ہی تو کیوں	وہ رورور کر لگی کہنے اوسے یوں
کہ مجھ پاس آیا تھا یاں میرا بابا	مجھے گودی میں لے بیٹھا تھا اس جا
بتا دو اوٹھ گیا ہے آہ کیدھر	نظر آتا نہیں مجھ کو بیان پر
بلا دو میرے بابا جان کو اب	ویا مجھ کو اوسی جالی چلو سب
کیے کہتے جتن بہلی نہ وہ آہ	نیچ چکی وہ ہوئی دم بھر بھی ہر گاہ
ہوئی ناچار بانوئی یک بار	لگا پھر کہ نہ رہی روتی آہ سب مار
یزید او سوقت تھا بس گھر میں تھا	وہ چونکا اور کہا ہے کون وقا
ہوا کیا اونکو دیکھو جا کر اوس دم	کہ یہ روتے لگے سب ملے باہم
کہا ظالم سی یون لوگوں نے چھوڑ	سیکھنے نے ہی دیکھا خواب کچھ اب
بلکتی ہے وہ لے لے باپ کا نام	سیوار وڑکے او سکو کچھ نہیں کام
اوسے سب دیکھ کنبیار و رہا ہی	اسی باعث سے ایسا غل ہو رہی
لعین بولا کہ اوسکے باپ کا سر	اوسے دو دیکھ کر بھلے وہ دختر
نقیب اوس سر کو لڑائی اوٹھا ملن	دیا عابد کو اور یون پھر کہا بان

لے روئے بھی آپس میں ملکر
 مؤذن سے وہ ظالم بولا او سوت
 غرض پڑھکر نازین بیٹھے پھر سب
 لگا کرنے کو پھر افسوس مکار
 میں اپنے اب رفیقوں کو کہوں کیا
 جو لائے او کو جیتا یا تک آہ
 یہ عمر سہ سہا محنت راوس جا
 خدا کی او نہ لعنت تا بہ محشر
 فقط سینے کما تھا جلد جاؤ
 محبو غور کی یہ جا ذرا ہے
 کمانتک میں کیوں یہ ماجرا اب
 سنو دکھڑا نیا اور تم کر غور
 تھی اون دھیون یعنی ارتوا اب
 روایت ہے کہ وہ بابا کی پاری
 نہایت اپنے بابا سے ملی تھی
 سوے شبیر حبس و روتی تھی وہ
 نہ کھاتی تھی وہ کھانا اور نہ سوتی

کوئی سرپٹیا تھا اپنا وان پر
 کہ جلدی سے او اکر لے اقامت
 لعین آیا وہ بس مجلس میں پھر تب
 غضب کیا ہو گیا یہ آہ یک بار
 ہوا شبیر ناحق قتل آہ
 تو کرتا میں اطاعت او سکی و اللہ
 اور ابن زیاد بھی ہمراہ دان تھا
 کیا بہتان ان دونوں نے مجھ پر
 اور اونکو اس طرف کو گھیر لاؤ
 کہ مکر اوں بھیانے کیا کیا ہے
 بین واقف اس ہوئے لوگ بس
 پڑایاں سوگ پر اک سوگ بس اور
 کہ ہوئی بی بی سکینہ کی وفات اب
 حسین ابن علی کی وہ ولاری
 غرض اک جان دو قالب بنی تھی
 بس اپنی جان ہر دم کوئی تھی وہ
 وہ لڑکی ہر گھڑی بس آہ روتی

خطیب اگر کے منبر پر چڑھاوان
اکا بر شام کے جو جو کہ تھے سب
اگر یہ طفل منبر پر چڑھے گا
سُنین خطبے کی اوسکی ہم فصاحت
یزید اس بات کا مانع ہواوان
کہ لے لڑکے تو ہی پڑے آج خطبہ
وے منبر پر وہ جاتے نہ پایا
پس از حمد خدا نعت پمیں
فصاحت پر تھے اوسکی محو سار
موزن کو کیا ظالم نے ایما
لیا اوسنے محمد کا جوہن نام
کہا عابد نے نک بس غور کیجے
کہ مین پوتا محمد کا ہوں یا اول
ارے جس شخص کا لیتے ہو تم نام
اوسیکے گھر کی یگت کی ہے تم نے
یزید رو سیہ پھر کانپ اوٹھا
یہ شکر پھر ہوئی عابد کی گفتار

صفت سب آل سفیان کی کہی ہاں
مجوز آہوے سجاد کے تب
تو خطبہ خوب ہی یعنی پڑھے گا
کہ یہ پڑھتا ہے کیسا با قرأت
نمانا اوسنے پھر سب نے کہا ہاں
سُنین ہم کس طرح سی تو ہے پڑھتا
تے منبر کے خطبہ پڑھ سنا یا
ادا کر جو کہ تھے آئین سر اسر
یہ حاکم شام کا جلتا تھا بارے
اقامت اوسنے کی جلدیہ برپا
یشک مندیل سر سے اور دل تھام
جواب اس بات کا اب مجھ کو دیجی
کہ و اس بات پر ہر خدا غور
شفاعت کا بھی اوس کی گھڑی ہو کام
تمھارا دین بھی اب جانا ہمنے
لگا بلوے کا کرنے خوفناک
نجل و لمین سبھی شامی وہ یکبار

شہید و نگر بھی یعنی مجھ کو دوسرے
 ہمیں بھی قید سیلاب دی رہائی
 عبادت جہ کے روضہ میں کریں ہم
 یہ سنگر عایدین ہی بولایوں و و
 کہا پھر اہل مجلس سے یہ اوسم
 حسین ابن علی کو کسے مارا
 کسی نے یوں کہا خولی کا ہی کام
 بلا پاؤں کو وہ منکر ہوئے تب
 بلایا رو بروا و سنے شمر کو
 شمر نے ہاتھ کا نون پر دھرا جب
 کہ جسے سبط پیغمبر کو مارا
 یزید اوس ہی ہوا برہم ہنر و سلم
 تم اوس کو قتل کر کرتے ہو انکار
 شمر نے یوں کہا قاتل وہی ہے
 یہ سنگر منتقل و لمین ہوا وہ
 شمر سے بولا تو ہو دور اس وقت
 غرض دن جمعہ کا جسدن ہوا آہ

کہ گرواؤن او خین کر بل میں جا کر
 کہ ہم جیتے ہیں اللہ کی دہائی
 اوس جاکہ پہ یعنی جامرین ہم
 کہ سب منظور ہے تو نے کہا جو
 کہ اب صاف وہ ہے کون آدم
 مجھے بتلاؤ اب جلد ہی خدا را
 کسی نے انس مالک کا لیا نام
 شمر کا نام بس لینے لگے سب
 کہ قاتل سبط پیغمبر کے تم ہو
 کہ لعنت ہی خدا کی اوس پر اب
 ہمیں اسطرح کا مان کب تھا یا را
 کہ لعنت ہی روا قاتل پیہم
 گشندہ کون ہے کسے دیا مار
 کہ جسکے کہنے سے یہ کت ہوئی
 گھڑی دو چار تک پھر چپ رہا وہ
 یزید رو سیہ بیدین بد بخت
 نمازی جمع مسجدین ہوئے راہ

یہ سنتے ہی کہا عابد نے اوس دم
 ذرا تو منصفی سے دیکھ قرآن
 محمد کا ہے ذی حق تو کہ یا ہم
 ارے باطل پرست اور کوتاہ اندیش
 تو ہے اس خاندان پر ظلم کرتا
 یہ سنتے ہی وہ ظالم ہو غضبناک
 کہ اسکا کاٹ لو سر جلد اس آن
 ہو میں یہ سکی ہو پیمان زار و ناچا
 ستگر سے یہ بولیں مدعی سُن
 نہ مارا سکو سوا اسکے نہیں اب
 فقط یہ آسرا ہے اب ہمارا
 لگا سُن کانپنے وہ خوف سے تب
 بٹھایا اپنے بیٹے پاس لا کر
 کہا جو کچھ کہہ ہونی تھی ہوئی سب
 کہا عابد نے یہ ہے ولیم میرے
 کروں اس شہر میں سب مع خلقت
 جو میرے باپ کا قاتل ہو اکفر

تو کیا بکتا ہے لے نامرد ظالم
 کہ ہے کیا آیت تطہیر کے شان
 خلافت کا نام اس وقت میں دم
 بنا دیگی تری کوئی بات یا پیش
 ولے پاؤ بکا محشر کو تو بدلا
 لگا کئے بس ہو کر حسرت چالاک
 میں اسکی بات سی ہوں سخت حیران
 بھتیجے پر گرین بس آہ اک مار
 لگی ہو تیری اب تک ظلم پر دھن
 رہے باقی مری کر بل میں بس
 ذرا تو رحم کر ہم پر خدا را
 غرض چپ ہو گیا ولیمین سمجھ ب
 پھر حضرت عابدین کو خوف کھا کر
 وہی دون جو تو مانگو مجھ سے سوا ب
 چہ دعویٰ نہ ہو پاس سستی میں تیرے
 پڑھوں خطبہ بھی کرواؤں امات
 حوالے میرے اب کر دو وہ لا کر

میں اونے تھوڑی سی باتیں کرونگا
 بلایا اوسے جب گئے عابدین ان
 وہاں بہنوں نے دیکھا بجائیکا سر
 کہ یا نانا محمد در دیکھ لیجو
 یہ کہہ کر چپ سترنگ سے کہا زار
 کہ ہوتیرا حرم پر دے کے اندر
 اوسے تعظیم اپنی سب جتنائی
 وہ بولا کون ہے یہ اب بتاؤ
 کوئی بولی کہ بنت فاطمہ ہے
 لیا منہ پھیر بس یہ بات سترنگ
 لگا وہ باتیں کرتے عابدین سے
 کہ تو ہے کون اور کس کا ہے بیٹا
 کہنا زین العبا ہے نام میرا
 حسین بن حیدر ہے مرا باپ
 دھڑلے تیرے آگے جس کا یہ سر
 یہ سن عابد سے بولا ہاں اوس آن
 خلافت کا نہ دعوے کرتا گر یوں

جو بیعت وہ کریں تو چھوڑ دوں گا
 لکھا ہے اونکی پوچھتی گئیں ہاں
 لگیں رورو کے کہنے غل مچا کر
 جزا ان ظالموں کو یعنی دیکھو
 تو اب کیوں ظلم کرتا ہے سترنگ
 یہ ہوئے پردگی اب ہاں ہے ہمپر
 کہا جو کچھ سوا و سدم منہ میں آئی
 مجھے اسکا حسب تو کچھ بتاؤ
 یہ دختر حضرت شمشیر خدا ہے
 رہا خاموش کچھ سراپنا دین کر
 اوٹھا اک شور پھر روئے زمین سے
 ترا کیا نام ہے یہ مجھ کو بتلا
 بتا کیا اس سے اب مطلب ہے تیرا
 تو اس احوال کو جانے ہی خود آپ
 یہی ہے باپ میرا ابن حیدر
 کہ تیری باپ فاطمہ ہی جان
 تو باخویش و پرادر مرنا وہ کیوں

کروئیں کیا بیان اوسوقت کا حال
 یہ کہتی تھیں کہ ہے کیا رستم ہے
 کوئی یان دوست اپنا اب نہیں کہ
 کہیں تھیں نیزہ دار و نئے وہ ہون
 ذرا ہنسے چلین اب اوٹ ہو کر
 مجھو دکھ کہا نک یہ کمون میں
 غرض پھر پھر ہر اک کو چرین یاران
 جہان تھا اوس شکر کا وہ دربار
 کہا ملعون سے جا کر یہ اوس دم
 جو ہووے حکم ویسا اب کریں ہم
 یہ شکر بولا وہ ملعون ناگاہ
 گئے جوہن چھری میں وہ قیدی
 کوئی غش کھا کے گر پڑتا تھا اوس دم
 غرض پھر اک مکان میں جا بٹھایا
 پھر اوس ملعون فی سب سزنگائی
 کہو نہیں اب کہانت ک بڑستی ہی بات
 ہوا پھر حکم اوس ظالم کا یوں جب

کہ سر کے نوپتی تھیں بیسیان بال
 گرفتار بلا پر غم پہ غم ہے
 کرے جو رحم ہم پر لینے نہ
 شہید و نکہ نہ سر ہنگو دکھاوین
 نہیں طاقت نہیں ہم دیکھیں کیونکر
 سمندر کو زمین کیسے بھر و نہیں
 گھڑی میں چار تھا پہونچ جو بنے ان
 بٹھایا قیدیوں کو لاکے ناچار
 کہ حاضر میں یہ قیدی ساری باہم
 کسی پھر بات کا مطلق نہو غم
 کہ لاؤرو برو اب میرے والد
 کسی کے بھی نہ تھا تین باہی
 کوئی معلوم ہوتا صاف بیدم
 کہ وہ قیدیان تھا جو کہ آیا
 وہ ظالم لیکے اوسکے پاس آئے
 وہ ظالم بھیجا بیدین تھو بد ذات
 کہ لاؤ پاس میری قیدی اب سب

کے لیکر اوجھین باہر وہ بد ذات
 کئی روز اونکو اوس سستی میں رکھ کر
 شہر اور شخص کئی ایک چلے آہ
 کئی دن بعد ہوئے قطع کر راہ
 لکھا ہے قافلہ جدم وہ پہونچا
 پڑا غل شہر میں ہر سو کہ آیا
 ہوا ہر طرف سے ماتم کا اک شو
 لگے کہنے وہ سب خرد و جوان پر
 جو آئے اہل بیت مصطفیٰ یوں
 شہید و نکے لیے سر اپنے ہمراہ
 خبر آئے کی اونکی آہ سن کر
 مٹی سب فکر میری شکر ہے آج
 وہاں تھی تنہا ہر ہر مکان میں
 سبھی تھیں مہیاں اونٹوں پہ اسول
 شہید و نکے تھے سر بجالونکے اوپر

بٹھایا اور کسی جاؤ نکو مہیات
 کیا پھر شام کو رخصت سنخو
 ہزاروں لے سوار و پیادہ ہمراہ
 بشہر شام وہ قیدی جو تھے آہ
 بشہر شام ہے ہے میں کہوں کیا
 مجھ کو قافلہ پس قیدیوں کا
 گیا ہر ایک کا تاب و توان زور
 کہ ہے ہے مر گیا شبیر شبیر
 جو وارث ہو تو پڑ قیدی میں کیوں
 چلے جاتے ہیں قیدی ہاوی آہ
 یزید روسیہ بولا یہ ہنس کر
 کرونگا ملک میں میں ہر طرف راج
 یہاں تھو قیدی سب آہ و فغان میں
 عمار عابد کو تھی ماتھو نہیں ناچار
 اور ہمہ تھے لیے پھرتے وہ کفر

جانا اہل حرم کا کونے سے طرف شام کے اور
 شہادت ابی بی سکیںہ کی شام میں ہونی

علی اوسط بھی کہتے ہیں اسے سب
 مخاطب ہو کے عابد سے یہ بولا
 کہا عابد نے وہ بھائی بڑا تھا
 وہ بابا کے گیا ہمراہ مارا
 رضا پر تھا وہ راضی میر بھائی
 ولے میں بھی جب ہی بابا کے ہمراہ
 رہا یہ مظلمہ بس قاتلون پر
 خدا دے گا جو روز حینہ کو
 یہ سن سنکر شکر گئے کہا آہ
 بغل میں لے کے زینب نے او کو
 محمد اور علی کے گھر میں یہ رہا
 کہا عابد نے چھو بھی مجھ کو چھوڑو
 ہمیں مر نکا دکھلاتا ہے کیا ڈر
 یہ دیکھ ہر دم ہے بھوکو یعنی رست
 سمجھ لیو تیکے اب یہ کرے بیدار
 یہ سن ابن زیاد ہو سست بولا
 انھیں یا نہیں ابھی جلدی اٹھاؤ

یہ ہے بیماری سے بس ناتوان اب
 سنا ہے او کو بھی اللہ فی مارا
 علی اکبر لقب او سکا رکھا تھا
 کیا سر او سننے قربان بس خدا را
 تبا ہی مجھ پہ بیماری سے آئی
 کٹا کر سر کو جاتا سوئے اللہ
 قیامت کو خبر ہووے گی جا کر
 تم اب بھولے ہو یعنی کبریا کو
 کہ اس گستاخ کا سر کاٹو لٹکا
 مری ہریان اسکے ساتھ سن لو
 بچا ہی ایک اب بیدست و بڑے
 مجھے دو باتیں کرنی اس ہو اب دو
 نہیں یہ جانے ہے ہکو سنگر
 کوئی دن میں پھر آتی ہو قیامت
 کریگا یہ بھی ان روز و نکو پھر یاد
 کلام نشت سے پھر لب کو کھولا
 پھری سے کہیں اور ہی بٹھاؤ

کئے لوگ اونکو جلدی لیکے واپس
 وہ بی زینب کو ہے دیکھ بولا
 کسی نے یہ کہا او سوقت سنکر
 کہا جب اوس تنگ کرنے کہ زینب
 ہمارے ساتھ اوسکو چھٹا مطلوب
 دروغ اوسکا سخن تھا سب ہر
 جواب اوسکا دیا زینب فریب
 پشیمانی خدا دے ظالمونکو
 اوسے تھا فخر یعنی ہوشادوت
 ہوئے تم روز خلی لاریب سار
 یہ سنکر وہ لعین برہم ہوا تب
 یہ بولا عمر اوسکی بات سنکر
 کہ یہ عورت ہی اوسکے دکر کی باری
 یہ ہے مجبور اوسکو کچھ کہو مت
 یہ سنکر وہ لعین چپ ہو رہا وان
 یہ لڑکا کون ہے جو ساتھ آیا
 کہ عابد نام ہے اس طفل کا آہ

بچایا اوس تنگ کر کے مکان پر
 کہ اسکا نام کیا ہے مجھ کو بتلا
 بہن شبیر کی ہے یہ مقرر
 کہا بھائی تمھارا ہی کہاں اب
 خدا لایا اوسکی رو برو
 نہ پایا کچھ فروغ اب اوسے بھر
 کہ بس تو حق فراموشی نہ کر اب
 جزا اسکی ملے سب کو فیونکو
 خدا تمکو کرے دوزخ عنایت
 قیامت میں کھلے گا تمکو بارے
 کہا سر کاٹ لے کوئی اسکایا اب
 کرو دل سے یہ خفگی اپنے باہر
 بجا ہرگز نہیں ہین ہوش بارے
 کرو مت قتل اسکو یہ ہی عورت
 اور اوسکو بھڑیون بولا کہ یاران
 غرض لوگوں نے اسطرح بتایا
 یہ ہے شبیر کا فرزند واللہ

کہیں بلوا نہواں شہر میں اب
 بٹھائی چوکیاں اوسنے بہر طرف
 جوان اوسنے بہت پھر دان بڈا کر
 کہ کوئی غیر یان آنے نیا وے
 یہ کہہ چس کہ اب جلد آؤ
 ہزار اک آدمی اوس پاس آئے
 قیامت تھی ہاں وس نگری میں ہم
 سبھی ان دھوت و شمشیر و دردا
 پیہر کے ہوئی گھر کی یہ نوبت
 شفیق جان یہ امت کی ہوت آج
 کہا دیکھ حضرت عابد نے وان تب
 تمہیں اب استقدر ہی غم ہمارا
 یہ کیوں روتے ہو اب اسوقت ایسا
 ہوئے شکر خجل سب چپ ہو وان
 غرض سب بیبیان اونٹون پیکر
 جو پہنچے پاس ابن زیاد کے آہ
 کہا اوس بھیلا ملعون تو اوسم

تاشے کو پہنچت آئی بیڈ صب
 سپاہی بیٹھے ہر جا باند حکم صاف
 بٹھائے گرو اپنے یہ جتا کر
 جسے بلواؤ نہیں بس وہی آوے
 وہ بندھوے پاس میرے لیکر آؤ
 پھر اونکو شہر میں حبس وقت لائے
 عجب طرح کا تھا اوس جا یہ ماتم
 یہ کہتے تھے ہوا اب یہ غضب کیا
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت
 کہ جرجی دونوں عالم میں ہوں ساج
 کہ تھکو کو فیو کیا ہو گیا اب
 ستم اور ظلم ہے ظاہر تمہارا
 تمہیں نے تو کیا ہے ظلم ہر پرا
 جواب اوسکا ندیکتے تھے وہ ہاں
 وہ سر بجالو نہ آگے تھے سر سر
 وہ قیدی اس طرح سو تھم بائند
 کہ لاؤ پاس میرے سکو باہم

عجب تھے سنگدل وہ قوم بدین
 پکارے وہ جھڑک کر چپکی بھیجو
 یہ سکر ڈر گئے اہل حرم سب
 چلے والٹے بنا چاری وہ بکس
 عزیز و نکی وہ لوتھیں چھوڑ کر آہ
 نہ کچھ وہ کر سکیں ان اونکی بدست
 وہ بے گور و کن چھوٹا بڑا آہ
 چلے اہل حرم اوٹھوں پاسبان
 کبھی لوتھوں کا دل میں ہاں کر گیا
 غرض سب دل ہی دل میں بی بی روت
 عجب سب کشمکش میں تھیں گرفتار
 نیا دکھ اونپہ تھا منزل بمنزل
 پڑی دھوم ہاں اوس سستی میں اوس
 تماشے کو وہاں کے مرد و زن ہاں
 خبر سن بندھوونکی ابن زیاد آہ
 کیا حکم اپنے یوں لوگوں نے اوسم
 لکر کو باہر کو چہ بندی کر لیں

کہ دل بھر کر نہ روئی پائین ہتھین
 چلاو اونٹوں کو بس اب جلدیا نکو
 ہوے چپا اور کہا افسوس یا
 نہ کچھ ظالم سے اذکا چلتا تھا بس
 چلین وہ بیسیاں سنہ موڑ کر آہ
 نہ کچھ اونٹ سے ہوا جزا ہی رقت
 اوسی جا چھوڑ کر ظالم کے ہمراہ
 پیادہ پا چلا عابد بھی غمخوار
 کبھی عابد کا ہے ہے دیکھ احوال
 عدو کے ڈر سے چپکی جان کھوین
 مصیبت میں چلین جاتیں تھیں ناچار
 پھر آخر کو فی مین ہو مین آگے داخل
 کہ قید ہو کر حرم آئیں ہیں سب بیان
 کہ دیکھیں آل احمد کس طرح آئے
 ہوا خوش اپنے دل میں یعنی گمراہ
 سپاہی باہر آوین ہو کے باہم
 کسی اور غیر کو آئے نہ یوں

جگر بند رسول اللہ ہے یہ
یہ ہے بی فاطمہؑ کا نور دیدہ
یہ چھوٹا بھائی ہو حضرت حسنؑ کا
یہ ہے کاشم کا اور میرا بھائی
یہ ہے بس و فون عالم کا ہی سردار
سو خاک و خون میں تر ہے ہی آہ
بستم ہے کاٹ لین سرا و سکا کپڑا
کرے ہے جسکی خاطر آپ اللہ
رسول اللہ جسے کا ندھو چڑھاوا
اوسے یہ ہاے ری سیدین ات
یہی کتنی تھی بی زینب بیاری
جو دیکھے کہنے کے چھوڑی بڑا سب
لیکین رونے ہراک کا نام لیکر
زمین و آسمان تھہرا رہے تھے
و عوش و طیر اور حور و ملک ب
دو عالم یعنی اس غم میں تھا گریان
اثر بیدین کے دل پر تھا نہ و اللہ

غرض فرزند حضرت شاہ ہے یہ
خدا کا خاص ہے یہ آفریدہ
یہ لاشہ دیکھو بے گور و کفن کا
نہیں جھوٹا ہے امین اللہ کی دہائی
یہی امت کی ہے بخشش کا مختار
کسی نے بھی نہ گاڑا اسکو بیل
جلو ہے دھوپ میں بخش شہ دین
اب اوسکا حال یہ کہو امین کراہ
وہ جبریل امین جھولا جھولا
مندیں گور و کفن ہے ہے مصیبت
غرض و قتی تھیں ان وہ بیویں ساری
پڑے بے سر بہن لاشی ہا ہی بیگ
ہوا ماتم سرا وہ دشت یکسر
قیامت کے نشان پھرا رہے تھے
حسین بن علیؑ کی غم میں تھو ج
نہ تھا اک فوج ظالم میں کوئی ہا
زمین و عرش تک گریان تھو سب آہ

چلے ہیں لیکے ظالم یہ کہ ہر آہ
 کہاں ہم آ پھنسنے ہے ہے خدایا
 جو وارث تھی ہماری سو مری سب
 ہمیں یان بھی نہیں رہی دیا آہ
 اسی جنگل میں لوتھیں گاؤں ہم
 شب و روز اس مکان پر آہ رہتی
 کریں کیا بس میں میں تقدیر کے ہم
 شہید و کون ہو دن تیج کا بس آج
 ہمیں ہی دست قدرت ہتھکب
 جو گاؤں لاشوں کو سکود طاقت
 اسی بس فکر میں لاری کنان تھے
 گزراؤں کا ہوا جو قتل گاہ میں
 تو کیا ہیں دیکھتے وہ بیو طن زار
 یہ زمین دیکھ شہ کا لاشہ کی بار
 کہا ہذا انخی میرا پڑا ہے
 کمار و رو کے دکھیا نے کہ بیوہ
 چتر ہے شہر بانو کے یہ سر کا

رہیں گے قید تک جاتے اللہ
 ہمارا ہے وطن کید ہر مدینا
 یہ سر نیزوں پہ دھجیں ہاں ہم اب
 کہ قبریں دیکھتے ہم گاہ بیگاہ
 یہ جنگل لکھو نئے بس جھاڑتے ہم
 کچھ اپنا مال ہم قبر و نئے کتے
 اگر شامل رہے تدبیر کے ہم
 کریں کیا ایک لقمے کے محتاج
 کہ ہم تیجا کریں اس جاو پر اب
 دلاؤں فاتحہ کب ایسی قدرت
 مصیبت میں غرض وہ ہے ہاں
 ملی جاگہ جو وہ بس اونگورہ میں
 پڑی ہیں خاک پر تن خون میں ہر شار
 گری بس اونٹ پر سی آہ یک مار
 یہ لاشہ اسکا نہیں اتک کر رہا ہے
 مرے بھائی کا لاشہ ہی ہے دیکھو
 سکینہ پیاری کا بیٹے ہے بابا

سر اون شہد او کی بجا لو گے او پر
 پھر ہے ہے بیبیون کو اونٹ او پر
 مہار اشتراں عابد کو دین آہ
 وہ بے تاب و توان بیچارہ بیار
 یہی کتنا متا صدف سوس افسوس
 پیسہ زادیون کو گھیر کر آہ
 مجھ پوچھو موت بس انکا احوال
 مصیبت کے جو درجہ باقی تھے آہ
 کہ زمین و حقیقت جو بیان سب
 سنا تا ہوں وہ ہی جو ہے ضرور اب
 روایت ہے کہ یہ اہل حرم جب
 نہ کوئی اونکا وارث وان رہا تھا
 نہ کوئی مہربان تھا آہ اونکا
 نہٹ بن بیکلی سے وہ گرفتار
 چلے جاتے تھے بے بس و توان چار
 وہ جگل اور وہ ظالم جفا کر
 سب آپس میں یہی کہتی تھیں رو رو

رکے اون بے عینون نے سراسر
 کیا اسوار بھوکا پیا سا جا کر
 کہ انکو کھینچتا چل سکے ہمراہ
 قطار اشتراں بس کھینچتا زار
 ابھی منزل پڑی آہ کئی کوس
 وہ ظالم لے چلے سب اپنے ہمراہ
 غریبوں کا عجب تھا او سکھڑی حال
 سبھی اس قید میں اونپر تھری والہا
 سماوی وہ بھلا اس تھوڑی میں کب
 سنو تم اور کرو بس تعزیت سب
 چلے ظالم کی ہے ہے قید میں سب
 چھوڑاوی قید سے جو اونکا وارث جا
 ذرا دیوے جو کوئی آدلا سا
 خرابی میں پڑی تھوڑے ہ لاچار
 لئے کٹبا کئے سب زار و بیمار
 یہ بیون بھوکا پیاسی اونٹوں و
 نصیب اب کیا یہ دکھلاوے گا ہکو

غرض جو جو کہ دکھ تھا اور ستم آہ
 جو کچھ شبیر کے گھر پر تھا طوفان
 یہ سب گھر لوٹتے تھے شاہ دین کا
 یہ کہتا عابدین کا کاٹ لون سر
 حمید ابن مسلم نے یہ رشد
 کہ یہ اب ہو رہا ہے آپی بیمار
 بچارے کا ہو اسب قتل کُتبا
 نہیں اس بے گنہ کا قتل واجب
 مزا کیا ظلم کا تجھ کو پڑا ہے
 حمید ابن مسلم کی یہ سن بتا
 حمید اوسکا ہوا مانع جو پیس
 لٹیر و نئے وہ پھرا و سوقت بولا
 نہ چھینو چادرین اب انکے سر سے
 لیا ہو جو کچھ سو پھر دو سب
 یہ سکر سب لٹیرے باہر آئے
 پھر آئے کھیت میں ہ ساری ذہیر
 شہید ونگی وہ لو تھیں سب اوسی جا

کہا نیک مین لکھوں عالم ہے اللہ
 نہیں مجھ سے لکھا جاتا ہے اب بیان
 سنو احوال اب شمر لعین کا
 شہید و نین کروں نخل میں جا کر
 کہا مت قتل کرو اس طفل کو آہ
 نہیں ہوشاں سکو اپنے تن کا زہار
 رہا ہے آپ سو بیچار ایسا
 خدا کو منہ دکھانا کل ہو صاحب
 کہ درپے تو اوسی بس کام کا ہی
 لیا کھینچ اپنا اوسکے قتل سے اتھ
 دعا عابدی و دیوان اوسکو اوسم
 کلام نرم سے یوں لب کو کھولا
 چلو نکا تو تم اب شہ دین کے گھر سے
 بسھی خیمے سے باہر تم چلو اب
 جو کچھ لوٹا تھا سو وہ ساتھ لے
 وہ لاشیں گاڑیں اپنی سب بتدیر
 اوسی طرح سے چھوڑیں وادرنیا

کہ سب مارے گئے وارث ہمارے یہی اب ایک زین العابدین ہے او سے دکھلاتی ہو تم ہائے شمشیر نہ تم میں ترس ہی نہ رحم کی بات نہ مارو اسکو یہ تو بے پردہ ہے یتیمی اب ہے اسکے سر پہ آئی ہم اوکے ننگ اور ناموس میں آہ کہا جو کچھ کس سو غاریوں پر ہمیں تم سے نہیں کچھ ہے دعویٰ نہیں ہم رائے و نیر اتنی جفا خوب تھامی ہمنے کی ایسی جو تقصیر ولے دنیا میں رسوا مت کر آیاہ وہ کتین عجز سے بیچارے سب تعدی کرتے سے یعنی مستحکم یہ پھر دیکھو ستم اور ظالموں کے غرض روئے بھی ہو و نگو نہ دیتے یہ کہتے ہم ابھی مارینگے تم کو	رہے ہم بکس اب آفت کو مارے سو وہ بیماری غم میں حزن ہے وہ بے طاقت ہے آپنی مثل تصویر ستاتے ہو ہمیں ہر لمحہ ساعات یہ بھوکا پیاسا یعنی سرسبز ہے سقیم ہے سراپا تن پہ مچائی کہ جنگا کلمہ تم پڑھتے ہو گمراہ ستم کیوں کرتے ہو اب بیبیوں پر سمجھ لیو یگا تم سے حق تعالیٰ ہمارے دین میں ہے سخت محبوب تو ہو قتل کر یک بار بے پیر نور اور رحم کر ہم پر تو رشید اشر و لمین لعین کے ہو و تھا کب نہ آئے باز لوٹا خیمہ اگر سخن مانے نہ کچھ اور بیبیوں کے سراسر اور کا سب اسباب لیتے پسند آتا نہیں رونا یہ ہمو
---	---

ستم اوں بیبیوں پر جو ہوا آہ
 چلے نیچے کو وہ بیدا گر آہ
 غرض سب وارثوں کو قتل کر کر
 وہ اپنے دکھ میں اپنی مین گرفتار
 گئے نیچے کے اندر وادریفا
 لگے بیوہ کی وہ چادر چھپانے
 لگے عابد کے سر پر کھینچ شمشیر
 وہاں اس ظلم کی فوجت جو آئی
 غرض خیمے سے غل فریاد اٹھی
 عجب طرح کی تھی بیوہ کی حالت
 حواس ہرگز نہ تھے قائم کسی کے
 نہ تھی خیمے میں کوئی چھپنے کی جاگ
 کہ ایسی زیادتی بیدین کرینگے
 جو کچھ بچہ بیبیوں سے بن نہ آئی
 پھر آخر ظالموں سے یہ کہی بات
 کہ ہم اہل حرم ہیں مصطفیٰ کے
 ڈر و حق سے ستم ہم پر کرو مت

سنو دل سے مجھو او کو بیدار
 کیا کچھ بھی نہ ہے ہے خوف اللہ
 ستاتے اب وہ بیوہ و نکوہین اکفر
 گئے پھر لوٹنے کو ہاے کفار
 لگے سب لوٹنے وہ شہ کا خیما
 تقدی کی غرض باتیں جتانے
 وہ کافر جیسا بے درد بے پیر
 وہ بی بی و بی بی تھیں حق کی دہائی
 نہ اوں بیدار نہ بیدار اٹھی
 لکھوں کیا مجھ کو بیان آتی ہر وقت
 سخن سنتے نہ تھے ظالم کسی کے
 نہ تھا اس حال سے وان کوئی گاہ
 عزیز و اقربا سارے مرینگے
 تو اپنی شکل چادر میں چھپائی
 کرو مت ظلم تم ہم پر امو بد ذات
 اور میں ناموس ہم بشر خدا کے
 یہاں ہم پر ہی آگئی ہے قیامت

کر و اوس بجیا پر بار و لعنت	چڑھا چھاتی چہ حضرت کے وہ نہایت
کہ لے نام دینے سے او تراب	کہا اوس شاہ دین و اوس تہ
کروں سجدہ خدا کا ہو کے خرم	کہ ہے وقت نماز ظہر اس دم
کہ کھاؤں زخم میں سجدہ میں آو آہ	مرے ہے باپ کی میراث واللہ
ترے جو جی میں آوے کیجیو تب	عبادت میں غرض شغل ہوں جب
فرا دیکھو شہ دین کو خدا را	شتم ملعون پھر سینے سے او ترا
نماز اپنی ادا کر لے لگا آہ	کہ ہو کر قبلہ رو پھر وہ شہنشاہ
کہ جیسا تھا وہ میرا شاہ غازی	نہ کیا اس طرح کا کوئی غازی
نہ صبر اک دم کیا ملعون نے آہ	گیا سجدہ میں جوہن دین کا شاہ
پلا یا شاہ کو آب شہادت	کہ پہلے سجدہ میں ہے قیامت
رہا تن خاک پہ سر لے گئے شام	گئی جنت کو روح پاک خوش کام

قَالَ اللَّهُ تَبَّكَ اللَّهُ تَبَّكَ اللَّهُ تَبَّكَ

احوال اہل حرم کا حضرت کے سر کے ساتھ جانا شام کو او	دہا لے پھر کر بلا میں بانگر تہ پیر تکفین کرنا اور مدنی میں آنا
سنو اب لے مجھو غم کی حالت	حرم پر شاہ کے آئی مصیبت
نہ تھا غم شاہ کے مرنے کا کیا کم	کہ ہوتا ہے ستم پھر ان پہ ستم

ابھی قطرہ نہ اک لب تک تھا پہنچا
وہن پر شاہ کے جسد م لگا تیر
ولے تھا خون دہن سواو کی جاری
پھر اس میں حملہ کر کر کو فیان سب
ہوا مجروح جب شبیر ہیات
لگے تھے شاہ دین کو زخم بسیار
وہ او سکا ذوالجناح بھی کام آیا
شہ بن و بشیر وہ میر اسرور
زمین کربلا لرزی یکا یک
سوار و پیادہ و اس لشکر کو حشد
ہر اک کا مدعا یہ تھا سراسر
قولون جا کر زرو اس پانچولت
شہ دین نوہن پھر کھو لکڑ چشم
وہ بھاگے شرم کھا کر ساری گراہ
سنان بن انس اور شہر ملعون
سنان نو چاہا جو آگے بڑھو نہیں
شہر ملعون نے کر کے پیشدستی

حصین بن نمیر نے تیر مارا
نہ اک قطرہ نصیب اوسکے ہوا تیر
لگا وہ تیر ایسا آکے کاری
گرے حضرت پہ صد افسوس سب
خوشی اوسدم ہوئی وہ ساری بڑا
کہ لڑتے سے رکا بس ہاتھ کبار
عزیز و موت کا پیغام آیا
گرا ہے ہے زمین کربلا پر
غریب و شور ہو چکا آسمان تک
غرض دس شخص آئے کھینچا سیف
کہ کاٹوں جا کے سین شبیر کا سر
تو ہر طرح دنیا سے فراغت
غرض دیکھا ہر اک کی طرف چشم
مگر دو شخص وہ ان ٹھہری رہے آہ
بس آئے پاس شہ کے کر کو خون
اور اپنا کار بس بیٹے کر نہیں
نہ کبھی لچر بلندی اور بستی

عمر بن سعد ملعون نے کہا آہ
 کہ یہ اس وقت ہی پیاسا نہایت
 کرو حلقہ تم اب سب ملے یکبار
 پھر اپنی جاسے کر لشکر فرکت
 عزیز و گھر گیشہ جب کہ اس رنگ
 صدا اک رعد آسا شہ نے کی آہ
 زمین اور آسمان کے ساری رکات
 عزیز و دوسری باری وہ پھر شاہ
 وہاں جا ہاتھ میں پانی اوٹھایا
 ولے اہل حرم کی پیاس کرایا
 گریا ہاتھ سے پانی وہ سارا
 ہجوم مردمان کو فیاں آہ
 وہ بار و دبی دریا یہ یک بار
 جہنم کو وہیں پہونچا دیے تب
 وہ مارے پیاس کی پھر تیسری بار
 میں اپنا ڈال پھر دریا یہ مرکب
 غرض پھر ہاتھ میں پانی اوٹھایا

کہ تم لے قوم کو فی جانو مند
 غرض پہونچا ہے نزدیک ہلاکت
 کہ نکلے یہ چمن سے ہاے ریخار
 لیا درمیان میں شہ کو بھرت
 تو پھر کرنے لگا اوس جا پہ وہ جنگ
 انا ابن رسول اللہ ناگاہ
 غرض لرزمی میں آئی ہا اوس کن
 گئے آب فرات اوپر ہی امی آہ
 خیال آب نوشی دل میں آیا
 وہاں شبیر نے کی ایک فریاد
 رہا پیاسا وہ شہزادہ ہمارا
 ہوا اوس شاہ پر امی بار و ناگاہ
 صد و پنجاہ پیادے اور اسوار
 وہ کافر گردشہ سے بھاگے پھر
 گئے دریا پہ پہنچے دین کے سردار
 یہ چاہا ہاے بیچے پانی ان اب
 شہ دین نے وہ بس منہ سی لگایا

کہا ہے پردہ دار حرم عفت
 سرون پر ڈال کر چادر کو پھر آہ
 رہو صابر تم اب لے اہل عصمت
 یہ کہ کر پھر وہیں زمین العبا کو
 اور اسکے روو سر پر پوسہ دیکر
 وداع اولاد کو کر کر غرض آہ
 وداع کا نام جب شہ نے سنایا
 وداع شہ تھی یا تھی کوئی آفت
 سنی سب نے صدای الوداع جب
 کہ یہ وارث ہمارا اک بچا ہے
 بھون نے شور و واویلا کیا آہ
 کوئی رورو کے کہتی تھی کہ بابا
 کوئی قربان جاتی کہہ کے بھائی
 عجب تھی الوداع وہ امی مہبان
 جدائی اوسکھ ہی شبیر سے تھی
 غرض کر کے وداع اور دیکر تسکین
 بھونکو کر وداع شبیر یک بار

سرون پر ڈالو اپنی بر و حرمت
 کمر کو باندھو اپنی قم بہر راہ
 نہ گھبرا نا پڑے کیسی مصیبت
 بغل میں لیکے بس سونپا خد کو
 لگے رونے وہاں بس آہ سرور
 وداع آخری ہی بولے یون شاہ
 تو سب نے شور و غل ہے ہی چایا
 ہوئی خیمے کے اندر اک قیامت
 لگین سب رورو کر کہنے کہ یارب
 سو یہ بھی کر وداع ہکو چلا ہے
 یہ کیسی الوداع ہے میری اللہ
 نہ لے تو نام ہے ہے الوداع کا
 کہ تو نے الوداع کیوں ہی سنائی
 کہ واویلا کا غل ہر طرف تھا وہاں
 وداع وہ آخری تقدیر سی تھی
 کمر کو باندھ کر اپنی شہر دین
 وہیں میدان میں آئے ہو کو ہول

پھر اوسدم قصد دریا آہ کر کر
 عمر نے بانگ ماری ایسی یکبار
 اگر پیلیوے گاشیر پانی
 پس ہر جانب سے لشکر نے عزیزو
 حسین ابن علی نے کھینچ تلوار
 بہت سے کوفیوں کا کاٹ کر سر
 پر اگندہ کیا شکر کئی بار
 کشادہ کر کے وہ اپنے اوپر راہ
 اور اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا
 وہیں آواز دی بد ذات نے ایک
 ترے نیچے کو سب کرتے ہیں غارت
 یہ سنکر ہاتھ سے پس پانی ڈالا
 چلے نیچے کی جانب جس گھڑی شاہ
 یہ راوی اس طرح کہتا ہی بان پر
 سوار و پیادہ ماری چار سو وان
 غرض خمیہ میں اپنے جا کے ہونچے
 قدم نیچے میں رکھا شاہ نے تب

چلے بس تشنگی کے مارے سرور
 نہ پانی پینے دوشہ کو خبر دار
 تو مشکل ہوگی اپنی زندگانی
 کیا شبیر پر غلبہ یہ سن لو
 کیا اپنا گذر ہر طرف یکبار
 وہ جون برگ خزان ڈالا زمین پر
 بہت سے مار ڈالے اوسنے کفار
 گیا آپ فرات اوپر مرا شاہ
 پیون پانی یہ جب حضرت فی چاہا
 کہ پانی تو یہاں پیتا ہوں ان لیک
 نہیں آتی کجے شبیر غیرت
 اور اپنا گھوڑا پانی سے نکالا
 ہزاروں شامیوں نے گھیرا آہ
 کہ نیچے تک پہنچتے شہ نے اکفر
 کر لے خاک ذلت پر محبتان
 اور اپنے اسپ سے پھر چڑا وتر
 ہوئے اہل حرم حاضر ہیں سب

کہا شبیر نے شامی سے اوس دم
 سر رہ سینے گھیری ہے تنھاری
 مرے فرزند بھائی تھے مارے
 یہ کہہ روئے غضب سے نعرہ مارا
 تیمم اوس دم سر اسیمہ ہوا وان
 وہیں گردن پہ اوکے ماری شمشیر
 جہنم میں گیا ملعون وہ بدکار
 کہ سب بھاگے منافق اور بے پیر
 یزید ابطحے دیکھ کر جب
 کہ لے بے ہمتو نامردیان اب
 بس اب دیکھو کہ میں کرتا ہوں کیا کام
 لگا ہتھیار اپنے تن پہ سارے
 کہا حضرت نے تہاب امی شقی بایں
 کہ ایسا ہو کے گستاخانہ آیا
 جواب اوسنے دیا ہرگز نہ لے آہ
 غرض شمشیر کو روکا سپر پر
 وہیں تلوار ماری اک کمر پر

کہ لڑنے آئے ہو تم یا بھلا ہم
 ویاتم گھیرتے ہو رہ ہمارے
 بجز شمشیر کیا ہو دیگا بارے
 ہوا لشکر کا زہرہ آب سارا
 رہا بس کام سے ہاتھ اوسکا آں
 کہ سر کے بل گرا وہ یعنی بے پیر
 کیا پھر حملہ شہ نے اور اک بار
 مرے حضرت نے کھینچی وہیں شمشیر
 یہ ماری بانگ بس لشکر پہ بیڑ
 بس اک تنہا سیتی بھاگو ہو تم بس
 کہ اک دم میں کروں لشکر کو گناہ
 بس آیا پیش حضرت آہ بارے
 نہیں پہچانتا ہے کیا بھلا ہاں
 یہ بس شبیر نے اوسکو سنا یا
 لگائی شہ کے اوپر تیغ ناگاہ
 مرے شبیر نے لے بندہ پرور
 کہ جون لگڑی ہو ادھر لگڑی کفر

بہن شبیر نے سر پیچے ڈالا جو کچھ چاہے گا اسدم میرا اللہ جو عمر سعد نے لشکر کو گویا وہیں پھر قلب لشکر سے ہو باہر کہ بس شبیر کو مست چھوڑو تم اب کر دو کوئی دوسری اس سوئے تم بات غرض پندرہ ہزار اگر کمان دار خدا کے فضل سے وان ایک بھی تیر ہوئے شرمندہ تیر انداز وان سب توقف پھر ذرا کر کر شہنشاہ بڑا کی یہ کہ ہے کوئی لڑنے والا تیمم بن قحطاشامی تھا اک مرد غرض شبیر کے آگے وہ آکر کہا نیک تو کر گیا اب خصومت مرے یاں سب کے سب اور تو یہ تنہا یہاں ہیں میں ہزار سوا پیادہ نکاں اب رو بہ واسکے شمشیر	بس ہے اب اختیار لگے خدا کا وہی ہو دیکھا دل سے بولا وہ شاہ نہایت دیر جو دیکھا یعنی اس آن پیادوں پر یہ ماری بانگ جا کر گرو اس ایک تنہا پر غرض سب فقط اک تیر باران کی ہوا بگھات لگے کرتے ہی تیر انداز می یک بار نہ آیا اے محبوبو گرد شبیر کہ پھر خیمو میں آئے شاہ دین تب لگے میدان میں ایدو ستواہ کسی نے سر نہ وان اپنا نکالا کہ امر او نہیں تھا وہ شام کی فرد لگا کہنے کہ اے سبط سعید مرے فرزند پی زہر ہلاکت کھڑا آکر ہوا ہے آہ اس جا ترا باطل ہے لڑنے کا ارادہ نہ سر ہو دیکھا اسے تو شبیر
---	---

برادر زادے اور بیٹے سر اسر
 یہ میرے مارنے کا قصد تم اب
 برے ملک و جاہ و مال گھر ہے
 مجھے جائے دو میرا خیال چھوڑو
 کہ جاؤن میں بطرف حبش یا ہند
 مری اولاد کو دو پانی اک جام
 کہ تامل کو جو آویگی قیامت
 اگر ایسا نہ تم اس دم کرو گے
 یہ سکریات اہل کوفہ و شام
 ہر اک روئے لگاوان کر کے رقت
 پھر ابن زیاد و عمر سعد پر وان
 یہ بختہ بن ربیعہ می لے عزیزو
 غرض پھر شمر ذی الجوشن تھا بین
 اونھوں نے دیکھا جو بگڑا یہ سب کار
 برابر آ کے پھر شہر کے سب
 بس اہم پاس جو ہم تجھ کو لیجا بین
 اور ہوا ایسے تھمکے سے خلاصی

محب و اقربا خویش و برادر
 کرو ہوئے لعین و ہمارے سب
 تو ناحق فکر اسکی سر بہر ہے
 مری جانب سی بس تم منہ کو ہنر
 رہون ملتان میں یا آہ و رند
 سوائے مردمان کو فو و شام
 نہ تھے میں کرو گنا کچھ خصوصت
 تو نار و وزخی میں تم جاو گے
 تمامی بھاگے او سدم کام ناکام
 یزید و سہیل پر کر کے کشت
 لگے نفرین کرنی سب کو سب ان
 وہ شیت ابن ربیع ملعون و بدخ
 یہ تینوں تھے نہایت آہ پر کین
 تو سب نزدیک ہو کر بولے یکبار
 لگے کہنے کہ قصہ مت بڑھا اب
 تجھے بیعت یزید اپنے سے کرو گین
 مری نہیں تیری پھر اولاد پیاسی

اوسے دی جو کہ تھی اوسکی امانت
 کہا بی شہر بانو سے پھر اوس جا
 جو لائین شہر بانو عتبہ شاہ
 وہ جامہ خز مصری پہلے پہنا
 پھر حمزہ کی ڈالی کا نرے اوپر
 حامل کر کے شہ دین نے وہ تلوار
 کیا شبیر نے میدان کا آہنگ
 وہاں سے شاہ دین میدان میں آئی
 کہا اے قوم بیدین اب ڈرو تم
 خدا وہ ہے کہ جس نے میرا دوا
 محمد مصطفیٰ جس پر رسالت
 تم اوس اللہ پر اقرار رکھو
 کرو ہر گز نہ تم مجھ پرستم اب
 کرو اندیشہ ہے کل کو قیامت
 کرینگے دشمنی تم سے ہر امر
 نمودگی تعاری بس شفاعت
 یہ مارے تمہی میں ہفتاد و تن

پھر اوس کے بعد یون کر کے وصیت
 کہ عقبہ لا سلاح جنگ میرا
 تو حضرت نے زمین پھر اوٹھ کر ناگاہ
 پیغمبر کا عمامہ سر پہ باندھا
 ولے پھر ذوالفقار شاہ حیدر
 ہوئی پھر ذوالجناح اوپر وہ اسوار
 کہ چل کر کا فروٹنے کیجیے جنگ
 اوٹھیں اس طرح کے گلے سنائے
 خدا کا پاس یعنی کچھ کرو تم
 ہدایت کے لیے تم پاس بھیجا
 خدا نے ختم کی ہے تاقیامت
 رسول اوس کے کا درجہ ولین صحبہ
 کہ ہو تم پر خدا کا پھر کرم اب
 مرا جدا اور پدر ماور نہایت
 ندینگے تم کو اب عرض کوثر
 رہیگی تاقیامت اوس پہ لعنت
 کوئی ہشتاد بھی کہتا ہو پدر فن

اوٹھا کر لائی بس خیمے میں وہ تب
 کہ یہ لڑکا پیے گا آب کوثر
 وہ بی بی شہر بانو دیکھنا گاہ
 پھر حضرت شاہ دین سی دیکھ یہ حال
 محبت حضرت زین العبا کا
 ولے وہ شیر حق کا خاص پوتا
 پدر کو اپنے وان تنہا جو پایا
 و لیکن ضعف بیماری سے طاقت
 بدن تھا کا پتا سب بے نہایت
 پر ایسے حال پر بھی قصد میدان
 پڑی جو آنکھ شہ کی اوسکے اوپر
 چلے پیچھے ہی اوسکے شاہ کو نین
 قسم تجھ کو خدا کی پھر او دھرتے
 رہیگی تجھ سے باقی نسل سادات
 تو اہل بیت کا سردار ہوگا
 تجھے مینے وصی اپنا کیا اب
 یہ کہہ زین العبا کو خیمے میں لا

کہا پھر اوسکی مان سی اسکو لو اب
 نہیں ہے پانی پینا اسکو مان پر
 لگی چلا کے رونے آہ صد آہ
 لگے رونے کو دھڑا لکھوں یہ پروا
 مزاج اقدس علیل اون وزمن تھا
 ذرا بیمارے دل پر نہ روتا
 کھل خیمے سے اوٹھہ نیزہ اوٹھایا
 ہوئی تھی طاق گھیر تھی نقاہت
 قدم بھر بھی نہ تھی چلنے کی طاقت
 وہ کرتا تھا محبت بادل و جان
 کہ یہ جاتا ہے لڑنے کو دلاور
 کہا لے میری چشم و جان کے چین
 نہ جا میدان کو تو اپنے گھر سے
 قیامت تک مری اب مان لڑا
 مرے بعد اٹکا تو غمخوار ہوگا
 امامت کا یہ ورثہ مین دیا سب
 اور اک گوشہ مین بیٹے اوسکو ٹھہلا

ہوا بس گوش زو حضرت کو ناگاہ

کہا حضرت علی روتا ہے پیاسا

وہ نزدیک ہلاکت پہونچا بنیر

میں پانی کا فرونسہ مانگو لگا جھیک

بغل میں شاہ کے بچے کو دیکر

حوالے میں کیا تمکو خدا کے

دکھا یا جا کے اوس کا فرشتہ کو

ترسے نزدیک ہو نگا میں گنہگار

ہوا میں کوئی گنہ ابتک ہی ملامت

اسی کی واسطے دواک فورا آب

حصین نے آنکر مارا ہی اک تیر

کیا ناحق ہی اوس معصوم کا خون

لگا حلقوم پر اصغر کے ناگاہ

چند حضرت کا بازو بھی قضا کار

انکا لاطاق سے معصوم کے آہ

ہوئی حضرت وہاں از بسکہ خزون

نگرنے دیتے قطرہ ایک بر خاک

کہ اتے میں خروش و غلغلہ آہ

یہ کیسا زخروش حضرت فریو چھا

اور اوسکی مان کا یعنی خشک ہیر

کہا حضرت نے لاؤ میرے نزدیک

وہیں ریشہ بس آئین اوں کو دیکر

لگی کئے وہ پھر آنسو بہا کے

بغل میں لیکے حضرت اوس لہر کو

اور اوس ہیون کہا اسی قوم بدکار

پراس بچے سے لے ملعون کا فر

نہایت تشنگی سے ہے یہ بیتاب

یہی نہیں گفتگو کرتے تھے شبیر

حصین بن مرار از بس تھا ملون

قضارا آنکروہ تیرا آہ

ہوا وہ تیرے ہے وار سے پار

پھر حضرت نے وہ تیرے ہے بہرہ

وہ لگے لگا جب حلق سے خون

وہ کر خون کو دامن سے تھی پاک

جگر سے آہ کھینچی ایک غمناک
 پھر اس وضع سوزہ کر لگو بات
 اگر کوئی بھی با انصاف ہوتا
 نہ آتا میں تو اس قوم و غا میں
 مجھے لکھ لکھ کے نامے اور کیت
 مرے بھائی مری دلدار مارے
 یہ کہہ بیٹی کینہ کو ٹیلا یا
 پھر اپنی بہنوں سے کہتے تھے شبیر
 یتیم اب آج ہو وگی کینہ
 مری بعد اس سے تم زہار زہار
 درشت اس سے تم چہ بولیو آہ
 کہ دل ہوتا میتو نکا ہونا زک
 یہ سکر زینب و کلثوم اور سب
 کہ رہنے والے وکیو ہفت افلاک
 سب انکی نانہ و زاری سولے آہ
 پھر حضرت زینب دیکھے او نکو
 یہ چاہا تھا کہ اب میدان میں جاؤں

کہ جگر ہو گیا وہ دشت سب خاک
 کہ جسکا ترجمہ میں بس یہ ابیات
 تو پھر غمیر کا گھر کیون صاف ہوتا
 نہ رہتا ہائے تنہا کر بلا میں
 بلکہ یاکوفیون نے واسصیبت
 ان انھیاروں فریاں سب یار مار
 بہت سا پیار کر او سکون ازا
 نہیں تقدیر پر چلتی ہے تدبیر
 مرا اس بات سے پھٹتا ہے سینہ
 نہ کیجو سخت گوئی آہ گفتار
 محبت کیجو تم او س سے ہر گاہ
 نہ مر جائے کینہ یہ دل میں ہر گاہ
 ہوئے گریہ کنان ایسے وہاں تب
 لگے کرنے گریہ کنان رو رو کر چاک
 لگے فریاد کرنے گاہ بے گاہ
 ہوئے اسوار گھوڑے پر غرور
 او خدیں حال تبہ جا کر دکھاؤں

کیا اک نعرہ بانسوز پھر آہ یہ سن اکبر علی کی شاہ دین بات غرض لشکر سے پھر اکبر کو لائے سر او سکا بغل میں شاہ اوسم کہ اسے فرزند اپنے لب تو کھو لو علی اکبر نے اپنی چشم کروا سنی مان بہنوں کی آواز زاری کہا میں دیکھتا ہوں میری ابتاہ لیے حورین کھڑیں ہیں جام شربت کہ آجل دیسے لے پی آب کوثر یہ کہکریاں ہی جان آفرین کو	مجھے لو آنکر لے میرے ابتاہ گئے دوڑ کے گھوڑا اپنا ہبیات اور اپنے ہاے پھر خیمے میں آئے یہ کہتے تھے علی اکبر سے پیس پدر مادر سے کوئی بات ہو لو سر اپنا باپ کی گودی میں دیکھا علی اکبر نے بس اک آہ ماری کشادہ آسمان کو در میں آبہ مری جانب کو کرتا ہن اشارت ترے مشتاق ہیں ملنے کے اکبر گئی ارواح پھر عرش بریں کو
---	--

قَالَ لَوْلَا سَلَّ اللَّهُ وَسَلَّ اللَّهُ لَيَكُونَنَّ رَجُوعُهَا

مجلس سوین بیج اظہار واقعہ ہائلہ شہادت
حضرت امام حسین شاہ شہیدان کربلا کی معلیٰ میں کتاب

یہ ہے بانسوز از حد ہی روایت کہ جب حضرت حسین ابن علی شاہ تو دیکھا کوئی نہیں اپنا دو گار	کہ کرتا نقل ہوں غم کی حکایت رہے تنہا ہی اس خیمے میں آہ نہیں ہی کوئی مونس اور غمخوار
--	---

مجلس سوین

پھر عمر سعد نے یہ دیکھ احوال
 کیا منہ اوس گروہ پر اوسنے ناگاہ
 سی پنج اوسنے پھوٹا دیکھ بھی مار
 پھر اکبر کے بس آگے پد کے
 وہیں شیر نے پھر استین سے
 وہ رخسار و لب و دندان کر پاک
 انگوٹھی یعنی حضرت مصطفیٰ کی
 کہتا وہ چوسے اور ہوشنگی کم
 غرض انگشتی وہ چوس اکبر
 جوہن لشکر میں ہونچا وہ جوان شیر
 علی اکبر وہ اوس لشکر میں تنہا
 وہ ہو جاتے تھے شامی آپ کشتہ
 گویا بسیاری زخموں سے رو کے
 کھڑا اک جا علی اکبر ہوا آہ
 حصین بن تمیم بن نعمان
 بس ہی ہوشیت پر اک نیزہ مارا
 سنان نیزہ سے سینہ ہوا چاک

ہزار اسوار بھیجے اوسپہنی الحال
 عزیز و مارے وان اسوار پجاہ
 وہ بھاگے سب لشکر کو بارے
 پکارا العطش فریاد کر کے
 چھڑائی گرد بس اوسکی جدیت
 ہوئی از حد ہی حضرت ولید غناک
 علی اکبر کے منہ میں اوسکھڑی ہی
 نہیں باقی رہا یان چشم میں خم
 گیا میدان میں یار و کھپ کر
 لیا ہر طرف سے سب نوا سے گھیر
 جدھر کی طرف منہ کرتا تھا اپنا
 لگا تاکشتوں کا ہر جا پہ پشتہ
 گویا نالے تھے بہتے بس لہو کے
 عزیز و کیا کون میں آہ ناگاہ
 قریب اکبر علی کے آکر یاران
 کہ سپر اکبر علی و وہیں پکارا
 گرامر کب سے اپنے ہاں بخاک

وہ جو طلحہ تھا بن طارق عربزان
 وہیں مرکب پہ اپنے ہو کے اسوار
 گریبان علی اکبر پکڑوان
 کہ نام مرکب سے اپنے وہ کرے آہ
 علی اکبر نے ہاتھ اپنا بڑھا کر
 وہ گردن اوہ کی اسطرح مڑوڑی
 زمین پر اوہ کو مارا توڑ گردن
 غریب و شوراک لشکر سے اوٹھا
 وہ ملعون ڈر گیا ہیبت میں اگر
 کہ جا اس نوجوان کے سر کو لے آ
 پھر اس ملعون نو میدان میں اگر
 علی اکبر نے نعرہ مارا ایسا
 خدا کو یاد کر اکبر نے یک بار
 یہ پھر صراع نے چاہا کہ شمشیر
 درود و فاتحہ احمد اوپر بھیج
 گر اسراوہ کا کٹ کر دس قدم پر
 علی اکبر کی دان سب یکہ حرأت

پیر بجائی کو غم میں ہو کے نالان
 بس آیا پاس شہزادے کے یکبار
 طرف لپٹے ہی اوہ نے کھینچا اوہ آن
 منافق نے یہی چاہا تھا ناگاہ
 غرض طلحہ کی گردن پکڑی جا کر
 کہ توڑے بن نہ پھر اکبر نے چھوڑی
 کہ چوراوہ کا ہوا ہر عضو سب تن
 عمر بن سعد نے اوہ سوقت دیکھا
 کہنا مصرع بن غالب سے جا کر
 قیامت اسنے اب یا نکلی ہی رہا
 دیا نیزہ علی اکبر کے جا کر
 کہ کانپی سب سپاہ شام و جل
 قلم نیترہ کیا اک مار تلوار
 لگاؤں کھینچ کر جو ہو سے تکبیر
 لگائی ایسی اک تلوار بس کھینچ
 لگاتن لوٹنے خاک عدم پر
 ہوا کوئی براک بڑ تاب و طاقت

تو اوسکا دیکھتے تھے رومو تابان
یہ سنتے ہی سخن اپنی زبان سے
پھر ابن زیاد کو کی سب سے لعنت
جو ابن سعد نے دیکھا کہ یہ کار
بلا کر طارق بن شیبث کو آہ
کہ جا اور کا ٹکر سراوسکا لے آ
کہا ڈرتا ہوں میں اسوقت بید
کرے پھر تو نہ یہ وعدہ وفا آہ
عمر بن سعد نے پھر کھائی سو گند
وہ ملعون لڑنے کو اکبر و آل
علی اکبر کے بس سینے میں نیزا
علی اکبر نے نیزہ اوسکا رد کر
کہ دو بالشت بھال نیزہ لے بار
گر طارق بھی اپنے اسپ سے تب
تمامی عضو اوسکے توڑ ڈالے
کہ بیٹے عمر بن طارق نے دیکھا
اوٹھا کر گھوڑا وہ میدان میں آیا

اور اوسکی سنتے تھے باتیں ہر اک
لگے کوئی وہ رونے پر مگانے
یزید اوپر بھی کی لعنت بشرت
بس اپنے ہاتھ سے جاتا ہر یکبار
کہا اوس بھییا ملعون لانا گاہ
حکومت تجھ کو موصل کی میں دنگا
کہ ماروں ہاے پسر سبط احمد
تو ہوں ناحق ہی میں احمد کا بدخواہ
کیا انگشتری دی اوسکو خرسند
مسلح ہو چلا ہے ہے میدان
غرض ملعون نے جاتے ہی مارا
لگایا نیزہ اوسکے سینے اوپر
ہوئی پٹیہ اوسکی پر تپس وار تپار
علی اکبر نے بس دوڑا کے مرکب
وہ کوئی دیکھتے تھے سب رزلے
موا اس طور سے پھر میرا بابا
اوسے بھی آتے ہی اکبر فرما

شہادت پر علی عباس کے آہ
 پھر حضرت شاہ دین اور تین فرزند
 علی اکبر علی اوسط محبت
 علی اصغر کو عبداللہ کہیں ہیں
 بس القصہ علی اکبر نے آکر
 مجھے مت چھوڑو اس جا پہ تنہا
 مجھے مت سو پیو ان ظالموں کو
 اجازت دو مجھے میدان کی بابا
 غرض شبیراوسکی گریہ زاری
 وہیں بانڈو بدست خود سب متھیا
 اجازت شاہ فر پھر جنگ کی دی
 علی اکبر جو بین میدان میں آیا
 جو یہ اسپ عقاب اوپر ہے آیا
 یہ مرکب ہے محمد مصطفیٰ کا
 کہا پھر سعد نے اس طرح اونسی
 بتی صاحب کی سی ہی اسکی صورت
 کہ حیدم شوق دیدار ہمیں

بہت نوحہ وزاری کرتے تھے شاہ
 رہی خیمے میں باقی رب کی سوگند
 کہ زین العابدین ہے نام جسکا
 یہ تینوں بیٹے حضرت کی رہی ہیں
 کہا اپنے پدر سے یہ مکرر
 تمہیں سوگند ہوا میرے بابا
 ہے ہم سے دشمنی ان کو فیون کو
 اوٹھاؤ گمانہ ذلت یا نکلی بابا
 عزیزو دیکھ کر پھر ایک باری
 کیا اسپ عقاب اوپر پھر اسوار
 علی اکبر نے رہ میدان کی
 عمر و سے ساری لشکر نے یہ پوچھا
 بتاؤ کون ہے اسدم خدارا
 سوار یہ رسول کبریا کا
 بڑا بیٹا غرض شبیر کا ہے
 انھیں کی سی غرض ہی اونکی خصلت
 دینے والوں کو ہوتا تھا کیسر

سوار ہو گھوڑے پر اور مشک لیکر
 سوار و پیادوں نے آکر کیا جنگ
 کہ ازرق شامی فوتے ہی کیا بار
 کتا پھر ہاتھ بھی عباس کا وان
 غرض قوت سے اور مردانگی سے
 پکڑوا تو نئے اوسنے مشک کیا بار
 بطرف چپ وہیں حملہ کیا آہ
 لگائی ضرب طرف چپ سے یاران
 اوسیدم مشک پر پھر تیر مارے
 گرا پانی تھامی اوس سے اوسدم
 لگے عباس کے وہ زخم کاری
 کہا جانی سے آؤ کئی کہ آؤ
 ندا عباس کی حضرت سے سنکر
 کہ لرزا کر بلا کا سارا میدان
 گئے شبیر خود عباس کے پاس
 پیادے عباس نے جام شہادت
 پھر اوس جاسی اوس خیمہ میں لائی

چلا عباس وائے کاندھے پر دھر
 لگے عباس کو بس کمر و ان تنگ
 لگائی سیدھی ہی بازو پہ تلوار
 وہ تھا مشغول دیگر طرف اوسان
 نہایت زور اور فزائی ہو
 وہ بائیں دوش پر رکھی بدشوار
 تو اوس ملعون نے آتی ہی نگاہ
 کتا عباس کا پھر دست چپ دلا
 ہوئے سورخ اوس میں ہو مارے
 ہوا عباس کو اک اور نیل غم
 گرے گھوڑے سے ہی ایک باری
 مجھے دریا کنارے سے اٹھاؤ
 جگر سے آہ کھینچی ایسی وان پر
 عجب حالت ہوئی اوسدم غریبان
 وہاں جا کر کے دیکھا حال عباس
 گئی ارواح او در قصر حنبت
 اور اپنی ماتمی صورت بنائے

لگے کرتے وہاں وہ تیر باران
 سپر عباس تے وان منہ پر لیکر
 غرض ہشتاد ناکس پیادہ سوار
 وہ باقی جوتھے سو ہر طرف بھاگے
 پھر اپنا گھوڑا جا پانی میں ڈالا
 کہ لتنے میں سوار اور آن پہونچے
 علی عباس پانی سے نکل کر
 وہ مردم بھاگ گئی پھر دوسری بار
 ہزار سوار نے حملہ کیا پھر
 دین پانی میں تیرہ پھینک کیا
 کیا حملہ کروہ کوفیوں پر
 صد و پنجاہ ناکس مارے جوہن
 لب آب فرات اوس وقت پایا
 او تر گھوڑے سے وہ نیچے دلاور
 یہ چاہا دل سے لینے پانی پیوے
 ولیکن تشنگی شبیر کی وان
 دیا ہاتھو نشے پانی پھینکا اوس جا

علی عباس پر پس لے عزیزان
 کیا حملہ یکا یک کافرون پر
 کیے عباس نوا سوقت فی النار
 چلے عباس یار ودان سے آگے
 اور اپنے جی کو ٹھہرایا سب نھالا
 کیا آہنگ جنگ لابس اوٹھونچے
 لگے پھر جنگ کرنے اوٹھے یکسر
 نہ لائے تاب پھر وہ زشت کردار
 گئے عباس بس کفار میں گھر
 علی عباس نواں کھینچی تلوار
 سوار و پیادہ کتنے ماری وان پر
 ڈرے اور بھاگ اوس سواری پر
 علی عباس پھر دریا میں آیا
 لگا پانی سو بھرے مشک وان پر
 کوئی دم اور اس دنیا میں جیوے
 علی عباس کو یاد آئی یاران
 نہ اک قطرہ پیا بس آب دریا

وہ سن شیر نے بس سر جگا کر
 بس اتنے میں وہیں خیم سے ناگاہ
 صد لے اعطش اون بیویوں کی
 علی عباس میں بوطاقت ہوئے آہ
 چلے دریا کو ہے ہے مشک لیکر
 فرات اوپر گئے عباس جسم
 یہ کہتا ہے یہاں اس طرح راوی
 سو کل چار ہزار اس جاتعین تھر
 کہا عباس نے لے قوم ہدین
 کہا اون سب فیہم ہین کو مسلمان
 کہا عباس نے یہ کیا بلا ہے
 چرندے اور پرندے پوین پانی
 جگر گوشہ وہ بی زہرا کا ہے آہ
 او سے رکھتے ہو تم پانی سے تشنہ
 قیامت کی غرض تم تشنگی کو
 فرات اوپر جو تھے یار و نگہبان
 وہ روی سب کے سب پھر ہا کی کمر

کیا پھر وا درینا چشم کو تر
 نذا شور و فغان کی آئی لے آہ
 محبو آسمان تک آہ پوینچی
 خروش آل احمد سکے واللہ
 تسلی سب حرم کو آہ دیکر
 عزیز و کیا کمونین وان کا عالم
 دل و جان سے لے اب تم سونچ
 سوار و پیادہ پانی کی قرین تے
 تم ہو کا فر و یا ہو گے مسلمان
 ولے تمکو ز پانی دینگے اس آن
 مسلمانوں میں کب ایسا روا
 مری پیاسا یہاں احمد کا جانی
 علی کا نور ویدہ ہے وہ واللہ
 چلاتے ہو گلے پر اس کے دشمن
 نہیں خاطر میں لاتے لے رقیب
 سنی اون سب فیہ پیر بات جن
 ولیکن ایک دم پھر چپکے رہ کر

کہ اطفال اور سب عورت پوین
 اور اب میری تین بھی چھوڑ دو آہ
 بطرف شہر خود یا ہند کو آہ
 اور اس دم شرط یہ تم سے ہون کرتا
 حوالے میں کیا تمکو خدا کے
 خدا کے اور محمد مصطفیٰ کے
 علی عباس نے جو ہیں یہ کی بات
 کسینے دی وہاں ایسا رو دشنام
 پیشانی وہاں کھائی کسی نے
 کوئی اوس جاکھڑا تھارو گریان
 ولیکن شیت اور شہر اور احجار
 لگے کہنے کہ لے عباس جا کر
 تصرف میں اگر ہووے ہمارے
 نہ ہم اک بوند پانی تھو دیوین
 یزید نامور سے کر تو بیعت
 علی عباس کر کر او نہ لعنت
 سنا جو کچھ کہ تھا اونسی ہر اپا

بجھا کر تشنگی اپنی یہ بیوین
 کہ جاؤں باقی لیکر طفل ہمراہ
 حجاز و عرب میں دون تھو دالہ
 کرو لگا دشمنی تم سے نہ فردا
 کہے تھے وہ پھر جو کچھ کہ چاہے
 کہ جیسے قول میں تھے بنا ہے
 ہوئی خاموش وہ پھر ساری بد ذات
 کسینے کچھ سنا نہیں ہے پیغام
 غرض خشت وہاں پانی کسی نے
 کیا ہو گیا دل ہے بریان
 یہ تینوں لعنتی آ کے یک بار
 تو اپنے بھائی سے کہہ یہ جتا کر
 یہ سب روی زمین کا آب بارے
 متھاری جان ہمیں پانی لیوین
 ملے پانی نہ تھے اور ہو فرغت
 پھری اوسط سے ہی و بکست
 کیا شبیر سے آ کر وہ افشا

بس اپنی جان آفرین کو گئی قاسم کی روح عشرین کو

وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَرَاٰكَ الْيَقِيْنُ سَاحِيْمًا

مجلس نوین پنج خبر شہادت حضرت عباس علی
اور علی اکبر رضی اللہ عنہما

لکھے راوی ہی یون اس جا یہ اخبار
عزیز و ایسی ہوا بیان روایت
علم بردار تھے عباس شہید
جو دیکھے کشتہ وہاں سپر بار
برابر و برو پھر شہ کے اگر
کما بھائی علمداری یہ ساری
تو اس دم اپنی کر مجھ پر عنایت
حسین ابن علی بولے یہ رو کر
تو پھر بار دگر اس قوم سے جا
سُنین تیری نہ وہ مرد و گرفتار
علی عباس پھر میدان میں جا کر
کہ لے قوم لعین بید و بدوت
کہ سب بھائی برادر تھے مارے

کہ حسین ہے بھر اسب غم کا آثار
علی عباس کی یون ہر حکایت
لکھو نہیں اوٹکے کیا درجات و توقیر
تو لے بس علم اپنا اوٹھا کر
کیا برپا علم حضرت کے سپر
قیامت پر رہی جا کر ہاری
اور اب فرما تو جلدی ہی اجاوت
ترا جو یہ ارادہ ہے بیان پر
یہ کر حجت اور اپنا حال دھلا
تو کر آغاز اوشے حرب یکبار
نصیحت کرتے تھے اوٹکونا کر
حسین ابن علی کہتا ہے یہ بات
فراتو آب و آب مجھ کو بارے

لگے تھے زخمِ قاسم کے بہت وان
 کیا خون اوسکے تن سے جبکہ بسیار
 سنی آواز جب قاسم کی شہتے
 گر قاسم زمین پر پناہ سے ہاے
 یہ سن آواز وہ دوڑا کے مرکب
 گئے تڑو یک قاسم کے جو دیکھا
 کھڑا ہے ٹھٹھ یعنی اوسکے سر پر
 وہیں شبیر نے اک کینچ تلواری
 ہوا دو ٹکڑے وہ ملعون شامی
 پھر اوس دم قاسم نوشہ کو شبیر
 ابھی کچھ جان رقی تھی اوسکو تن میں
 بغل میں لیکے سر قاسم کا شبیر
 کھڑی روئی تھی اوس جا اوسکی اور
 وہیں قاسم نو آنکھیں کھول کیا بار
 لگا رو رو کے کہنے آہ مادر
 یہ کہہ اور سر کو اپنے دیکھا
 تبسم کر کے دلہن کی طرف آہ

غرض گفتی میں بہت وفات تھو مان
 ہوا بے طاقتی سے آہ ناچار
 لگے یوں دل سے اپنے آہ کہنے
 رہا تھا ہی میں افسوس امروا
 سوار و پیادہ کی صف توڑ کر سب
 کہ خاک و خونین قاسم ہے پڑ پڑا
 جدا کرنے کو مر تن سے سر اسر
 کمر پر اوسکے ماری یعنی کیا بار
 بڑا وہ فوج میں تھا اپنی نامی
 لے آئے خیمے کے اندر بت دبیر
 ولے طاقت نہ تھی ذرہ بدن میں
 لیے منہ سر کے بوسے پھر ہتوقیر
 پڑی آواز اوسکے گوشش اندر
 جو دیکھا اپنی مان کو زار بے زار
 نگر غم میرے اب مرے کامو بھر
 بغل میں شاہ دین کے آہ اور
 عزیز و بیکر وہ ہاے نوشاہ

مری آنکھوں سے پھر جاتا کہ صبر ہے
 مرا یہ دیدہ گریان ہے دریا
 غرض قاسم نے پھر دلہاری کر کر
 چلا میدان کو نوشہ پھر دوباری
 وہ پھر میدان میں دیکھا جو آکر
 نصب تھا وہاں کیا یعنی علم کو
 وہ ابن زیاد ملعون کا علم تھا
 غرض قاسم نے پھر اسپ وان پر
 وہ پہونچا بیچ لشکر کے دلاور
 ہوا مشغول حرب پیادگان وہ
 سواروں نے لیا پھر گھیرا و سکو
 پیادے تیس اور پنجاہ اسوار
 سواروں کی وہ صف بس کر کے برہم
 یکایک اوسکا گھوڑا تیر باران
 گرا اوس جا ہی پر بس اوسکا مرکب
 غرض پھر شیتے وان آگے آکر
 کہ اوسکی بھال نکلی پشت کے پار

مرا دل چاک مثل گل اودھر ہے
 ڈوبتا گھر مرا ہے یہ سہرا پا
 وداع وطن سے ہو اور چشم تر کر
 یہ سب اہل حرم رو کر کپاری
 بڑی آنکھ ایک باری بس علم پر
 بس عمر سعد کے سر پر عزیزو
 وہاں کو فی ہر اک بس میرے ستم تھا
 کھرا بد بخت ملعون تھا جہان پر
 لیا پھر گھیر پیادوں نے وہاں پر
 نہ پہونچا لے عزیزو اوس کان وہ
 کہوں کیا اوس جگہ کی لے عزیزو
 گر اے قاسم نوشہ نے یکبار
 ہوا میدان کی جانب کو وہ خام
 کیا اون کو فیون نے ہا اوس آن
 اکھوں اوس جا کی کیا آفت بھلاب
 لگایا نیزہ قاسم کے جگر پر
 پکارا پھر چچا کو اپنے یکبار

لگام اہل حضرت ہاتھ میں لے
 وہ پہونچا آن کر جب نزد شبیر
 رکاب پر ہم پہلے بوسہ دیکر
 کہا اے عسکر اگر پانی پلا دو
 اگر یک قطرہ پانی پانوں میں اب
 کہا نزدیک ہے گھبراؤ موت
 کر لگا نوشش تو اب آب کوثر
 تری ماں تیری عمنے اب ہو گریان
 تسلی او سکودے قاسم تو جا کر
 گیا خیمے میں قاسم جسکھڑی آہ
 یہ ماں کتنی تھی بس لے جان مادر
 تری وطن ہو روتی اے مری شاہ
 جو قاسم لے سنا یہ نالہ و آہ
 مجھے سننے کی نہیں اب اسکی طاقت
 سنی قاسم کی پھر جو آہ و زاری
 نکلا کرو زین وہ خیمے سے باہر
 وہ قاسم انکی دل داری تھا کرتا

وہ آیا اپنے لشکر میں خوشی سے
 تو اوتر ا اپنے گھوڑے بتدیر
 کیا پھر العطش کا نعرہ یکسر
 تو اپنے اس بھتیجے کو جلا دو
 مکالوں مغز پھر لشکر کا میں سب
 ملیگا ہاتھ سے دادا کے شربت
 کوئی دم باقی ہے اے جان شبیر
 نہایت کرتی ہر زاری و نالان
 کہ ہے اسوقت وہ از حد ہی مضطر
 تو دیکھا ماں کو روتی او سننے والہ
 کہاں اب تو گیا خالی ہے یہ گھر
 نورا اگر خبر لے اسکی رشہ
 تو رور و کر کہا اے میرے اللہ
 یہ رونا مان کا ہے کرتا قیامت
 دلہن اور ماں کو پوئی بس بھاری
 لگین قاسم کے رکھنے پانوں سر پہ
 زبان حال سے وطن ستمی گویا

کہ گھوڑا گریڑا قاسم کا ناگاہ
 کہ بن انس سے شبیر نے جب
 جو بھیجا گھوڑا قاسم پاس خاصہ
 وہیں پر کھینچی پھر ارزق نے تلوار
 پڑی تلوار پر ارزق کی جب چشم
 یہ کیونکر آئی تیرے پاس تلوار
 کہا قاسم نے یہ ہے یاد گاری
 چکھاؤ لگا مزا اسکا میں تجھ کو
 تجھے بھجواؤں گا تیری سپر پاس
 یہ کہ ارزق سی بولا پھر وہ نوشاہ
 کہ تیرا تنگ گھوڑے کا کھلا ہے
 یہ ہی نزدیک جو گھوڑے کے زین سے
 پھر ارزق ہو کر خم وان تنگ مرکب
 کہ قاسم نوہن جلدی سے تلوار
 کمر ہوئی اسٹل لکڑی پارہ پارہ
 غریب و شور پھر لشکر سے اٹھا
 اوتر گھوڑے سے قاسم اپنے یکبار

ہوا پھر سیاہ وہ پاقاسم وہاں آہ
 کہ گھوڑا میرا جاقاسم کو دو اب
 سواراوسپر ہوا وہ شاہزادہ
 نکالی تیغ قاسم نے بھی یکبار
 لگا کئے وہ کافر ہو کے پر خشم
 کہ اسکی تو بجھی ہے زہر میں دعا
 ترے بیٹے کی لے ملعون ماری
 یہی منظور ہے اسوقت مجھ کو
 کرونگا دم میں بیٹا اور پدر پاک
 کہ تو مرد سپاہی ہے بڑا آہ
 تجھے بیان احتیاط اسکی زوہار
 گرے بیٹے زین پر تو نہیں سے
 لگا بس دیکھنے لے مومنوت
 کمر پر ماری بس ارزق کے یکبار
 کیا کیا کام قاسم نے خدا را
 کہ ارزق کو بھی وان قاسم فرما
 ہوا ارزق کے پھر گھوڑے پر ہوا

لگا ہتھیا رتن پر او سنے ناگاہ
 غرض چھوڑ کر سپر لڑو کچا جسم
 وہین بڑا دن وہ میدان میں آیا
 بس اس میں غلامی غرض ایک
 رہا قاسم نے بس اک مار می تلواری
 گرا وہ اس پ سے اور جان بھی ہی
 پسر چوتھے کو بھی کشتہ جو دیکھا
 مقابل قاسم نوشہ کے آیا
 کہ بے انصاف تو نے آہ مارے
 کہا قاسم نے کیا کرتا ہے تو غم
 ولیکن دیکھا یہ شبیر نے جب
 اوٹھا کر ہاتھ یہ حق سے دعا کی
 کہ اس میں نیزہ رزق کی اوٹھا کر
 یا نیزہ نہ قاسم نے بدن پر
 ہوا رزق سے اور قاسم کی اسیار
 غرض ایسی ہوئی رو و بدل وان
 پھر رزق پر غضب ہو نیزہ لیکر

ارادہ پھر کیا میدان کا آہ
 پر رہے قاصد راہ جہنم
 تو پھر دشنام قاسم کو سنایا
 دیا قاسم کے نیزہ آتی ہی ایک
 قلم ہاتھ او سکا مع نیزہ ہوا یار
 جہنم کو بھی او سنے راہ بس لی
 تو چڑھ گھوڑے پہ رزق اپنا و سجا
 او سے اس طرح سے کھکھرنایا
 یہ میرے چاروں بیٹے بس پیارے
 کہ تو بھی ہو و گیا جاؤنگے باہم
 کہ رزق بولے ہو قاسم کی بیڑی
 کہ ہووے فتح قاسم کی الہی
 جو اے بس کیا قاسم کے آکر
 دیا نیزہ شقی کے دو میں تن پر
 وہ باری طعن نیزہ دوازدہ بار
 کہ عاجز آئے دونوں و گھڑی ہوا
 دیا قاسم کے گھوڑے کے شکم پر

پھر اوسکی تیغ بھی قاسم کو لی وان
 ہوا اگر کھڑا میدان میں شاہ
 جو بہن ارزق نے دیکھا اپنا بیٹا
 بہت روٹا بہت کی اوس زاری
 تو اوسکے دوسرے بیٹے نے دیکھا
 گیا وہ بے اجازت پھر میدان
 کہا تو نے مرے بھائی کو مارا
 کہا قاسم نے کوئی دم میں کنون
 یہ کہ پہلو میں اوسکے نیزہ مارا
 لگا نیزہ ہی اوس کا فکے ایسا
 اوسی نیزہ سے پھر اوسکو اوٹھا کر
 برادر تیسرا وہ دیکھنے احوال
 پدر سے چاہی پھر اوسنے اجازت
 اجازت حرب کی اوسکو نہ ہی جب
 برابر پھر وہیں قاسم کے آیا
 نہ دم لینے دیا اوس بھیجا کو
 بہت کم کی وہیں لی اوسنے بسراہ

لیا نیزہ بھی اوسکا لے عزیزان
 مبارز چھتر طلب کرنے لگا واہ
 باہن خواری ہوا میدان میں جا
 کہ ایسا مر گیا بیٹا بخواری
 کہ بابا کر رہا ہے ولسے ویلا
 لگا قاسم کے پھر نے گرداوس آن
 وہ ہم سب بھائیوں کا تھا پیارا
 تجھے بھی تیرے بھائی پاس بھیجا
 کہ وہ ملعون ہاے کر پکارا
 کہ جا کر تو نہ مرنی جانب کو کھلا
 زمین پر مارا قاسم نے سر اسر
 لگا چلائے اور زونہی فی الحال
 اوسے وہ دوست رکھتا تھا نہتہ
 خفا ہو کر چڑھا گھوڑی وہ تب
 اوسے قاسم نے غصے میں جو پایا
 شکم میں اوسکے نیزہ مارا پارو
 ہوا اس حال سے ارزق بھی آگاہ

کہ قاسم بن حسن نے کر کے حملا
 وہ ملعون ڈھال فولادی کھوٹھا
 رنارن نیرہ قاسم جو ٹوٹا
 تو پھر قاسم نے اوسپہ کھینچی تلوار
 پھر اوسنے بھی وہیں نیرہ کو ڈالا
 لگائی ضرب اک قاسم کے سر پر
 غرض اوس تیغ زد و ٹکڑی کر ڈھال
 وہیں شیر نے وہ دیکھ کر حال
 محمد بن انس وہ ڈھال لائے
 پکڑ پھر وہ پیر قاسم نے یکبار
 بن ارزق سے وہیں پھر دوسری بار
 خدا کا فضل قاسم پر ہوا تب
 گرا گھوڑی سے وہ اپنے زمین پر
 اور اوس کے سرین لنبی تھریاں
 لپٹے اوس کے سر کے ہاتھ میں بال
 پھر اوس کو لاکر اوپر اور پھر اکر
 اور اوس پر اپنا پھر دوڑا یا مگر ب

لگایا اوس کے جاسینے پہ نیرا
 وہ نیزہ اوسنے یعنی اوسپر روکا
 غضب ہے ہاتھ سے وہ نیزہ چھوٹا
 وہ بن ارزق بھی اتھا کر یا روٹھیا
 غرض شمشیر کو اپنی نکالا
 دے قاسم نے روکی وہ سپر پر
 کیا مجروح پشت دست فی الحال
 بجائی پھر کشادہ دامن ک ڈھال
 بہ نزد قاسم نوشاہ آئے
 بن ارزق سے ہوا لڑنیکو تیار
 لگائی ایک بس قاسم کے تلوار
 کہ اوسکا وار وہ خالی گیا سب
 ہوا وہ سر بر مہنہ وان سر اسر
 پھر اوس کے پاس قاسم ہو چکا فی الحال
 اور اپنے گھوڑی پر کھینچا اوس حال
 زمین پر ہاتھ سے بس چھوڑا کیسر
 کہ اعضا ہو گئے چور اوس کے بس سب

مجھے لڑنے سے لڑنے بھیجتا ہے
ولایت میں یہ مصر و شام کے اب
نہیں کوئی غرض میرے برابر
یہ شکر سعد نے بس ایک باری
کہ لے مدبر زبان گنگی ترمی ہو
یہ قاسم بن حسن ہے اور نوشاہ
پسرزادہ یہ ہے شیر خدا کا
مجھے سوگند ہے میرے خدا کی
اسے تھی تشنگی اور ماندگی آہ
بہانا مت پکڑ جا اس سے لڑنے
کہا رزق سے میں جاؤں ہر گاہ
وے جو تو کہے ہے مجھ سے لے بار
شجاعت میں ہر اک ہیگا ولاور
بس اب میں ایک کو بھی چون بیدار
بڑے بیٹے کو بس اوسنے بلایا
کیا گھوڑے پہ اپنے اوسکو اسوار
کیا میدان میں پھر رزق کا بنیا

مجھے لے عمر سعد اب کیا ہو ہے
مجھے جانی ہی بان خرد و کلان سب
ہزاروں میں ہوں میں کیتا بہادر
شمال رعد اک آواز ماری
یہ ہیگا کون پہچانے ہے اسکو
نبیرہ ہے مجھ کا یہ بس آہ
جگر گوشہ ہے یہ خیر النساء کا
نہیں میں جھوٹا کہتا ہوں فراہی
جو مجھ سے بات کی اب اسنے واللہ
تو آیا کیا نہیں ہے آہ مرنے
جو میرے عضو کے ٹکڑی کرے آہ
تو میں رکھتا ہوں این اپنی سپر چار
مرے بیٹے میں بس چاروں بہادر
کہ اوسکے سر کو لاوی جا کو اس آن
اور اپنے گھوڑے سے وہ نیچے آیا
کہ میں باندھی اوسکے اپنی تلوار
لکھنوں اب آگے میں احوال کا

کسی اور پھر مبارز نے نہ کی جنگ
 وہ قاسم بیچ میں لشکر کے جا کر
 کہ تو نے پانی گھوڑے کو پلایا
 کہا قاسم نے پھر یہ سعد سے وان
 کہ پانی سپے گھوڑے کو پلاؤ
 یہاں بس اہل بیت مصطفیٰ لب
 نہیں ڈرتے ہو حضرت مصطفیٰ لب
 نہ ہے پاس ادب خیر النساء کا
 نہ اندیشہ تمہیں ہے روزِ شہر
 نہ دین پانی تمہیں ساقی کوثر
 وہ باتیں آہ بس ولسور سنگر
 پھر عمر سعد کچھ تھوڑا سا رویا
 سپہ سالار تھا جو لشکرِ شام
 بس عمر سعد نے اوسکو بلا کر
 کہ تو پاتا ہے ہواک سال ہر بار
 تجھے ہے طنطنہ حد بے نہایت
 کہا اوزق نو اوس سے سکے پھر تب

عزیز و قاسم نوشہ نے ہر رنگ
 لگا بن سعد سے سکے دلاور
 کہا ملعون نے ہاں ہیگا دکھایا
 عجب طرح کے تم ہو گوسلمان
 نہ شاہ دین کو تم ہے ہے دکھائو
 مرین بن پانی تم پانی نہ دوا ب
 نہ شرماتے ہو تم شیر خد سے
 حسن ابن علی مجتبیٰ کا
 مرو گے پیاسے تم اوس روزِ آخر
 کہا یون قاسم نوشہ نے جا کر
 رہا چکا ہی اوسدم وہ سنگر
 اور اپنا دین آخر اوسنے کھویا
 عزیز و سن لوار زرق اوسکا تھا نا
 کہا جا اس جوان کا کاٹ لے سر
 غرض و ش و ش ہزارا میار و سنار
 شجاعت کی ہر چہرے پر دلالت
 کہ دانائی سے تیری ہی بعید اب

کہا میں عزم ہوں میدان کارکتا
 مری دامادی اور تیری عروسی
 کہا ہوگی قیامت کل کو جودان
 کہا قاسم نے مین دان پر ملون گا
 پٹی استین سے پہچان لیجو
 غرض استین اپنی پھاڑ مہیات
 غریو و شور وان سب نے مچایا
 پھر القصد جوہن سرور نے دیکھا
 کہا اے جان عم نک ٹھہر جاتا
 تو گورستان جاتا ہے پیارے
 یہ کمر ہاتھ سے اپنے عزیزان
 لباس قاسم نوشتہ کو والٹ
 اور اپنی تیغ اوسکے ہاتھ میں دے
 جو قاسم سر کے کے بیچ آیا
 جو کوئی سالار اوس سے لڑنے آتا
 کھڑا اگر جو ہوتا کوئی ناپاک
 بہت قاسم نے کوئی شامی کفار

مرے دے چھوڑ دامن آہ دکھیا
 قیامت پر رہی بس کر خموشی
 تجھے میں کس پتھر سے ڈھونڈوں گی
 ترے باپ اور دادے پاس ہوگا
 مرے مرنے کا غم ہرگز نہ
 وہاں وطن کو دمی اور کئی کچھ بات
 بس اہل بیت کا دم لب پر آیا
 کہ قاسم لڑنے کو یہ آہ جاتا
 ذرا پھر اپنا مسند محکود کھانا
 بخا اٹھ لے آفت کے مارے
 کیا چاک اوسکا بس سارا گریبان
 بنا شکل کفن پہنا دیا آہ
 اوسے میدان میں بھیجا اس طرح سے
 اوداوسے ظالموں کو منہ دکھایا
 تو اپنی جان سے ہوسیر جاتا
 تو بلجاتا تھا اکدم میں تو خاک
 جہنم کو بھیجے ماریک بار

تو اپنے بیٹے بس قاسم کو دیکھو
 تم اب جا کر مری دختر کو لاؤ
 غرض جسوقت آئیں شہ کی دختر
 پھنسا یا قاسم نوشہ کے برین
 اور اپنی بیٹی کا بس ہاتھ لیکر
 کہا اے قاسم نوشاہ میرے
 مجھے تیرے لیے کی تھی وصیت
 لے مجھ سے اگھڑی اپنی امانت
 پھر اوس سے بیٹی کا وان عقد بانجا
 اور آئے خیمے سے پھر آپ باہر
 وہاں قاسم نے دوست وطن کو
 اور اوس کے منہ کی جانب دیکھ کر آہ
 یہ عمر سعد کے لشکر سے ناگاہ
 کہ کوئی اور مبارز بھی ہو یا اب
 یہ سن قاسم نے ہاتھ اپنی وطن کا
 کہ جاؤن خیمے سے اوسوقت باہر
 کہا قاسم کہاں جاتا ہے تو آہ

مرے بیٹے کو دامادی میں لیجو
 مرے نزدیک ملک اوسکو بلاؤ
 دراع خاص بس بجائی کا لیکر
 عمامہ اپنا باندھا اوسکے سر میں
 جو تھی وہ نام زد قاسم کی دختر
 امانت باپ کی سیگی یہ تیرے
 تھی اب تک پاس سرور قیری محبت
 کہ اب ہے جان میں بیان وقت محبت
 دیا قاسم کو لیکر ہاتھ اوسکا
 ہمارے دین اور دنیا کے سرور
 کیا پھر یاد وان اپنے وطن کو
 وہ سر ڈالے ہوئے بیٹھا تھا نوشاہ
 نذر آئی بگوش قاسم شاہ
 کہ یا اس گھر کے بس مارو گھر سب
 عزیز و چھوڑ کر اوسوقت چاہا
 وطن نے اوسکے واسن کو پکڑ کر
 محضاب ظالمون میں جھوڑ کر واہ

غرض تو میری کو بس کھول دیکھا
 کہ لے قاسم میں کرتا ہوں وصیت
 بہت شامیان پر وفا سے
 تو نقد جان اپنی کیجو تہہ بان
 تجھے ہر چند وہ لڑنے سے پھیرے
 بہت سی کر کے منت اور زاری
 کہ ہے مفتاح وہ باب شہادت
 جو قاسم نے وصیت نامہ دیکھا
 پھر آیا شاہ کی خدمت میں خندان
 جو بہن شہیرے دیکھا وہ مکتوب
 جگر سے کھینچ کر اک آہ پر سوز
 کہا لے جان غم میں جانتا ہوں
 پر اپنے کی اب بیٹے وصیت
 ولے جان من احوال تیرا
 یہ کہہ اور ہاتھ قاسم کا پکڑ کر
 کہنا پھر ماور قاسم سے جا کر
 پھر اپنی بہن زینب سے کہا آہ

حسرت تھی بظاہر کس
 براور میرے پر جب ہو مصیبت
 وہ کوئی جیسا وہی وفا سے
 ورین ہرگز نیکو لے مر می جان
 یہ رکھیو یہ سخن تو یاد میرے
 خدا جان کیجیو تو ایک باری
 وہ ہے مصباح پس گنج سعادت
 تو پڑھتے ہی اس اس جا کہ سو اٹھا
 وہ نامہ بس دیا حضرت کو یاران
 کیا خون جگر میں آہ دل ڈوب
 ہوا اگر یہ کنان وہ شد دل افروز
 ترسے اطوار سے پہچانتا ہوں
 بجالا دیا تو ہی تجھ میں طاقت
 تجھے کچھ کہ گیا ہے بھائی میرا
 لے آئے شاہ بس خیمے کے اندر
 پہناؤ اس کو اچھے کپڑے لاکر
 کہ مجھ سے کہ گئے ہیں گریہ شاہ

مجلس آٹھویں بیچ خیر شہادت حضرت امام قاسم بن
حضرت امام حسن ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کبریٰ

یہاں راوی ہے کہ کتاب یہ اخبار
کہ عبد اللہ کی بعد از شہادت
بس عبد اللہ کو ابن حسن جان
کہا پھر حضرت شبیر نے آہ
تو لے جان چامت کرتیاری
تجھے دینی منھے اسدم اجازت
سنی جو ماور قاسم نے یہ بات
پکڑ کر ماتھے میں قاسم کا دامن
نپائی جبکہ قاسم نے اجازت
یکایک اوسکو بارے یاد آیا
کہ میرے باپ نے تعویذ لکھ کر
یہ بھی فرمایا تھا لے جان بابا
تو اس تعویذ کو پھر کھول پڑھنا
کہا قاسم نے ولیدین اپنے پیشک
بس اب تعویذ کو کھول پڑھوں میں

نظر آئے ہیں بدسبب یاں کے آثار
وہاں قاسم نے آچا ہی اجازت
برا درزادہ شبیر چوپان
عجب نکلی ہی یاں مرجانی راہ
مرے جہانی کی تو ہے یاد گاری
قیامت ہے قیامت ہی قیامت
نکل خیمے سے باہر آئی ہیماست
لگی روئے جلا کر اپنا تن من
تو آخیمین وہ بیٹھے بکھرت
تو دل سینے میں ٹھہرا اپنے پایا
مرے بازو پہ باندھا تھا مقرر
کہ تجھ پر ہو ملال و غم کا غلبا
لکھا جو ہو عمل تو اوس پہ کرنا
ملا ایسا نہیں تھا مجھ پہ اب تک
جو کچھ لکھا ہو سوا و سکو کر و نہیں

جو آنکھیں گول کر دیکھا تو ناگاہ
وہ صحتاً حرب میں بس گرم جولان
اک خُزنی ماری اوسکی سر پہ تلوار
قصور از بس گرا پھر اسپ سوان
بہت تھے زخم جو حر کے بدن پر
مجھے جلدی سے لویا ابن حیدر
وہین حر کی طرف پھر دوڑی شبیر
اوسے اوس لشکر کو فی سے بیکر
پیادہ ہو کے اپنے اسپ سے شاہ
چھڑاتے آستین سے اوسکی وہ خاک
وہ تھوڑی جان حرمین ماتی تھی مان
تو اپنا سر بغل میں شہ کے پایا
کہ لے سبط رسول رب غفار
کہا سرور نے ہون واللہ رضی
وہ شکر اس بشارت کو عزیزان
امام دو جہان پر شوق سے واہ

لگا کر ضرب جاتا ہے قنور آہ
لکھون کیا اوسکی میں جولانگری مان
کہ پیشانی چری سب اوسکی یکبار
گرا پھر حرب بھی اپنے اسپ سوان
تو گرتے ہی کیا لغرہ کہ سرور
کہ میں جاتا ہوں پینے آب کوثر
وہان پہونچا یا حضرت نے بتدیر
پھر آئے اپنے لشکر میں وہ سرور
سر حر لے بغل میں اپنے واللہ
کیے رخسارے حضرت فی غرض پاک
جو آنکھیں کھول کر دیکھا غرض مان
تبسم کر کے حضرت کو سنایا
ہوئے تم مجھ سے راضی میری سوار
پیمبر اور ہے اللہ رضی
غرض پھر حضرت خرمشاد و خدا
نثار نقد جان لی حر سے واللہ

کہ تیری منتظر عورین ہیں اب بیان
 کیا ابن رسول اللہ و اللہ
 جو کچھ پیغام کہنا ہے سو کہہ دو
 کہ میں بھی تیری پیچھے آتا ہوں اب
 پھر حضرت حرّے جا کر بار دیگر
 وہ اوس جاحرب کرتا تھا کہ ناگاہ
 پھر اوسنے کھینچ کر اوسوقت تلوار
 سوار و پیادہ اوسنیکڑوں مار
 پھر اپنا منہ کیا در قلب شکر
 وہ تھا کوفی کے شکر کا عملدار
 پھر اوس ملعون نو اک بانگ ماری
 اوسے ہر طرف سے لشکر نے گھیرا
 گروہ کافروں کے درمیان آہ
 وہی مردانہ وار اوس فوج میں آہ
 پھر اسہمیں بھی منافق بیٹے بسیار
 قصور ابن کنانہ نے وہاں آ
 لگا کر کے وہ نیزہ ہارے کاری

لگا فریاد کرتے حرّے سن وان
 میں جاتا ہوں تمہارے جد کئی آہ
 کہا حضرت نے اے حرّ خوش تو رہو
 تجھے بخشے وہاں جنت مرار ب
 لڑائی ڈال دی بر قلب شکر
 وہ نیزہ اوسکا ٹوٹا موٹو آہ
 پھر وہ گرد شکر کے کئی بار
 کیے کوفی و شامی یعنی فی النار
 کہ چاہا ماروں عمر سعد جا کر
 جسے کہتے تھے عمر سعد بلے یار
 کہ اوسکو گروہ سے کو ایک باری
 کہوں کیا دل پھٹا جاتا ہے میرا
 مثال شیر عر پھرتا تھا و اللہ
 پڑا پھرتا تھا لڑتا سب کے ہمراہ
 عزیز و مار کر ڈالے تھے فی النار
 غرض حرّ کے لگایا ایک نیزا
 ہوا آنکھوں میں حرّ کے روز تازی

چلائی دوسرے سر پہ تلوار
وہ بھائی تیسرا جو تھا سو بھاگا
لگا یا نیرہ او سکی پشت پر ایک
وہ تینوں او کو بھائی کر کو فی انکا
طرف شبیر کے منہ کر کے اپنا
کہا حضرت زمین راضی ہوں تجھ کو
ہوا تو آتش دوزخ سے آزاد
یہ سکریات حضرت کی زبان سے
بطرف عسمر سعد آکر دلاور
بہت پیارے اور اسوار مارے
غرض پیادوں نے وہی دور کر آہ
لگا پھر پیادہ پا کر لڑنے او س جا
یہاں شبیر نے دیکھا عزیزان
وہیں اک اسب تازی حر کو بھیجا
لگا کر نے کو جولانی بہر سو
یہ حیرنے چاہا جو نزدیک شبیر
دوہین آواز دی ہاتھ فی او کو

کہ سینے تک چرا او سکا بیکبار
یہ خر بس پیچھے او سکے دوڑا ایسا
سنان سینے سے باہر ہو گئی لیک
ہوا اگر کھڑا سیدان میں یکبار
کہا خوش تو ہوئے مجھے حسینا
بشارت اتنی تو اب سن لو مجھ سے
کیا عقبی اگر اب تو نے آباد
خوشی ہو کر چلا کر پھر واپس
ہو اسٹغول لڑتے ہیں سر اسر
عزیز و لشکر کو فی سے بارے
قدم گھوڑے کے حرکتے ناگاہ
لکھو نہیں حال او سکے لڑنیکا کیا
کہ حر لڑتا ہے پیادہ پا کھڑا وان
سوار او سپر ہوا وہ لیکے بوسا
ہر اک جانب عزیز و محب گئی ہو
کسی صورت میں جاؤں کر کر تیر
کہ لے اس طرف سی تو اب نہ پھر لو

غرض جبریل گوارہ ہلاوے
 کہا صفوان زمین سب جانتا ہوں
 دے ہے پاس جسکے مال و دولت
 بیزید از بسکہ رکھتا بہت مال
 براق و مال ہلو چاہیے آہ
 کہا خرنے کے ملعون طلق
 شراب جہل کی ہو تھمبہ غفلت
 غضب میں ہو کر پھر اسوقت فوج
 وہ خرنے نیزہ اوسکے نیزی پر ڈال
 اوسے پھر گرمی میں اک نیزہ مارا
 اوسی نیزی پر پھر اوسکو اٹھا کر
 کہ اوسکے ہو گئے سب استخوان چور
 دے صفوان رکھو تھمیں بجائی
 کیا غصے سے حملہ چارونا چار
 جاگ سے نعرہ خرنے کھینچ کر ایک
 پھوکر خاؤ زمین سے کبر کو
 کہ اوسکی ٹوٹ کر گردن سراسر

گل باغ نبوت وہ کہا دے
 اور اس سے زیادہ بھی پہچانتا ہوں
 اوسی کی ملک میں ہے جس حکومت
 اور ہم لینے سپاہی ہیں بہر حال
 طہارت تقویٰ سے کیا کام واللہ
 یہ جان اور بوجہ کر توڑھا کئی حق
 ترے ان قول اور فعلوں بعینت
 کیا خرنے کے حوالے نیزہ اک وان
 کیا دو ٹکڑے اوسکا نیزہ فی الحال
 کہ سینہ شق ہوا اور پارہ پارہ
 زمین پر مارا درمیان دو لشکر
 اٹھا پھر دونوں لشکر میں شور
 ہوئی تاریک اوپر سب خدائی
 بس حضرت سر پر سب فی ملک یکبار
 عزیز و موثر اونسکے طرف کو لیک
 زمین پر مارا اک کوئی شمر کو
 جہنم کو گیا ملعون وہ یکسر

ترقی خدمت میں کیا ہوں یا شاہ
 دین حضرت نے اوسدم اسپ پر
 ملا حرم کے غرض سراور منہ پر
 گنہ اللہ نے بخشے تیرے سارے
 توروہ مردانہ وار اس حرب پر آہ
 غرض حضرت سے حرم نے لی اجازت
 جو عہد سعدی میں حرم کو دیکھا
 بلا صفوان کو بولا کہ نصیحت
 مرے لاپاس اسکو جلد کہہ کر
 وہیں صفوان پھر میدان میں آیا
 کہ حرم تیری خبر و مندی سے ہر دو
 نہ اسکے پاس لشکر ہے نہ دولت
 کہا حرم نے کہ لے صفوان نادان
 ترمی اس عقل پر پڑ جاوے اب خاک
 نہیں تو جانتا ہے لے مخمور
 حسین بن علی کی قدر و منزل
 کہ جسکا نام حضرت صفوان ہے

قبول اب ہووے تو بر میری خدمت
 بڑھا کر ہاتھ کو پھر لینے اپنے
 پھر اس طرح سے بولے یعنی سرور
 ہوا غدر گستر مقبول بارے
 نہ لانا مطلقاً کچھ خوف ہر گاہ
 رکھا میدان کو اپنا روئے بہت
 پڑا اوسکے بدن میں و وہیں لڑا
 ذرا اسوقت حرم کو اہل بہت
 و گرنہ سر کو اوسکے کاٹ رہ کر
 سخن بس اسطرح اوسکو سنایا
 جواب کی خدمت شبیر منظور
 ہوا کیا تجھ کو لے صاحب ہمت
 یہ کیا کہتا ہے تجھ میں ہے نہ ایمان
 یزید رو سیہ ہے سخت ناپاک
 کہ پیدا ایش ہوئی ہے اوسکی کو فکر
 فوراً دیکھ آئکہ اوسٹا اس طرف غافل
 علی بابا پان غیر ایشا ہے

نہ بولا سعد منہ سے کچھ یہ سنکر
 تو اس دم کا پنتا تھا اوس کا تن سب
 مہاجر ابن غوک از قوم خرقا
 برادر خرنے آگے آگے اوسم
 نہیں کچھ خوفناک بہر چند دیکھا
 تو کوئی شایہوں میں ہے دلاور
 سب اس کا پنے کا کیا ہی ہر دم
 کہا مجھ کو نہیں ہے آہ کچھ غم
 خبر کرتا ہوں دوزخ اور عدن
 یہ اندیشے میں ہے اس دم مادل
 یہ کہہ کر کہا میرے برادر
 کہ مینے اختیار اب کی ہے جنت
 یہ کہہ پھر تازیانہ اسپ کو مار
 او تر گھوڑے سے پیادہ ہو کر آیا
 کہا ایسا نہیں مجھ کو گمان تھا
 میں دلیں خیال کرتا تھا یہی آہ
 دے اب ہو گیا ہے مجھ پر ظاہر

ہوا خرچو کھڑا میدان میں گرا کر
 کہا حرسے مہاجر نے یہ سرتب
 روایت ہے یہ مصعب سے سمجھنا
 کہا پر سر کہ میں تجھ کو سپہم
 ہوا کیا اب تجھے یہ مجھ کو تبتلا
 تو ہے اس فوج میں سب سے بہادر
 تجھے کس بات کا ہے اس گھری غم
 میں اپنے نفس کو ہر آن دہر دم
 میں سمجھتا ہوں یعنی ہر سخن سے
 قبول اب کیا کرو نہیں یہ مشکل
 بشارت ہو جو تجھ کو مقرر
 مجھے آل نبی سے ہے محبت
 وہ پھر شبیر کے پاس آ بیگار
 رکاب سبط احمد خوب چوما
 کر گئے قصد جان کا تیری شام
 ہم ہے صلح کی دانشدہانہ
 وغا تم سے کر گئے سب یہ کافر

اور اوسمین مارتا ہی پانوں اور ہاتھ
 ولین کوئی نہیں فریاد سنتا
 یہ کہ پھر منہ کو میری طرف کر کر
 تو اے شبیر کیا اوسدم کریگا
 کہا حضرت نے تو صابر بڑا ہے
 یہ کہ پھر کہا شبیر نے آہ
 بیان کھلواؤ اب اسباب سارا
 ہوا غرہ محرم کا وہاں جو
 دوم تاریخ ہوئی اوس چاند کی آہ
 بموجب کہنے ابن زیاد کے پس
 غرض بائیس ہزار اسوار و پیادہ
 وہ پھر شبیر کے آگے سراپا
 جو عمر سعد کے آگے ہی پہلے
 وہ تھا عمر بن زید ملے دوست دار
 کہ تو شبیر سے ہوئے مقابل
 کہا ہاں اس سوسین اسدم لڑوگا
 کہا حمر نے رسول اللہ کو جا

غرض فریاد بھی کرتا ہے پھر ساتھ
 وہ اپنے سر کو ہی اوس خون میں دھنستا
 لگے کہنے وہیں پھر مجھ سے حیدر
 کہا دل صبر کا جو یار ہے گا
 تری تو شان میں بس اتنا ہے
 بٹھاؤ اونٹ تم اس جا پہ دل
 کرو استادہ خیمہ یاں خدا
 ہوا اک غم نیا عالم پہ یارو
 ہو تم اس حال سے لے یار داکا
 وہ عمر سعد آیا وان کر گس
 لے آیا ساتھ لپٹے مال لڑو
 سوار و پیادہ کی صف بانہا
 جو آیا تھا اب اوسکا نام کہ لے
 کہا جو سعد سے آکر یہ اوس آن
 اب اس جا آیا لے نادان غافل
 جو کچھ کرنا ہے سو وہ میں کروگا
 تو کیا دیگا جواب لے عمر فروا

ہوا آخر جو کھڑا میدان میں گر
 کہا جس سے مہاجر نے یہ سب رتب
 روایت ہے یہ مصعب سے سمجھا
 کہا ہر سحر کہ میں تجھ کو پیس
 ہوا کیا اب تجھے یہ مجھ کو تیل
 تو ہے اس فوج میں سب سے بہادر
 تجھے کس بات کا ہے اس گھری غم
 میں اپنے نفس کو ہر اکن و ہرم
 میں سمجھنا ہوں یعنی ہر سخن سے
 قبول اب کیا کرو میں یہ مشکل
 بشارت ہو جو تجھ کو مقرر
 مجھے آل نبی سے ہے محبت
 وہ پھر شبیر کے پاس آ بیچار
 رکاب سبط احمد خوب چوما
 کر گئے قصد جان کا تیری شام
 ہم سے صلح کی واللہ باللہ
 وغاتم سے کر گئے سب یہ کافر

بولا سعد منہ سے کچھ یہ سنکر
 و سدم کا پتا تھا اوس کا پتا ب
 زابن غوک از قوم خرقا
 خرنے آگے آگے اوسم
 یہ خوفناک ہر چند دیکھا
 نامیوں میں ہے دلاور
 کا پنے کا کیا ہی ہرم
 ہے آہ کچھ غم
 روزخ اور عدن
 ہے اسدم مراد
 میرے برادر
 کی ہے جنت
 پ کو مار
 وہ ہو کر آیا
 ان تھا
 تابی آہ
 ظاہر

جنگل زر کر

محبے جنت

جوین

فرا تم دور

کہ جب لشکر میں سووین

جو ہودی روز وہ مرد

پھر اس جنگل میں تھوڑی

خدا جانے کہاں کو وہ

یہ سن شیر نے خر کو د

سوار حضرت ہونے گھوڑ

کسی جاو ترے تہا شاہ و

جو دیکھا سو گیا یاں سار

سب اپنے آدمی بس لیک

وہ شب تاریک تھی یعنی

کہ تیری منتظر عورین ہیں اب بیان
 کہ یا ابن رسول اللہ واللہ
 جو کچھ پیغام کہنا ہے سو کہہ دو
 کہ میں بھی تیری پیچھے آتا ہوں اب
 پھر حضرت حُسنے جا کر بار دیگر
 وہ اس جاحرب کرتا تھا کہ ناگاہ
 پھر اس نے کھینچی اس وقت تلوار
 سوار و پیادہ اسنو سیکڑوں مار
 پھر اپنا منہ کیا در قلب لشکر
 وہ تھا کوفی کے لشکر کا عملدار
 پھر اس ملعون نو اک بانگ ماری
 اسے ہر طرف سے لشکر نے گھیرا
 گروہ کافروں کے درمیان آہ
 وہی مردانہ وار اس فوج میں آہ
 پھر اس میں بھی منافق بیٹے بسیار
 قصور ابن کنانہ نے وہاں آ
 لگا کر کے وہ نیزہ ہائے کاری

لگا فریاد کرتے حریہ سن وان
 میں جاتا ہوں تھارے جد کئی آہ
 کہا حضرت نے اے خوش تو رہو
 تجھے بخشے وہاں جنت مرار ب
 لڑائی والدی بر قلب لشکر
 وہ نیزہ اسکا ٹوٹا سو منو آہ
 پھر اوہ گرد لشکر کے کئی بار
 کیے کوفی و شامی یعنی فی النار
 کہ چاہا ماروں عمر سعد جا کر
 جسے کہتے تھے عمر سعد بے یار
 کہ اسکو گردے کو ایک باری
 کہوں کیا دل پٹا جاتا ہے میرا
 مثال شیر عر پھر تانا و اللہ
 پڑا پھر تانا و تاسب کے ہمراہ
 عزیز و مار کر ڈالے تھے فی النار
 غرض حر کے لگا یا ایک نیزا
 ہوا آنکھوں میں حر کے روز تاری

چلائی دوسریکے سر پہ تلوار
وہ بھائی تیسرا جو تھا سو بھاگا
لگا یا نیرہ او سکی پشت پر ایک
وہ مینون او سکو بھائی کر کوئی لٹکا
طرف شیر کے منہ کر کے اپنا
کہا حضرت زمین راضی ہوں تجھ کو
ہوا تو آتش و وزخ سے آزاد
یہ سنکریات حضرت کی زبان سے
بطرف عزم سعد آکر دلاور
بہت پیادے اور اسوار مارے
غرض پیادوں نے وہی دھڑکڑاہ
لگا پھر پیادہ پا کر لڑنے او س جا
یہاں شیر نے دیکھا عزیزان
وہیں اک اسپ تازی حرکت بھیجا
لگا کر نے کو جولانی بہر سو
یہ خڑے چاہا جو نزدیک شبیر
دوہین آواز دی ہاتھ فی او کو

کہ سینے تک چرا او سکا بیکبار
یہ خربس تیغے او سکے دوڑا ایسا
سنان سینے سے باہر ہو گئی لیک
ہوا اگر کھڑا سیدان میں یکبار
کہا خوش تو ہوئے مجھے حسینا
بشارت اتنی تو اب سن لو مجھ سے
کیا عقبی اگر اب تو نے آباد
خوشی ہو کر چلا کر پھر وہاں سے
ہو اس مشغول لڑتے میں سر اسر
عزیزوں شکر کوئی سے بارے
قدم گھوڑیکے حرکت کے کاٹے ناگاہ
لکھو نہیں حال او سکے لڑنیکا کیا
کہ حرکت کرتا ہے پیادہ پا کھڑا وان
سوار او سپر ہوا وہ لیکے بوسا
ہر اک جانب عزیز و محب گئی ہو
کسی صورت میں جاؤں کر کو تیر
کہ لے اس طرف سی تو اب نہ پھر لو

غل غرض جبریل گوارہ ہلاوے	گل باغ نبوت وہ کہا وے
کہا صفوان زمین سب جانتا ہوں	اور اس سے زیادہ بھی پہچانتا ہوں
وہ ہے پاس جس کے مال و دولت	اوسے کی ملک میں ہے بس حکومت
بیزید ازبسکہ رکھتا ہے بہت مال	اور ہم اپنے سپاہی ہیں بہر حال
براق و مال پہلو چاہیے آہ	طہارت تقویٰ سے کیا کام واللہ
کہا خرنے کے لئے ملعون طلق	یہ جان اور بوجہ کرتا تو دھاکتی ہی حق
شراب جہل کی ہو تھپہ غفلت	ترے ان قول اور فعلوں لعنت
غضب میں ہو کر پھر اوس وقت صفوان	کیا خرنے کے حوالے نیزہ اک وان
وہ خرنے نیزہ اوس کے نیزہ پر ڈال	کیا دو ٹکڑے اوس کا نیزہ فی الحال
اوسے پھر گرمی میں اک نیزہ مارا	کہ سینہ شق ہوا اور پارہ پارا
اوسے نیزہ پر پھر اوس کو اٹھا کر	زمین پر مارا درمیان دو لشکر
کہ اوس کے ہو گئے سب استخوان چور	اٹھا پھر دونوں لشکر سے دین شور
وہ صفوان رکھو تعاتین بھائی	ہوئی تاریک اوپر سب خدائی
کیا غصے سے حملہ چارونا چار	بس حضرت حر پر سب فی ملکے یکبار
جگر سے نعرہ جرنے کی پٹنگ ایک	خیز و دوڑا اوس کے طرف کو ایک
پیکر کو خاؤ زمین سے کب کو	زمین پر مارا اک کو فی شمر کو
کہ اوسکی ٹوٹ کر گردن سراسر	جہنم کو گیا ملعون وہ یکسر

ترمی خدمت میں کیا ہوں یا شاہ
 دین حضرت نے او سدھ سپ پر
 کلا حُر کے غرض مر اور منہ پر
 گنہ اللہ نے بخشے تیرے سارے
 توروہ مردانہ وار اس حرب پر آہ
 غرض حضرت سے حُر نے لی اجازت
 جو عسکر سعد نے بس حُر کو دیکھا
 بلا صفوان کو بولا کہ نصیحت
 مرے لاپاس اسکو جلد کہہ کر
 وہیں صفوان پھر میدان میں آیا
 کہ حُر تیری خبر و مندی سے ہر روز
 نہ اس کے پاس لشکر ہے نہ دولت
 کہا حُر نے کہ اے صفوان نادان
 ترمی اس عقل پر پڑ جاویں خاک
 نہیں تو جانتا ہے اے سخنور
 حسین بن علی کی قدر و منزل
 کہ جسکا نام حضرت مصطفیٰ ہے

قبول اب ہووے تو بر میری بقدر
 بڑھا کر ہاتھ کو پھر لیٹے اپنے
 پھر اس طرح سے بولے یعنی سرور
 ہوا غدر گنہ مقبول بارے
 نہ لانا مطلقاً کچھ خوت ہر گاہ
 رکھا میدان کو اپنا روئے بہت
 پڑا او سکے بدن میں و دین لڑا
 ذرا اسوقت حُر کو اہل بہت
 و گرنہ سر کو او سکے کاٹ رہ کر
 سخن بس اسطرح او کو سنایا
 جواب کی خدمت شبیر منظور
 ہوا کیا تجھ کو اے صاحب فرات
 یہ کیا کہتا ہے مجھ میں ہے نہ ایمان
 یزید و سب یہ سخت ناپاک
 کہ پیدائش ہوئی ہے او کی کو نگر
 فوراً دیکھ انکھ اوٹھا اس طرف غافل
 علی بابا پان فیہ لہ ہے

نہ بولا سعد منہ سے کچھ یہ سنکر
 تو اس دم کا پتا تھا اوسکا تن سب
 مہاجر ابن خوک از قوم خرقا
 برادر خرنے آگے آگے اوسم
 نہیں کچھ خوفناک ہر چند دیکھا
 تو کوئی شایہوں میں ہے دلاور
 سب اس کا پنے کا کیا ہی ہرم
 کہا مجھ کو نہیں ہے آہ کچھ غم
 خبر کرتا ہوں دوزخ اور عدن
 یہ اندیشے میں ہے اسدم مادل
 یہ کہہ چہ کہا میرے برادر
 کہ مینے اختیار اب کی ہے جنت
 یہ کہہ پھر تازیانہ اسپ کو مار
 اور تر گھوڑے سے پیادہ ہو کر آیا
 کہا ایسا نہیں مجھ کو گمان تھا
 میں دل میں خیال کرتا تھا یہی آہ
 دے اب ہو گیا ہے مجھ پر ظاہر

ہوا خر جو کھڑا میدان میں گر
 کہا حرسے مہاجر نے یہ سرتب
 روایت ہے یہ مصعب سے سمجھا
 کہا ہر سر کہ میں تجھ کو سپہم
 ہوا کیا اب تجھے یہ مجھ کو بتلا
 تو ہے اس فوج میں سب سے بہادر
 تجھے کس بات کا ہے اسگھری غم
 میں اپنے نفس کو ہر آن و ہرم
 میں سمجھتا ہوں یعنی ہر سخن سے
 قبول اب کیا کرو میں یہ ہے مشکل
 بشارت ہو جو تجھ کو مقرر
 مجھے آل نبی سے ہے محبت
 وہ پھر شبیر کے پاس آ بیگار
 رکاب سبط احمد خوب چوما
 کرینگے قصد جان کا تیری شاما
 ہم ہے صلح کی دالہ بابلہ
 وغام سے کرینگے سب یہ کافر

اور اوسین مارتا ہوا پانوں اور ہاتھ
 ولیکن کوئی نہیں فریاد سنتا
 یہ کہ پھر منہ کو میری طرف کر کر
 تو اسے شبیر کیا اوسدم کریگا
 کہا حضرت نے تو صابر بڑا ہے
 یہ کہ پھر کہا شبیر نے آہ
 بیان کھلو اواب اسباب سارا
 ہوا غرہ محرم کا وہاں جو
 دوم تاریخ ہوئی اوس چاند کی آہ
 بموجب کہنے ابن زیاد کے پس
 غرض بائیس ہزار سوار و پیادہ
 وہ پھر شبیر کے آگے سراپا
 جو عمر سعد کے آگے ہی پہلے
 وہ تھا عمر بن یزید کے دوست دار
 کہ تو شبیر سے ہوئے مقابل
 کہا ہاں اس سو میں اسدم لڑوگا
 کہا حرنے رسول اللہ کو جا

غرض فریاد بھی کرتا ہے پھر ساتھ
 وہ اپنے سر کو ہوا س خون میں دھنسا
 لگے کہنے وہیں پھر مجھ سے حیدر
 کہا دل صبر کا جو یا رہے گا
 تری تو شان میں بس اتنا ہے
 بٹھاؤ اونٹ تم اس چاہیہ والہ
 کرو استادہ خیمہ یاں خدا
 ہوا اک غم نیا عالم پہ یارو
 ہو تم اس حال سے لے یارو آگاہ
 وہ عمر سعد آیا وان کمر کس
 لے آیا ساتھ سپنے مال لاد
 سوار و پیادہ کی صف باندھ آیا
 جو آیا تھا اب اوسکا نام کہ لے
 کہا جو سعد سے آکر یہ اوس آن
 اب اس جا آیا لے نادان غافل
 جو کچھ کرنا ہے سو وہ میں کروگا
 تو کیا دیکھا جواب لے عمر فرود

نہیں وہ جانتے تھے اے عزیزان
 یکایک صبح چمکی جس گھڑی آہ
 کہ اوس جاگہ پہ گھوڑا شاہ دین کا
 اوسے ہر چند حضرت مارتے پر
 یہ پوچھا شہ نے کوئی جانتا ہے
 کہا اک شخص نے ہے ماریہ نام
 کہا شہزادے نے شاید کہ کچھ اور
 کہا پھر ایک نے وہ تھا نیٹ پیر
 یہ سن حضرت نے فرمایا وہاں پر
 کہ یعنی یہ زمین کر بلا ہے
 یتیم ہووینگے یا ن فرزند میری
 کہا حضرت علی اکبر نے آکر
 یہ کیا باتیں ہیں اور کیا فال بدی
 کہا میں جانتا ہوں میری فرزند
 ترے دادا علی سے میں ہنسی
 کہ مینے ہاے اب دیکھا ہی یہ خوا
 کہ ہے اک خون کا صحرا میں دریا

کہا ہم جاتی ہیں اس دشت میں ہاں
 زمین اک ہولناک اوپر گئے شاہ
 غرض جاتے ہی بس افسوس ٹھہرا
 نہ چلتا تھا وہاں سے وہ قدم بھر
 زمین یا کئی کوئی پہچانتا ہے
 کہ اسکو جانتے ہیں خاص اور عام
 اسے کہتے ہیں پوچھو تم ہر طور
 کہ اسکو کر بلا کہتے ہیں شبیر
 محبوب ہو کے خوش الشداکبر
 مکان یہ خون کرنے کا مری
 رہیں گردشمن اب بیان مجھ کو گھیری
 کہ بابا یہ نہ لاؤ تم زبان پر
 اسے سن اپنا ہوتا حال بدی
 نہیں ہے فرق اس میں لیجئے ہر چند
 مرے بھائی حسن نے یوں کہا
 کہ جسکے دیکھنے سے دل ہو بیتا
 حسین اوس میں ٹڑپتا ہے سراپا

مجھے جنت کی دیتے تھے بشارت

ورینا واسے صد افسوس تجھ پر

برائے جنگ سبط مصطفیٰ کے

تجھے کیسی بشارت ہے یہ گمراہ

ضرور اب ہے مجھے تجھے محبت

جو میں نزدیک تیرے او ترون پاشا

فرا تم دور او ترو ہم سے کیوں

کہ جب لشکر میں روین آدمی سب

جو ہو دی روز وہ مردم ہوں سدا

پھر اس جنگل میں تھوڑی چلین ہم

خدا جانے کہاں کو وہ گئے آہ

یہ سن شیر نے حر کو د عادی

سوار حضرت ہونے گھوڑی پر آکر

کسی جاو ترے تہا شاہ دین تب

جو دیکھا سو گیا یاں سارا لشکر

سب اپنے آدمی بس لیکے ہمراہ

وہ شب تاریک تھی یعنی نہایت

میں اپنے ولیمین کہتا تھا بھرت

کہ تو ایک چپا ہے اتنا لشکر

حسین ابن علی شیر خدا کے

ہے لشکر کو فیون کا میرے ہمراہ

ہر اک دم ہر گھڑی کرنی مروت

تو کیوں ہے حرم اب میرے ہمراہ

شہا تم فرق سے ٹک آہ رہیو

تو تم جانا جد مر کو چاہتا تب

تمہارا جانا ہو معلوم یک بار

بہانہ سب کے آگے یہ کریں ہم

کہ مر کی طرف لی اوں سے بنے براہ

کہ تجھ کو ہو شفاعت مصطفیٰ کی

بہم ہو کر چلے پھر دو فون لشکر

گئی جس وقت آدمی دو سوتو شب

وہین شبیر میرے آہ اوٹھ کر

او سیدم رات کو لی اک طرف راہ

سنو اس رات کی اب تم حکایت

پھر اوشے شبیر نے اور کرامت
 کہا اے کو فیو بس مت ستاو
 کہ اتنے میں ستر اسوار آیا
 یہ تھا مضمون اوس خط کا سر آیا
 اوسے جاسے یہ بس کچھ مقرر
 او تر وانا اوسے منزل بمنزل
 پھر حرنے پڑے کے نامہ امی غزوان
 کہ ابن زیاد نے یہ کیا لکھا
 میں امین ہوں نہایت آہ حیران
 اگر ایسا نہیں کرتا ہوں تو آہ
 اگر یان حرب کی کرتا ہوں تدبیر
 خدا سے اور محمد مصطفیٰ سے
 کہا پھر حرنے یہ شبیر سے آہ
 اوٹھا کون تجھ پہ اور گماروں شبیر
 برمی وضع سے جو میں تھکوں دیکھو
 جو میں اس راہ میں آتا تھا یکسر
 مرے کانوں میں آتی تھی یہ آواز

نماز عشر مڑ پڑوان باجماعت
 تم اپنے کونے کو اب یا سے جاؤ
 خط ابن زیاد کا مخرپاس لایا
 کہ جس جا پہونچے نامہ تجھ کو میرا
 حسین ابن علی کو لینے لیکر
 کہ آب و دانہ ہو اوس جانہ صل
 دیا شبیر کے بس ہاتھ میں دان
 اسے اب دیکھیے جو مدعا سے
 کروں کیا ہے میری خاطر مریشا
 غضب سے اوسکے میں تھا ہوں واللہ
 تو ہوتا ہوں میں خود ہی آپ بی پیر
 نجل ہوتا ہوں میں خیر النساء سے
 سپہ سے اپنی پیمان ہو کر واللہ
 کٹیں بس دست حزلے میرے شبیر
 تو اندھا دونوں آنکھوں میں ہیں ہوں
 نہیں چھوڑا میں کوئی سنگ و پتھر
 کہو نہیں آپ کے یہ روبرو راز

کہا حضرت نے خراب نیچے آ کر
 کہا حوتے کالے سردار میرے
 کہ شاید حق دعائیں دیکے طاقت
 غرض شبیر نے اوسکو دعا کر
 نماز طہر حضرت نے ادا کی
 وہیں شمشیر پر کر اپنی تکیہ
 کسایا ایٹھا اللہ اس اس طرف کو
 متحارب قاصد اور نامے مجھ بیان
 تقید سے لکھا تھا جلد آنا
 امام اس جانبین ہے کوئی ہمارا
 اگر وعدوں پہ اپنے تم ہو سکے
 وگرنہ تم تابعدار سی سے پھرے ہو
 جہان چاہوں وہاں میں جاؤں اسدم
 کہا حوتے حسین ابن علی آہ
 کہا یہ جو کہ ہیں لشکر میں تیرے
 کہا وہ لاؤ خط اور پڑھ سناؤ
 کوئی تھا متفعل ڈالے ہو میرے

نماز اسوقت کی اپنی ادا کر
 پڑھو نگاہیں غلاب تیرے
 کرے اس قوم کو یقین ہدایت
 اوسی دم گھوڑے بس نہج پر آ کر
 اور اوسکے بعد میں حمد خدا کی
 فصاحت سے ادا کر لیں خطب
 زمین خود آیا ہوں باندہ صلیبی صاف کو
 کئی ہو پھر ہیں جب آیا ہوں یاران
 کہ خالی شہر ہے تشریف لانا
 ہر اک بیان منتظر ہے اب تمہارا
 چلون میں شہر کو فہ میں اسیدم
 تو پھیروں باگ تم مت مجھ رو کو
 مجھے ہے ہر گھڑی مسلم ہی کا غم
 خبر میں خط کی نہیں رکھتا ہوں اللہ
 سبھو نکے نامے ہیں نزدیک میرے
 چلکے انکے سب انکو دکھاؤ
 کوئی واسطے کیا اوٹھ لینی اکثر

سوار اسکے نہ کیجو اور تدریب بہر صورت سے منع او سکویجو سوار اپنے لیے پھر او سنے ہمراہ امام دو جہان اوس جا پہنچے جہان شب کو رہے حضرت باکرام امام دین اور شاہ زمانہ کہ سب اوتری ہیں اس جنگل کے اندر کوئی پھیلا کے اپنے پالون لبٹا سر رہ باندھی صفا اون سب نو آکر اور اوسکا کون ہے بتلاؤ مہتر لگا کر نے نسب نام اپنا اظہر ویالڑنے کو لایا فوج ساری پڑھی لا حول حضرت نے پھر او سپر کہ لے کر خیال کیا رکھتا ہے یہ آہ کہ سپر زیادے ہے مجھ کو بھیجا رہونگا میں تمہارے شاہ پارم کسی اور طرف میں جانے ندونگا	بہر وجہ تو لا کوئے میں شبیر کسی اور طرف او سے جاتے نہ کیجو یہ سنکر حُسنے لی جنگل کی بس راہ غرض القصد کتنے دن کے پیچھے سرب اوس شہر اور منزل کا تھا نام ہوئے پھر صہبہ دم واسنے روانہ تو پھر دو پہر کو اک دیکھا لشکر ہر اک سائے میں گھوڑی کی بیٹھا سپہ نے دیکھا جو حضرت کا لشکر کہا شبیر نے ہے کس کا لشکر غرض حُرن بن یزید آگے نکل کر کہا حضرت نے تو آیا بہ یاری کہا لڑنے کو آیا ہوں مقرر کہا شبیر نے پھر اوسکو ناگاہ کہا حضرت سے حُرنے او گھڑی آہ نہیں چھوڑونگا میں تمکو بس اکدم میں بلکہ کو فتنک ہمراہ رہونگا
---	---

ولیکن ایک موضع تھا وہاں پر
 وہاں خیمہ کیا استاد و اگر
 کہ اب اے مردمان تم یہ سنو بات
 غرض کی بیوفائی مجھ سے واللہ
 تمھیں بی جانی کی سینے اجازت
 وہ حضرت کے جو تھے ہمہ وفادار
 کہ یا امین رسول اللہ ہماری
 تمھیں اب چھوڑ کر ہم جائیں کس جا
 جسے جانا تھا وہ آگے گیا آہ
 ولیکن یا نشے کہتا ہے یہ راوی
 کہ ابن زیاد نے مکے کو بھیجا
 کہ جب شیر ہو گئے سے باہر
 خبر اس وقت دیجو مجھ کو آکر
 خبر ہو چنانچی اوس ملعون کو آہ
 قبیلے میں اسد کے کی سکونت
 پھر ابن زیاد نے بس خر کو بھیجا
 ہزار اوسکو سوار اوسنے دلائے

قطوطانہ اوسے کہتے ہیں اکثر
 کہا لشکر سے پھر اوس جا پہ آکر
 کہ کوئی بیوفائی ہمارے سہیات
 مرے مسلم کو مارا ولے رے آہ
 پھر وہاں سے کروست آگے جرات
 اوسخون نے یوں کہا بس ملک کیا
 قدا یہ جان ہے بس تم یہ ساری
 بھلاے شاہ دین یہ بھوت بلا
 سجاوینگے ترے ہم درسی شاہ
 ذرا دل سے یہ باتیں تم سنو جی
 بس اک جاسوس کو یہ ہاں سکھلا
 چلے کونے کی جانب وہ دلا
 تو کر جاسوسی اوسکی جلد جا کر
 کہ باہر آیا کے سے شہنشاہ
 یہ دی اوسنے خبر بس اس لعنت
 کہ جاشیر کو کونے میں لے جا
 فریب و مکر سب یعنی جتانے

ہوئی ہے مجھ پہ اب لازم یہ محبت	وہاں کے جانے سے رو کو مجھے مت
پھر حضرت نے کلام اللہ کی فال	جو دیکھی تو یہ نکلی آیت اوس حال
کُلُّ نَفْسٍ ذَرْئَةٌ لِّلْمَوْتِ	

کہ سارے نفسوں کو یہ مرگ کی چٹا کہا اوس وقت حضرت نے یہ نہایت ابھی جو خواب میں تھا میں نے دیکھا مرے دونوں ہوئے اس دم بدگیا سوم تار بج تھی فی الحیر کی جویاں اوسی دن قتل مسلم ہو گیا آہ ہر اک منزل میں دیکھیں اور تہاں یہ لائے ہیں کہ بس شبیر لے آہ تو دیکھا کوئی ہے کوفے سے آیا یہاں بیٹھے تھے بس شبیر تہاں کہا سو گند کھا اوسنے خدا کی کہ میں باہر نہ تھا کوفے سے آیا دمشق کو ہاے سر اوسکا بھایا سنی شبیر نے جو یہ خبر آہ	عجب طرح کی ہی یہ دوستو باٹ کہ سچ ہے یا رسول اللہ سب بات وہی مصحف میں بھی بس صاف نکلا مجھے اس سے نہیں چارہ ہے زہار کیا شبیر نے بس کوچ بیاں غرض کوفے کے بس میان والہ عجائب شکل کی کچھ وار دتین جو منزل میں شوق کے پہنچ ناگاہ اوسے نزدیک حضرت نے بلایا غرض احوال مسلم اوس سے پوچھا محمد اور علی مشکاکا شاکی جو مسلم نے وہاں سر کو کٹایا تن اوسکا بام کو شک سی گرایا کہا منہ سے عزیز وراثت اللہ
--	---

اب آگے کیا لکھوں میں ہاں احوال	تن اوسکا پھر دیا اوس پانی میں ال
گویا قائم ہوئی اوس جا قیامت	زمین ہی آسمان تک شور رقت
غرض جنت کے اندر ہو کر مسرور	کھینچ و نونگی روحین پاک پر نور

قَالُوا اِنَّ اللَّهَ وَاَنْتَ الْيَقِيْنُ سَلْ

مجلس توفیقین بیچ خبر شہادت حسین زید ریاحی حرمتہ اللہ علیہ

ہیں کرتے نقل یوں صاحب حکایت	ہیان راوی فریون کی ہر روایت
ہوئے سب اہل کوفہ اوس کے ہمراہ	کہ مسلم پہونچے جب کوفہ میں نگاہ
ہوا مسلم کا دل اون لوگوں سے صاف	رجوع اگر ہوئے اعیان و اشرف
لکھا شبیر کو پھر خط بہ غت	یہ کی سب کوفیوں نے جبکہ بیعت
طلب حضرت کی کی مسلم فرحال	تمامی اس جگہ کا لکھ کے احوال
کیا موجود اسباب سفر سب	یہ خط پہونچا غرض شبیر کو جب
لگے کہنے کو اور سب سے بھی ان	پھر عبد اللہ بن عباس یاران
نہیں اچھا ہے حضرت نے نہ مانا	کہ حضرت آپ کا اب وان کا جانا
ہے ایک ہی طور کی نہیں دیکھ دقت	کہا سب اہل کوفہ کی کتابت
کچھ اور وکی زبانی بھی سنا ہے	مرے مسلم ہر اور نے لکھا ہے
ہوئی ہیں بھائی مسلم پاس اب وان	کہ مردم ہیں ہزار اگر مسلمان
مرے بھائی کو ہے وان سب فرمانا	امانت کا منح ہے مجھ کو جانا

وہ چاہے سو کرے ہمیں ستمگار کہ مجھ سے چھین لیوے تنگو کوئی واہ لگا اس طرح کہنے ہاے وہ شوم تو بس اب کاٹ لی ہم دونوں گال کہ دولت سے رہیگا تو نہ محروم کہ مارو گنا تمھیں واللہ رب العزت ذرا مہلت دے ہکوبات کی بات نماز شکر پس لے لے قسمت محمد کا پیکر کر ہا حقہ یاران تو پھر وان ہاے ابراہیم بے نہ تو بجائی مرا چھوٹا ابھی مار کیا تن سے جدا سر او سنے آہ برادر چھوٹے نے سر کو اوٹھایا کہ خوشدل ہو بجائی میں بھی اللہ نہ گھبرانا کبھی میرے برادر کنارے رکھ دیا اور آیا و سپر کیا تن سے جدا سر او سکایا ران	پہلے زیادے ملعون و بدکار کہا او سنے کہ تم چاہو ہو یہ راہ رہو نہیں خلعت اور گھوڑیے محروم کہا منظور ہے دنیا کا جو مال بجائے بروہ جا کر پیچ لے شوم کہا او بس جیسا ملعون نے آہ کہا پھر شاہزادوں کو کہ بد ذات کہ تاکر کرو ضوٹ پر لین دو کعت نہ او بس بد بخت نے مانا عزت ران شہید او سکو کر چاہا جب اسنو کہ پہلے مار مجھ کو لے ستمگار غرض القصد پھر بجائی بڑے کا وہ تن لے او سکا پھر پانی میں ڈالا رکھا منہ او سکے منہ پر اور کہا آہ ترے پیچھے ہی آتا ہوں مقدر پھر او بس بد بخت فرس او س ہو لیکر پکڑ ملعون نے او سکا گریبان
--	--

پسر بولا کروں گا میں نہ یہ کار
 کہ تو یان مرکب اس امر کا ہے
 وہ ملعون کرتا تھا اک پرارادہ
 مجھے تو مار پہلے لے ستمگار
 سنی ہرگز نہ اس کا فرزند وہ بات
 زن او سکی دوڑی اور بس او سکوڑا
 لعین نے غصہ ہو کر ماری تلوار
 پسر نے دیکھا زخمی ہو گئی ما
 کہا اے باپ آتش کو غضب کے
 خدا سے ڈر کہا او سکے پسر نے
 بس او سننے اپنے بیٹے کو بھی مارا
 کہ اب مجھ میں نہیں اونٹن کی طاقت
 غرض ملعون نے پھر ہارے ناگاہ
 شہید او نکو لگا کرنے وہ بدخواہ
 نہ کر سیداد تو اب بر میتیان
 کہ ہم ہین غمزدی بھوکو کیا سے
 کہا حارث سو کڑ کون نے ہزاری

وے تجکو بھی چھوڑ دنگا نہ زہار
 مقام ان بے گنہ پر صبر کا ہے
 کہ بولا دوسرا یون شاہزادہ
 نہ دیکھا جائیگا مجھ سے یہ زہار
 شہید ال کو کروں چاہا یہ بیہات
 کہا ظالم ذرا تو ڈر خدا را
 ہوئی مجروح زن وہ او سکی کیا
 او چھل کر ہاتھ پکڑا باپ کا آ
 باب حلم نیچے کو ہٹا دے
 لگا ہی تیغ سر او سکے پسر نے
 تو او سکی جو روئے پھر یون پکارا
 کروں کیا میں بھلا ہے مصیبت
 گریبان شاہزادو کے پکڑ آہ
 کہا اوں دونوں شہزادوں نے پسر
 ذرا دکھلا جسم چون کریمان
 فراق و درد میں ہین متلا سے
 تو لیچل سکو زندہ ایک باری

کہ مارون یہ گل باغ امانست نبی کی روح سے لے یار محبوب جو تو اونکو نہیں مار گیا اب یان تو ہو اس رمز سے اب میری آگاہ کہ میں آگے ہی تجھ کو مارون وانشہ سنا اسے بھیجا مرد و دم سخت غلام اپنے کسے سر کے پکڑی و ان بال بہم کشتی لگے کرنے وہ گڑ کر تو مارے ایک ضرب تیغ چاہا غلام اپنے کے مارا ہاتھ پر وار تو اسنے ہاتھ بائیں کو بڑھا کر کہ ناگہ آگیا پھر اسکا بیٹا کہا کچھ شرم نہیں اب تمکو بابا تو اسکو کس لیے مارے ہو وانشہ غلام اوپر لگائی ایک تلوار کہا اسنے اسے تلوار دیکے ہلا اس امر میں تو اور نہ کچھ لب	کہا مجو نہیں اب یار طاقت قیامت کو میں ہونگا سخت محبوب کہا یہ حارث ملعون فریادان تو میں سرتیرا ہی کا ٹونگا وانشہ غلام اسوقت ہی بولایہ ناگاہ جہنم کو ہی بھیجا وونکا یکدست یہ سنکر حارث بیدین فری الحال اور اسنے ریش حارث کی پکڑ کر غلام اسنے نے جب اسکو سچھاڑا پراوسنے کر کے قوت چھین تلوار گرا جب ہاتھ کٹا اسکا زمین پر پکڑا اسکا گریبان اس سے لپٹا غلام اپنے کو پھر اسنے چھڑایا غلام اب یہ بجائے بھائی ہے آہ غضب سے دوڑ کر حارث نے یکبار ہلاک اسکو وہاں کر کر پیر سے کہ سرتن سے جدا کر لے تو اب
--	--

اور اوس جیسے کل روانہ کیے پٹ
 اور اوسکی وہ زن بچا رہے پر
 قدم پر پوسے اور کوردیتی ہریم
 وہ ملعون کہتا تھا پھر اپنی زن سے
 تجھے دو لگا منہ خاموش رہیاں
 ہوئی القصد جو صبح تو پھر زود
 فضل کو کھول کر ملعون بیدین
 چلا پھر وہ سوے آب فرات آہ
 غلام اور تورو اور فرزند یاران
 اور اون طفلوں کو خون کی بس شفت
 اوسے کہنا نکرتا تھا اثر چپہ
 غرض دریا کے وہ نزدیک پہنچا
 اوسے نزدیک بلوا دیکے شمشیر
 کہ ان دونوں کا سرتن سے جدا کر
 غلام اوسکے نے لیکر اوس تلوار
 کہ ہے بیگنہ بین دونوں مصوم
 غلام اپنے کو دی عارث زوشنام

کیے بند اور دیا فضل اوس کو چھوٹ
 رکھے تھے پانوں پر شوہر کی بس
 خلاصی چاہتی تھی اونکی ہر دم
 کہ مت کربات ایسے کرو فوج سے
 سمجھ تو بات میری اگھڑی ان
 اوٹھا تیغ و سپر لیکر وہ مرد در
 لے آیا دست بستہ کر وہ مسکین
 وہ دونوں لڑکے اپنے لیکے ہراہ
 برہنہ پاتھے اوسکے پیچھے گریان
 وہ اوس سے چاہتی تھی پھر مبت
 خدا کا تھانہ اوسکو بس خطر چپہ
 غلام اپنے کو وان عارث زوشنام
 لگا کہنے وہ اسطرح سے پیر
 غرض جلدی سے یہ میر کہہا کر
 کہہا کیونکر میں انکو ماروں کیا بار
 اور اولاد نبی ہے آہ مظلوم
 کہہا تو کر قبول اب میر احکام

فلک تک پہنچا اور لگا لگا آہ
 و ہین ملعون حارث جاگ اوٹھا
 یہ کیسا شور ہو اور کیا فغان ہے
 کیا اوٹھ کر چراغ او سوقت روشن
 نہ یار ای سخن رکھتی تھی وہ آہ
 پھر اوٹھا آپ و ملعون بد ذات
 پھر آیا گھر میں اور دیکھے وہ لڑکے
 کہ تم ہو کون جو یان رو رہے ہو
 اوٹھو نوجوان او سکودست ناگاہ
 کہا اوں بھییا ملعون نے واہ
 پھر وں میں ہر طرف اور یار ہو گھر
 کہا اون لڑکوں نے پھر آہ او سدھ
 پھر اہر کو پٹ و بازار میں آہ
 تمہیں میں اپنے گھر میں واہ پایا
 سنی مظلوموں کی جسوقت یہ بتا
 غرض وہ سنگدل پھر پاس آیا
 اور اونکے گیسو کے سین عزیزان

غرض کہتے تھے ہر دم ولے ابتاہ
 پھر اپنی جورو سے اس طرح چوچھا
 یہ میرے کون گھر میں ایسے جانتے
 غرض بنیو دھٹی عاجز او کی وہ لڑکا
 یہ کہتی تھی بچا ظالم سے اللہ
 چراغ خانہ کر روشن وہ ہیبت
 کہا پھر ہاتھ اک اک کا پکڑ کے
 اور اپنی جان اس دم کھورے ہو
 کہا مسلم کے ہم فرزند ہیں آہ
 عجائب بات ہے واللہ بات
 رہے کوڑے میں پانی لب نمون تر
 طلب میں میں تھاری آہ پیہم
 اور اپنا مارا گھوڑا اپنے ہمراہ
 تمامی روز ناحق میں گنوا یا
 ہوئے جینے سے وہ مایوس ہیبت
 طمانچہ اونکے گالوں پر لگایا
 اولٹ کر باندھو اوں سیدین کی

کہا زان سے نہ بیوہ تو بک جا
 وہ لائی مومنہ کچھ کھانا اور آب
 سخی گدڑی اک پہر جگر بھڑی رت
 کہ نام اوسکا محمد تھا سندریان
 غرض پھر نیند سے ہے جگایا
 کہا بھائی کہ اوٹھ مار گئے ہکو
 ابھی سینے پر لپٹے کو دیکھا
 کہ یا حضرت محمد مصطفیٰ کے
 غرض بی فاطمہ خیر النساء کے
 پڑے پھرتی میں اس حنت میں ہمراہ
 کھڑا میں دور وان لکھوں تھادری
 کہ لے مسلم تو وہ عصوم دونوں
 تو کیونکر دشمنوں میں چھوڑ آیا
 پدے غرض کی پھر دیکھو محکو
 کہ میرے پیچھے آویں گے یہ کل رات
 کہ میں نے بھی یہی ہے خواب دیکھا
 پھر آپس میں غرض دونوں برادر

جو کچھ کھائے کو ہو تو جلد اب لا
 وہ کھاپی کر لعین کرتے لگا خواب
 بڑا بھائی اوٹھا سوئی سے سیہات
 برادر چھوٹے کو اوستا دسی آن
 کہ ابراہیم کہ لکھراوٹھایا
 مرے اس خواب کا بھی حال سن لو
 نہایت خوب سا ولیدین پرکھا
 پھر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حسن ابن علی مجتبیٰ کے
 نظر مجھ پر پڑی حضرت کی ناگاہ
 کہا حضرت نے یہ میرے پدے
 غریب و بیوٹن ظلوم دونوں
 نہ اونکو یان بھلا تو ساتھ لایا
 رسول اللہ سے لے بھائی یہ سن لو
 وہ ابراہیم بولا سنکے یہ بات
 دل اپنا سینے میں بتیاب دیکھا
 گلے لگ لگ کے روئے آہ کر کر

علاج اپنا دیا کرتے نہ اوسدم
 ہوئی رحمت اکی اوسپہ قربان
 وہ راوی اکی اب کتا ہی یون بات
 سلا کر لڑکے مسلم کے بہ رنگ
 پھر حارث یعنی اوس ن کا وہ شہر
 کمازن نو کمان تھا تو تو مشتب
 کہا جو صبح کو یا شے گیا میں
 منادی تھی کہ وہ مسلم کے فرزند
 او خین جو کوئی لاویگا پکڑ کر
 میں سکر بات یہ صبح سے اب تک
 کسی جاگہ نشان او مکان پایا
 پیادہ بھی پھر اہر طرف جو یا
 کہا عورت نے ذرا اللہ سوامی مرد
 تجھے کیا کام اولاد علی سے
 کہا بد بخت تے اے زن تو چپے ہ
 امیر کو فہ خلعت اسپ دی گا
 جو انمردی انہو دے گی یہ لے مرد

زبان پر کلمہ طیب تھا سپہم
 وہ روح پاک گئی جنت میں یارین
 کہ جب وہ مومنہ خوش خوش اوقات
 وہ بیٹھی گھر کے باہر لیک و قتلہ
 نہایت خستہ دل آیا وہ اکفر
 جو آیا دیر کر گھر میں جلاد اب
 امیر کو فی کے در پر سنائیں
 غرض مشکور تے چھوڑی میں از بند
 وہ خلعت اسپ پاویگا مقرر
 طلب میں اونکی بس پھرتا تھیک
 بہت گھوڑے کو ہر سو مار آیا
 بنپا یا روز میں نے سارا کھویا
 قیامت کو ترا منہ ہوو گیا زرد
 نہیں ڈرتا تو اللہ اور نبی سے
 نہ منہ سے اسطرح کی بات کہ
 کمازن نے کہ بدنامی تو لے گا
 پکڑ کر او کو جو تو دے گا بیدرد

بس ابن زیاد کو جا کر سنایا
 کہ تو نے کیا کیے مسلم کے فرزند
 کہا او نکو کیا آزاد میں نے
 یہ ابن زیاد ملعون نے کہی بات
 کہا ڈرتا جو ہے کوئی خدا سے
 نہیں ڈرتا کسی سے وہ بہ طور
 کہ تجھ کو دونوں ابھی اسکی سزا میں
 کہا یہ جان میری اب خدا ہے
 کہا او سوقت اوس ملعون لڑا رو
 جو مارا تازیا نہ اوسکے پہلا
 لگا یا دوسرا جب تازیا نہ
 وہ سوم تازیا نہ جب لگا آہ
 کہ تیرے دوست کی الفت میں آیا
 یہ کہہ ہو رہا خاموش مشکور
 کہ تا او سپر لگے تلوار تازیا نہ
 پھر ابن زیاد سے بولا اک امرا
 شفیع ہوا و سکا اپنے گھر میں لا کر

و میں مشکور کو اوسنے بلایا
 کیے تھے جو کہ بند بیخانہ میں بند
 کیا گھر دین کا آباد میں نے
 نہ مجھ سے تو ڈرا مشکور بہیات
 خدا سے اور محمد مصطفیٰ سے
 یہ سنکر بولا وہ ملعون بس اور
 کروں مرتن سے اب تیرا جلا میں
 بنام الہمیت مصطفیٰ ہے
 اسے سوتا زیا نے آگے مارو
 وہ بسم اللہ بس خوش ہو کر بولا
 کہا اے خدا خدا اوس زمانہ
 تو بولا رہ گواہ اسوقت اللہ
 مجھے یہ مارتے ہیں سارے گمراہ
 نہ کچھ چرب پہ لایا اور مذکور
 لگے سب دیکھنے اپنے لگاتے
 کہ اسکی کہ شفاعت اب خدا را
 علاج اوسکا لگا کر نے دلاور

سری بی بی بھی رکتی ہے محبت
 اب آؤ میری بی بی سے ملو تم
 کرو مت وسوسہ تم ولیل اہلا
 چلی وہ لیکے اونکو اپنے ہمراہ
 وہ لونڈی پس بی بی کے گئی اور
 کہ یہ مسلم کے دونوں لڑکے لائی
 کہا اس بی بی نے بس ہو کرم
 پھر ہو کر پاٹون اور سر سے برہنہ
 گری قدمو تپے اونکے جا کے یکبار
 وہ روتی تھی اور اون لڑکوں کو ہر دم
 پھر اونکو اوس گھڑی گھر میں لے آئی
 تناول کرو وہ کچھ کھاتے کو لے آہ
 کہا لونڈی سے پھر اس مومنہ نے
 کہا اوسنے سمعنا اور اطعنا
 پیراوی کہتا ہی اسطور سے بیان
 کہ جو مشکور نے اون قیدیوں کو
 بریے کو کیا جب اونکو خیریت

کرے گی جان فدا تم پر ہر منت
 تمہارے صدق اس طبعے چلو تم
 یہ کہہ لونڈی نے اونکے دل کو بہلا
 اور آئی متصل وہ گھر کے ناگاہ
 بشارت دی اسے جاتی ہی زلفور
 خوشی کی یہ صدا جو بین سنائی
 کیا آزاد دینے تجھ کو اس دم
 وہ اونکے آگے دوڑی بے عنیفہ
 وہ حالت دیکھ روئی آہ اک بار
 سر اور پاؤں کے بوسے لیتی پیہم
 اور اونکے واسطے کھاتے کو لائی
 ہے سودو نون رشک مہر اور ماہ
 نہ کہنا کچھ مرے شوہر کے آگے
 مری جانب سے تم کچھ شک لانا
 سنو دل دیکھ تم ایدو ستواں
 نکالہ قید خانے سے محبت
 وہیں پھر دشمنوں نے وہ صیدت

بطرف دست چپ تھے نخل خرما
 جو اوس جاہو پئے دیکھا چشمہ آب
 اوس جاگہ درخت اک تھا پڑا
 غرض اوس نخل کے نزدیک جا کر
 ہوا وقت غارِ ظہر جس دم
 لیے اک آفتابہ ہاتھ میں آہ
 تو پانی میں غرض دیکھ عکس صورت
 جو اوپر نخل کے اوسے نگہ کی
 یہ پوچھا کون ہو یاں کیوں ہو بیٹھو
 کہا اون دوونون لڑیوں کر کو فریاد
 پڑے ہیں دور ہم مادر پدر سے
 کہا اوسے تمھارا کون ہے باپ
 سنا جو ہیں وہاں نام پدر کو
 لگی کہنے یہ اسطرح کنیزک
 کہا لڑکوں نے ہاں اور اوسے پوچھا
 ہماری دوست ہے یا دشمن جان
 محبت اہل بیت مصطفیٰ ہوں

کیا رخ دوونون لڑکوں لڑا دھڑکا
 وہ دوونون لڑکے گویا مثل متاب
 وہ تھا اندر سے خالی بس سراپا
 قرار اوس میں کیا دوونون لڑے اگر
 کنیزک ایک جھٹھی یارو بے غم
 وہ پونچھی جو ہیں اوس چشمہ پر ناگاہ
 ہوئی اوس نیک کو بس آہ حیرت
 تو اون دوونون کو کئی دان شکل دیکھی
 تمھارا نام کیا کس کے ہو بیٹھے
 یتیم اور بیکیس میں ہم خانہ برادر
 ہم اس جا میں چھپر دشمن کے ڈر سے
 کہ آئے ہو کیلے اسطرح آپ
 لگے آنسو سے بھرے چشم تر کو
 کہ تم مسلم کے لڑکے ہو اب بیشک
 کہ تو لے جا رہے کون بتلا
 وہ بولی میں تمھاری جان کو قربان
 تمھارے نام پر بیٹے فدا ہوں

غرض تھا نام او کا سینے مشکور
 جو دیکھا انکو اوسنے ہا سے جانا
 مکان اک رہنے کو اوسکے دیا خوب
 پھر اون اڑکون فر کی اونسے محبت
 عزیز و دوسری شب یفے مشکور
 بس اگر پاس اون اڑکون کے یکبار
 پھر آیا قادیسیہ کی وہ رہ پر
 کہا ہے گی مدینہ کی یہی راہ
 مرا ہے قادیسیہ میں براور
 یہ کہیو ہکو پہونچا دے مدینہ
 وہ تمکو پہونچو ادیکھا مقدر
 وہ مطلوبان مسلم دونوں آہ
 وہ بھولے بار دویم پھر غرض راہ
 ہوئی جو صبح روشن لے مجھو
 جو دیکھا شہر کا دروازہ ناگاہ
 کہ ہم ہیں شہر کے در پر ابھی تو
 لگا روئے کو وہ چھوٹا براور

دل او سکا حسرت حق سے تھا پرتور
 یہ اہل بیت کے ہیں کوئی یگانا
 کھلایا اونکو کھانا خوب مرغوب
 اور اوسنے بھی بہت کی اونکی محبت
 کمر کو باندہ دل میں کبریہ منظور
 لکا لا قید خانے سے اونہیں یار
 اور اک انگشتی لبس اونکو دیکر
 بنانا تم کسی طرف اور ہر گاہ
 نشانی یہ اونکو ٹھی او سکودیکر
 ستاتے ہیں ہمیں اس جا کینہ
 نہ لانا تم کوئی وان خوف دل پر
 ہوئے مشکور سے رخصت بہراہ
 تمامی شب ہوئی حیران وہ آہ
 قضا دروازہ پر پھر لائی اونکو
 بڑے جانی نے چھوٹے سے کہا آہ
 مبادا کوئی پکڑے پھر نہ ہکو
 اور ہر سود یکھتا تھا آہ کر کر

اسد نے یوں کہا اے جان بھائی
 بجلدی آپکو پونچاؤ ورنہ تک
 وہ لڑکے بکس رہے خانان آہ
 چلے تھے ہاے رمی تھوڑی سی وہ راہ
 نہایت تھی شب تاریک وہ شب
 سر اسیمہ وہ پھر تھے ہر اک جا
 یہی جانا کہ بن مسلم کے فرزند
 وہ پس زیاد کے نزدیک لائے
 کہا اس بھیا نے اوکو لیکر
 پھر اک نامہ لکھا اوسنے اوس شب
 کہ دونوں لڑکے مسلم کے پکڑ کر
 ہے اونہیں ایک بیٹھے چھ برس کا
 جو ہو وی حکم اب ویسا کروں میں
 اب آگے راوی یوں لکھتا ہر غمتاک
 وہ ہے قید خانہ میں جو آئے
 یہ ابن زیاد نے تاکید کرتے
 لیکن وانکا جو کیدار تھا ایک

یہ جاتا تھا قد وے ہے دکھائی
 تو پونچو مقصد اصلی کو بیشک
 دعا دیکر چلے اوس طرف واللہ
 کہ غائب ہو گئے وہ شخص ناگاہ
 کہ بھولے راہ لڑکے ہاے بیڑ صاحب
 کہ جو کیداروں میں تے بس اونکا کبیر
 وہ ملعون لیگئے بس اونکو کر بند
 وہ دونوں لڑکے جاو سکو دکھائی
 رکھو جا قید خانے کے ہی اندر
 بزمیر روسیہ کو آہ اس ڈھب
 رکھے ہیں سینے زندان خانہ اندر
 وہ دوم سات ہی برسوں کا بیگا
 وہاں پونچاؤن ایس جاڑ ٹھون
 وہ دونوں اختران برج اخلاک
 اونہوں نے آتے ہی وان کو اوسٹا
 کہا بس کیجوان کی احتیاط اب
 نہایت پاک دل اور آدمی نیک

کہا بھگوان بھو اسے قاضی کیا اب
 یہ چاہا قاضی نے اب بھی چھپاؤن
 کہا دل سے بھلا کب تک سہون مینا
 غرض قاضی سے بس سر یا دگر
 کئی سلم کی لڑ کو سننے وہ سب بات
 ہوئے بیہوش وہ اک کھینچ فریاد
 یہاں تک گریہ وزاری کی لے آہ
 کہا قاضی نے لے جان پیر آد
 کہ ابن زیاو ہے جو یا تمھارا
 ہم اہل بیت سے کرتے ہیں الفت
 ولیکن فکر مین کرتا ہوں ایسی
 ہوئی خاموش یہ دہشت کو مارے
 ہر اک کو درم دے پنجاہ پنجاہ
 کہ دروازے عراقی قافلہ ایک
 تو اب اس قافلے میں انکو پہونچا
 پسر نے قاضی کے لے او کو تہراہ
 کیا اس قافلے نے کوچ دلنے

کہ تو نے دیکھ مین کی آمد بیڈ صب
 نہ ان لڑ کو کو مین ہرگز سناؤن
 یہ کیونکر آہ اب چپکار ہوں مین
 وہ مسلم کی شہادت یا دگر
 کھلی جسد م شہادت اونپہ پھیلات
 جو ہوش آیا تو پیر بابا کو کریاد
 ندا سوئے فلک پہونچی کہ ابتاہ
 نہیں شور و فغان کا وقت لٹا
 یہ گھر مشہور ہے از حد ہمارا
 نہایت ہکو ہے تم سے محبت
 مدینے کو روانہ تم ہو جلدی
 وہین قاضی نے پیر علیہ السلام
 کیا اپنے اسد بیٹے کے ہمراہ
 ہے او ترا اور مدینے جا لگا لیک
 یہ درجو سوئپ جو کوئی ہو دوجھا
 گیا اس قافلے میں شب کو ناگاہ
 نظر دو شخص آئے کاروائے

کہ پسر زیاد ملعون ستے بہر گھات
 یزید و سب کو او سکا سر ہا
 تن او سکا بام کو شک سے گرایا
 عزیز و بعد کتنے دن کے ناگاہ
 کہ میں اس شہر میں مسلم کے فرزند
 پھر میں زیاد بولا او سکا گری تب
 وہ لوگے دونوں مسلم کے جولا
 تو او سکا گھر میں غارت سب کر دیا
 یہاں لوی کے ہے اس طرح بات
 بوقت زندگی مسلم نے اون کو
 غرض قاضی شریع کے گھر بہر طور
 وہ قاضی نیک سیرت نیک خلعت
 شہادت کی خبر مسلم کی پر غم
 پھر ہی جہدم منادی شہر میں آہ
 بکا کر بیٹے اون لڑ کو نکو اک رات
 وہ رویا ویدہ حیرت سے اور آہ
 ہوئے سنکر وہ ایسے سخت بیتاب

شہادت کی یہ جب مسلم کی بہت
 بھجایا کاکر لے ولے جہد آ
 بجز لعنت بھلا کیا او سنے پایا
 کہا او س سے یہ غار زون نے لے آہ
 حسین ابن علی کے بیٹے و لبند
 منادی اسکی پھر میں شہر میں اب
 دیا گھر میں کسی کے ہون نہ لاو
 اور او سکے قتل کا میں حکم دوں گا
 کہ دونوں لڑکے وہ معصوم بہت
 بس آپ ہی بھیجا تھا لے پار سن او
 پھر آیا یہ بیان اب طور کچھ اور
 بہر رنگ او نکلی بس کرتا تھا خدمت
 چھپا تھا وہ لڑ کو سنسے ہر اکرم
 ہوا قاضی شریع پھر او س جو آگاہ
 اور او سکے چہر کو پس دیکھ بہت
 یہ نعرہ او سننے کھینچا ایسا واللہ
 کہ دل او س آل امجد کا ہوا آب

کہ کوئی آنکر مارے مجھے اب غرض مسلم کو مارے جا کے یکبار ہوا حیران دلیں اپنے وہ تب کہ تھک کو کیا ہوا اے مرد اس جا کہ اونگلی کاٹے ہے دانتوں سے اپنی عجائب شکل سے ہے وہ دلاور تری خاطر کا ہے یہ خیال والہ وہ بس بالائے کوشک جبکہ آیا گئی اوس بھیا کی تاب و طاقت گیا سب زور آئی نا توانی شہید آکر کیا مسلم کو جھٹ ہاے یزید روسیہ کے پاس والہ خدا جانتے کہ پھر کسے اوسٹھایا نبی کے امتی سب تاقیامت	ہوا امیدوار قتل پھر تب عمر بن بکرتے چاہا کہ تلو ار لگے ہاتھ اوسکے دونوں کانہ بوجب یہ ابن زیاد نے بلوا کے پوچھا کہا اک مرد میں دیکھا ہے یون جی کھڑا ہے آنکر میرے برابر یہ ابن زیاد ملعون نے کہا واہ وہاں پھر دوسرے کو آہ بھیجا تو دیکھی اوسنے پیغمبر کی صورت ہوا پتہ سب اوسکا پانی پانی وہیں اک شوم بدکردار نے ولے سر اوسکا کا ٹکڑ بھجوا دیا آہ تن اوسکا بام کوشک سے گرایا کرواؤن کو فیون پر روز امت
--	---

قَالَ اللَّهُ تَبَّ وَتَابَ إِلَيْهِ سَرَّاجُونَ

مجلس چہارم بیہ خبر شہداء محمد و ابراہیم پیران مسلم بن عقیل کے

روایت ہر نہایت ہی یہ جانسوز نہایت سخت ہوا اور ہے غم اندوز

پس اس کے قول کا نہیں اعتبار اب	یہ کافر یوفاہین کے غرض سب
یہ ابن زیاد نے سُکر کہا ہاں	نہ آیا گروہ تو جاویں گے ہم و ان
یہ کہا پھر کہا ہے کوئی اس جا	کرے تن سے جدا مسلم کا سر آ
کہا جا کر یہ عمر بن بکر نے	امیر شام سے بس اوس شمر نے
یہ میرا کام ہے دیکھو خدا را	کہ میرا باپ اوسنے آہ مارا
پکڑ کر ہاتھ مسلم کا یکا یک	عزیزو لایا وہ برہام کو شک
چلا ہنستا ہوا مسلم وہاں سے	یہ جانا میں ہوں جاتا اب جہان سے
درو و اوس دم لگا پڑھنے وہ خندان	بروح پاک احمد اے عزیزان

سَرَبْنَا فَتَحَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ قَوْمَنَا بِالْحَقِّ وَآتَتْ حَكِيمَةُ الْفَسَاحَةِ

یہ اس آیت کا دیکھو ترجمہ ہے	اسے بھی سنتا اے یار ورواں
خدا یا فتح کر درمیان ہمارے	اور اپنی قوم کے درمیان ہمارے
غرض پھر راستی کے ساتھ یارب	تو دے نیکی فتح والو کی سہیاب
جو مسلم آیا برہان لائے کو شک	کیا مُسٹر جانب مکہ یکا یک
کہا پھر السلام علیک جبراً	خبر اب اپنے شک مسلم کی لینا
کہ کوئی جیانت کیا کیا آہ	ندمی مجھ کو امان اک دم بھی واللہ
یہ میری آرزو تھی پھر کے یکبار	میں دیکھوں آپ کالے شاہ دیدار
کہا دے فتح یارب دوستوں کو	تو کر فی الثار میرے دشمنوں کو

و لے اہل شقاوت نے نہ چھوڑا
 کیا یا ابن مر جان جانتا ہوں
 تو دے گا حکم میرے مارنے کو
 کہ پہلے مارے سے میرے لگے
 سنے میری وہ کچھ اس دم وصیت
 کہا لے عمر سعد اس واسطے آہ
 کہ میرے تیرے ہے کچھ کچھ قرابت
 کہا یہ سعد نے مسلم سے فرما
 کہا اس شہر میں ہے قرض مجھ پر
 ولیکن میرا گھوڑا آہ اس آن
 بس اس سہریکے پھر بکوا یتو تم
 قبول اسنے یہ کی اید و ستوبات
 کہ جب مجھ کو کرین کو فی شہید آہ
 وہ ابن زیاد سے تن لیکے میرا
 سوم یہ ہے کہ یان کا حال اللہ
 بیان کی کو فیون نے بیوفائی
 چچا کا بیٹا وہ تیرا پیارا

کہ حق اس مستحق کو کچھ نہ پہونچا
 میں تجھ کو خوب سا پہچانتا ہوں
 پر اتنی بات میری سن تو بد خو
 کوئی اہل قریش اب آہ آوے
 عمر سعد لگے آیا کر کے جرات
 کروں ہونین وصیت تجھ کو اللہ
 وہی کیجو جو ہو میری وصیت
 وہی میں سب کرونگا جو کہے گا
 ورم بین سات سو بیٹے مقرر
 لے آیا ہیکا وہ نغان و ربان
 وہ قرض ہر ایک کا دلوا یتو تم
 کہی مسلم نے اس سہی اور حکایات
 مرا سر شام کو لیجاوین بدخواہ
 و فن کیجو جہان جی چاہے تیرا
 ذرا شبیر کو لکھئے بھیجیو آہ
 کہ تو زہار و رکوفہ نیائی
 غرض ان کو فیون نے آہ مارا

کہ مسلم کا گھٹنا اوپر کا ہے لب
 پھر اوس بے خانان فی ایکباری
 کہ پونچا وہ جہنم کو اوسیدم
 کہا مسلم نے پھر بار خدایا
 یہ کوئی بھی سستے تھووان سب
 اوسی بڑھیا نے آخر پھر جگر تمام
 قدح لے ہاتھ سے جب لب پہ کھا
 قدح میں دانت اوسکو گر پڑ پھوٹ
 پھر اوس بڑھیا کو دی مسلم فی پاللا
 یکا یک پیچھے سے آک شقی نے
 گرا مسلم زمین پر ملے لے آہ
 غرض ہر طرح سے اوسکو بکڑ کر
 جب اوس بد بخت فی مسلم کو دیکھا
 تو کیوں لڑنے کو ہم پر چڑھ سکے آیا
 مقابل تو ہوا میر زمان سے
 کہا مسلم نے اب میر زمانا
 میں اوسکے حکم سے آیا تھا اس جا

مکل تاب و توان اوسکا گیا سب
 غرض تلوار اوس بلحونگو ماری
 ہوا پھر کو فیون کو اور نیا غم
 مجھے ہے آرزو پانی کی اس جا
 پراوس پیاسے کو پانی دیتے تھو کب
 دیا مسلم کو لا پر آب اک جام
 گرمی سب دانت پیالہ میں جو دیکھا
 ہوا وہ خون سے پیالہ لبالب
 کہا میں حشر کو پانی پیون گا
 لگایا پشت پر نیزہ بس اوسکے
 اور اگر سب نے گھیرا اوسکو ناگاہ
 بس ابن زیاد کے گئے آگے لیکر
 کہا تو نے کیا کیوں کام ایسا
 یہ فتنہ کیوں بھلا تو نے اوٹھایا
 پھر آخر کو گیا تو اپنی جان سے
 حسین ابن علی ہے تو نے جانا
 کیا میں وہ جو چاہا تھا خدا کا

یہ پھر پیغام ابن زیاد آیا
 کہا اشعث نے مسلم سے یہ فی الحال
 امیر کوفہ دیتا ہے پناہ اب
 کہا مسلم نے مجھ کو اب تمھارے
 تمھارا کچھ نہیں ہے اعتبار اب
 یہ کہہ کر پھر کیا اک حسلہ ایسا
 سپاہی ہو گئے عاجز سبھی ان
 وہاں بعض پیادے پھر کے آئے
 تن او سکا ہو گیا مجروح سارا
 ہوا خون او سکے منہ چرکہ جاری
 کہا یا سبط احمد ابن حیدر
 کہ کو فی بحیب نے کیا کیا آہ
 کہ ناگہ ایک تھپہ اور مارا
 ہوا خون جاری اور داڑھی پڑا
 مگر رومال سے تھاپو چھتا گاہ
 بہت جنمو نکے باعث وہ خداؤں
 کہ انہیں بکربن سمران نے آہ

امان دے کر او سے پکڑو خدا را
 تو اپنی تھلکہ میں جان مست ڈال
 تجھے مت لڑ تو مسلم ہر زمان اب
 نہیں ہے کچھ امان سے کام بار
 جفا کرنا وفا کا کر قرار اب
 کہ تینوں کو حبس میں ہی بھیجا
 وہ جانبازی مسلم دیکھ اوس آن
 کلوخ و سنگ مسلم پر لگائے
 کہ پیشانی پر اک نے سنگ مارا
 مہینے کو چہرہ منہ ایک باری
 خبر رکھتے ہو میری کچھ بھی سرور
 مجھے دیتے نہیں ہیں تم تک راہ
 لب و دندان کیا مسلم کا پارا
 گویا مسلم نے وسمہ تنہا لگایا
 کبھی لڑتا تھا بیدینوں کے ہمراہ
 تلے دیوار کے بیٹھا تھا اوس آن
 لگائی تیغ منہ پر او سکے ناگاہ

کہ اوس کا فرلعین نے وہیں پھروان
تو جا کر مساد می کوئے اندر
پھر آخر جو خبر ہووے گی تو ہم
پھر اوس دم صاحب خانہ کروں قتل
اور اگر جو کوئی پہلے خبر دے
جو اوس طوعہ کے بیٹے فرسنی بات
پھر ابن زیاد خوش ہو کر یہ بولا
پیادہ تین سو لے اپنے ہمراہ
سوار ہو کر محمد شعث آیا
جو مسلم یان نماز صبح پڑھ کر
سُنی آواز سمیٹنا گاہ
مصلے پر سے اٹھا اور باند شمشیر
کیا سب دشمنوں نے حملہ کیا
بہت سے کافر اور ملعون مارے
وہیں بھیجا پھر شعث کو یہ پیغام
جواب شعث نے بھیجا پھر یہ پیغام
یہ کچھ دھنیے جولاہی کی نہیں جنگ

حصین بن نمیرہ سے کہا ہاں
خبر دے وہ کہ مسلم جسکے ہو گھر
کرینگے اوسکا گھر غارت اوسیدم
یہ میری بات کو سب جانیں صال
ہزار اک وہ درم مجھ سے غرض ہے
کسی سب صورت حال اوس ہی بہت
محمد شعث اب تو جلدی سے جا
پکڑ لا جا کے مسلم کو بہراہ
اور اوس طوعہ کے گھر کو آ کے پکڑ
مصلے ہی یہ تھا بیٹھا دلاور
تو جانا فوج دشمن آئی اب آہ
وہ گھر سے نکلا کر لڑنے کی تدبیر
تو مسلم نے لی اپنی کھینچ تلوار
یہ ابن زیاد نے پھر سُن کے بارے
کہ نہ صد شخص سے ہوتا نہیں کام
نہیں کرتے کسی لڑنے میں یان ہسم
ہمین شیر زبان نے کرویا تنگ

اب آکر اس محلے میں پڑا ہوں
 یہ سن طوعہ نے اپنا سر قدم پر
 اور اپنے گھر میں لیجا کر بٹھایا
 غرض مسلم نے کھانا کھا عزیزان
 سر اپنا ناامیدی پر وہ رکھ کر
 وہ بڑھیا اوسکی دکان کرتی تھی مدت
 جو تھوڑی رات گزری اوسگھر ہی آہ
 جو دیکھا مان کو گریان دس ہو چھپا
 کہا بان خیر ہے کر کام اپنا
 جو حدی زیادہ ہوئی تکرار اوس جا
 غرض سو گند کھائی اوسنے یاران
 یہ شکر چپ رہا اور کھاکے کھانا
 جو گزری پہر بھر اید و ستورات
 پریشان خواب ہوا بس دیکھ بیدار
 لگا اوسوقت کرنے آہ وزاری
 ہوئی جو صبح پھر طوعہ کا بیٹا
 وہ ابن زیاد کے گھر لو گیا آہ

اور اپنے بھائی سے ہے ہے جدا ہوں
 رکھا مسلم کے پانوں پر سر اسر
 جو کچھ موجود تھا کھانا کھلایا
 دو گانہ شکر کا اوسے کیا وان
 گیا سوا اوس جگہ ہے ہے سمجھ کر
 سمجھ کر سر و بستان امامت
 پس طوعہ کا آیا گھر میں ناگاہ
 کہ اشب حال تیرا کیا ہے بتلا
 تجھے اس بات سے اب کیا ہو بیٹا
 کہا تو مت کسی سے کیو بیٹا
 کہا طوعہ نے یان مسلم ہے نہان
 وہیں وہ سو رہا کر کر بسانا
 وہ اک مسلم نے دیکھا خواب ہیہات
 وہ کرا و لا داپنی یاد یک بار
 جدائی میں حسین بن علی کی
 عزیز و خواب سے جسوقت اٹھا
 وہ جا کر دیکھے کیا واللہ بالہ

شہادت کی خبر اونکی یہ پہونچی
 تو مسلم ہو گیا منموم و محزون
 گلی کو چے مین کونے کے پھر آہ
 کہ اوس دروازے پر پڑھیا بی بی بی
 غرض ذکر آئی مین ہے مشغول
 کہا مسلم لے لے مادر مہربان
 کہ پیاسا اور مین خستہ جگر ہوں
 قیامت کو وہ تیری تشنگی آہ
 خوشی سی اوسنے پانی لاکے ٹھٹھا
 وہ پانی پی کر اک گوشے مین بیٹھا
 کہ پرا آشوب ہے یہ شہر و عالم
 کہا مین بی وطن بے خانمان ہوں
 مجھے جو اپنے گھر مین دیوے تو جا
 کہا طوعہ نے تیرا نام کیا ہے
 ہوئی تکرار جواز حسد مکرر
 مین ہوں مسلم عقیل ہے یا پیرا
 کی مجھ سے کو فیون بی بیوفانی

کنیز اور دونوں لڑکوں نے دیا گیا
 مکمل گھر سے پھر امانند مجھوں
 عزیز و دیکھا اک دروازہ ناگاہ
 اور اوسکے ہاتھ مین تسبیح ہے گی
 اور اوسکا نام طوعہ خود وہ مشغول
 کہ تھوڑا پانی دی تو مجھ کو اس آن
 غریب و بیوطن مین در بدر ہوں
 غرض خشیا گاتجھ کو میرا اللہ
 پھر اوس بے خانمان کو بس پلایا
 کہا اوس مومنہ بی اوس سواسیا
 تو اپنی راہ لے اوٹھیا نشے اسد
 کہ دور افتادہ از دوستان ہوں
 تجھے حق جاگہ پھر حبت مین دیگا
 کہا پھر نام سے اب کام کیا ہے
 کہا ہے نام میرا سن لے مادر
 غرض تبیہ کے ہوں عم کا بیٹا
 یہاں کی پھر گئی ساری خدائی

امیر شہر نے دروازے سارے
 وہ جھک کوڑھوٹتے ہیں یعنی ہر سو
 یہ کہہ کر انہیں مسلم کو اوٹھایا
 کہا مسلم کو میں لایا ہوں اس جا
 سروپا سے برہنہ دوڑ کر آہ
 اور او سکھو اپنے گھر میں لایا
 جو کچھ کھانے کو حاضر تھا کھلایا
 عزیز و مشعل خدمتگار و نرات
 پھر ابن زیاد نے مسلم کا سچا ل
 کثیر آیا لے دو بیٹوں کو ہمراہ
 نہایت اوس شقی نو اور سنو یاران
 کہا مسلم کو جلدی کر تو حاضر
 کہا گھر میں نہیں رہتا ہے میرے
 ولیکن جان و دل اپنی فدا میں
 کہ وہ خود خاندان احمدی ہے
 یہ سنکر اوس شقی نے یوں کہا آہ
 یہ سن اک بھیجی نے کھینچ خنجر

کیے میں بند سب خاطر متھارے
 کسی جاگہ میں چپ رہ آہ اب تو
 کثیر احمد کے لاگھ میں بٹھایا
 کثیر از بسکہ تھا سلم کا جو یا
 گرا پاؤں یہ وہ مسلم کے ناگاہ
 غرض تہ خائے میں لا کر بٹھایا
 کھلا کر پینے پانی بھی پلایا
 کیا کرتا تھا خدمت وہ بہر گات
 کسی کو بھیج اوسے بلوایا فی الحال
 غرض دارا لامارت ہی میں امی آہ
 کہوں کیا بد سلو کی کی ہر اک آن
 کرونگا میں نہایت تیری خاطر
 اگر ہوتا تو لا دیتا سویرے
 کروں گا اونہ اب بہر خدا میں
 اور اوسکی شان شان سرمدی ہے
 جداتن سے کروں سرونگو ولسد
 کیا قتل آہ اون تینوں کا اوٹھ سر

سوار و پیادہ سب کرمچ اوس آن
 سرفروش آپ مسلمین کے کسے
 مکان وہ خانہ انگشتری چون
 کہا اوس کافر بیدین نے سب سے
 پڑھو بالائے کوشک اور کمد و
 ابھی ہو جاؤ گم قتل یاں سب
 پنچھوڑو نگاہیں زندہ ایک کو یاں
 جو تم مسلم سے ہو کے دست بردار
 سنی جو کوفیون نے آہ یہ بات
 گئے ہر طرف کو سب بھاگ بد بخت
 نہ وقت شام ابھی ہے ہے ہوا تھا
 جب اوس کیس نے دیکھا جو ہین گاہ
 وہاں سے پھر کے مسجد میں گیا وہ
 ہوا فارغ نماز اپنی سے وہ جب
 غرض حیران مسلم دم بخود ہو
 یہ چاہا کوفے سے باہر میں جاؤں
 کہ سعد بن خلف نے وان پہ آکر

مسلم بہت ہزار تی دست داران
 چلا دارالامارت کو دلاور
 لیا تھا گھیر سب فی ہر طرف یوں
 کروان کوفیون کو منع و سب سے
 کہ لشکر آتا ہے اب یعنی دیکھو
 امیر اس دم قسم کھاتا ہویہ اب
 نتیجہ اسکا دیکھو پاؤ گے ہاں
 تو میں دو لگا تھیں زر لوگوں بیا
 لگے سب بیوفائی کرنے بد ذلت
 مصیبت آئی مسلم پر پیٹ سخت
 کہ مسلم تین شخصوں سے گھر اٹھا
 کہ کوئی بیوفائی کر گئے آہ
 نماز اپنی لگا کر لے ادا وہ
 تو بھاگے وہ بھی تینوں شخص چھپر
 سوار اپنے وہ گھوڑے پر ہو یا رہ
 کسی صورت سے اپنی جان بچاؤں
 کہا مسلم سے تو جاتا ہے کیدھر

لگا این زیادہ سو وقت کئے
 تو کر حاضر میری خدمت میں او سکون
 کہا بانی نے یہ ممکن نہیں ہے
 اگر تن سے بھی میری جان جاوے
 کہا خفگی سے اوس کا فرشتہ نے
 یہ ہیگا جان نثار آل احمد
 جو پہلا تازیانہ او سکومارا
 کہا کاعے اب رسول اللہ ﷺ
 کہ مجھ کو ہر اہل بیت اسدم
 لگائے تازیانی او سپہ سارے
 تمامی کوفے کے اشرف او ٹھکر
 عقابین سے اوسیں کھو لکر آہ
 قبول اوسنی کیا ہر گوناو آں
 کسی جنیت میں روح پاک اوسکی
 شہادت کی خبر مافی کی یاران
 کیا موروثی غیرت نے یہ غلبہ
 انھیں قاضی شریح کے بھیج گھر کو

نہرے تو اپنے گھر میں او سکون
 کہ تجھ سے صاف یعنی میرا دل ہو
 کہ میں دون او سکویہ ہوتا کہیں
 ہے بہتر پر نہ تیرے ساتھ آوے
 عقابین کو غرض مافی کو دھرتے
 لگاؤ تازیانے اسکو پانصد
 وہ کر منہ اپنا گئے کو پکارا
 گواہ روز محشر رہیو تم آہ
 یہ کافر مارتے ہیں آہ پیس
 ہوا بیہوش وہ جس وقت بار
 لگے اوسکی سفارش کوئے اکثر
 لگے کرنے علاج اوسکا بہر راہ
 علاج زخم کو بیس لے عزیزان
 عجائب پاک تھی وہ خاک اوسکی
 غرض مسلم کو پہونچی آہ جس آن
 تو دونوں بیٹے اوسکے تھے جو ہم
 چلا او و مردہ کافر تھے جدھر کو

پھر اوٹھ کر نردہانی یعنی آیا
 سوار اوٹھ کر کیا کہہ کر او سیدم
 وہ ملعون سو طرح سے کر گئی تین
 کہا ہانی نے اے میرے دلاور
 یہ خفگی کرتا ہے تو اس قدر آہ
 کہا ملعون شقی نے پھر یہ ناگاہ
 پھر اس سے سخت زیادہ کیا تقصیر
 کہ میرے آدمی حیران پریشان
 حسین بن علی کے واسطے اب
 سنے ہانی نے جو ایسے سخن وان
 معقل کو بلا بے دین مے آہ
 جو اوس دیندار نے دیکھا معقل
 کہ میرے گھر میں آیا تھا یہ بذوات
 کہا پھر بعد ازاں ہانی نے ہر چند
 وہ اوٹھ کر خود امان آکر تھی جاہی
 مجھے روح نبی سے شرم آئی
 میں اوسکی نل ہوت کر تاقاخذت

وہاں کا حال سب اوٹھ کر سنایا
 لے آیا نردہانی زیادہ ہر اسم
 کہ یہ ساتھ میں کرتا تھا باتیں
 ہوئی تقصیر کیا جو آج ہم پر
 ذرا اشرافون کی کر قدر و شد
 چھپایا تو نے مسلم گھر میں واللہ
 لگا ہانی سے کہنے ہاے بے پیر
 محلے کو چے میں تو نے کیے ہاں
 یہ کروائیں ہیں بعیت تو نے کیا سب
 کہا حاشا نہیں مسلم مرے ہاں
 گیا پھر روبرو ہانی کے واللہ
 یہ جانا ہے یہی جاسوس اجمل
 ہوا خاموش اوٹھ کر دیکھ ہیبت
 نہ میں خود گھر میں مسلم کو کیا بند
 کہ مجھ پر ہے پڑی اسدم تباہی
 امان پھر اوسنے میرے گھر میں پائی
 کہ اوٹھ کے بدلے ہو عقبی میں جنت

تو مسلم کے غرض خدمت میں جا کر
 گروہ ہوسنان شاد و خندان
 تو ابن زیاد نے ہر چند چاہا
 یہ ممکن ہو نہیں سکتا تھا ہر چند
 کہا اک روز ابن زیاد نے آہ
 درم میں تین ہزار اب تجھ کو دو لگا
 جو مسلم شہر میں پیدا کرے تو
 بہ مکرو حیلہ اس جاگہ پہونچ کر
 پھر ابن زیاد سے یون کر کر اٹھار
 کہ مسلم ہانی بن عروہ کے گھر ہے
 جو روز دویمی اشعث گیا آہ
 کہا ملعون نے اشعث سے زبانی
 سلام علیک کو آتا نہیں ہے
 کہا آزار کنی دن سے ہو لہے
 وہ ملعون بولا ہے یہ سب کہانی
 محمد اشعث اس سے پھر یہ بولا
 کہ میں لاتا ہوں اس دم او سکوجا کر

ہوئے بیعت وہاں کتنے ہی اگر
 ہوئے جب بیس ہزار آکر مسلمان
 کہ ہو مسلم کسی صورت سے پیدا
 تھے دشمن سوختہ اور دوست خرا
 معقل ہے غلام اپنے سے ناگاہ
 سلوک از بسکہ میں تجھ سے کرونگا
 اور اسکی جستجو کر جا بہر سو
 کیا دریافت مسلم کو وہاں پر
 کہا اس جیہانے ہاے یکبار
 ولے معلوم ہوتا نہیں کہ عری
 بنزد پسر زیاد ولے یار و بناگاہ
 ہوئی مدت نہیں آتا ہے ہانی
 مجھے شکل اپنی دکھلاتا نہیں ہے
 وہ اپنے گھر میں نت کرتا دولہ
 نہایت اندون اچھا ہانی
 کلام خوش سے اپنے لب کو کہولا
 کسی صورت سے اسی صاحب ابٹھا

کہ تجھ کو اسکے بدلے کچھ ملے گا
 جو یہ فرمان اوس ملعون کو پہنچا
 عزیز و ایسا او کا حکم مانا
 شتابی یعنی ملے کر کر مر اعل
 غرض ارالامارت میں وہ اوترا
 وہ بارہوی مسجد میں آیا
 وہ فرمان یزید آہ پڑھ کر
 کیے پھراوئے سب سے وعدہ لیا
 سنی مسلم نے جس دم یہ خبر ملے
 ہوا خوف عظیم اوس بیوطن کو
 درمختار سے ہوش کو باہر
 کہا اس شہر میں میں ہوں مسافر
 تو پہچانے ہے ہر اک آدمی کو
 میں آیا آسرا اب دیکھ تیرا
 کہا ہانی تو ہے احسان تیرا
 بس و سدم آیا جو مسلم ان میں
 محبت آل احمد نے عزیزان

توقف کو نہ تو جائز رکھے گا
 تو عبد اللہ خوش ہو کر سراپا
 ہوا کوفے کو بس یونہی رونا
 ہوا کوفے میں جاوہ آہ داخل
 کیا اک حشر جا کر اوسنے برپا
 سب اشرا فونکو کوفے کے بلایا
 سنا یا ساری خلقت کو سراپا
 ہو کر اوس جیسا کہ جا کر سارا
 کہ ابن زیاد آیا کوفے میں ہاں
 وہ گھبرا یا بہت سن اس سخن کو
 گیا پھر مانی بن عروہ کے وہ گھر
 ولیکن ظالمون میں اب گیا گھر
 بچالے اسکھڑی تو میرے جی کو
 یہ جانوں ہوں کہ تو ہر دوست میرا
 ترے قربان ہے جان و مال میرا
 اوتارا لاکے مخفی اک مکان میں
 خبر پائی جو ایسی لے محبتان

چنانچہ اس گھڑی تک لے شہ دین
 غرض خاطر میں آوی جب کرو عزم
 بہر و جو غرض ہو دے گا بہتر
 یہاں سے اور یارو تم سنو بات
 جو تھے کوفے کے والی لے مجھو
 سنا مسلم کا جو کوفے میں آنا
 کیا معلوم اون دونوں کو یہ حال
 کہا منحنی یہ لوگوں کو بلا کر
 کہ تم مسلم کے مت نزدیک جاؤ
 غرض اک روز مسجد جامع میں جا
 کیا سب مردمان شہر کو جمع
 کئی جاسوس تھے کوفے کے اندر
 تمامی حال مسلم کا عزیزان
 وہ بد کردار ہو بس اس سے آگاہ
 اوسیدم نامہ بھیجا اور پیغام
 کہ تمکو چاہیے کوفے کو جاؤ
 پھر مسلم کو سینے قتل کر کر

ہوئی ہزار ہا اب یان مسلمان
 شہا اس طرف کو تم آپ با بجزم
 تمہارا آنا اید صریح سے سرور
 یکایک آگئی کیا ہاے آفات
 بشیر اک دوسرا القمان بدخ
 پھر اور خلقت کا بیعت اون سے آنا
 کہ ہیگا شہر کا اس طرح احوال
 ہراک کو دہشت اور خفگی دلا کر
 اور اوسکی بات پر ایمان نہ لاف
 وہ بس منبر کے اوپر مومنو آ
 پھر ہراک کو گیا دہشت سوان مش
 یزید بھیجا کے لعنت اون پر
 کہا جا اوس شقی سے مومنو ہاں
 نہایت ہی خفا ہو کر کہا آہ
 اوس عبداللہ ابن زیاد کے نام
 شتابی قضیہ مسلم مٹاؤ
 سراوسکا بھیجنا مجھ تک مقرر

غرض مسلم ہوا پھر شہ سے رخصت
وہ بس جاتا تھا اور روتا تھا ہر دم
تو اپنی مرگ سے ڈرتا ہے لے آہ
کہا شبیر کی جگہ جانی
کہ میں اوس سے بہت رکھتا ہوں افسوس
ہوا ہونہیں نہیں اوس سے جدا گاہ
بس صورت سڑے کر منزل وراہ
وہ اوترے خانہ مختار میں جا
ہزاروں آئے ملنے کو بہ آداب
بھوننے ظاہر کی آہ خاطر
دیا مسلم نے پھر وہ نامہ شہ کا
مناجعت سب زخما کا مضمون
ہر اک مسلم کی پھر خدمت میں آکر
قبولی سیکڑوں نے لے کے بیعت
یہ کثرت دیکھ کر مسلم نے نامہ
لکھا تھا اوس میں یہ کاسے فخر عالم
بہت رغبت سے کرتے ہیں گنج بیعت

چلا کونے کی رہ کو کر کے رقت
کہا ہر ایہیون نے یون کہ مسلم
جو روتا جاتا ہے اب گاہ بیگاہ
رولاتی ہے سنالے میری بجائی
رہوں خدمت میں اوسکی ہر سعادت
میں دوتا ہوں افسوس دیکھو نہ پھر آہ
غرض کونے میں مسلم پہنچا ناگاہ
ہوے سب مطلع مسلم ہے آیا
کوئی باطن میں دشمن کوئی اجاب
ہوئے آکر ہر اک خدمت میں حاضر
پڑ جا ہر اک نے جو تھا اوس میں لکھا
ہوے گریان مچا غل مثل مجنون
لگے کرنے کو بیعت روز اکثر
ہزاروں ہوئی مسلمان و انکی خلقت
کیا شبیر کو لکھ کر روانہ
ہوئی ہینین پر یان کو فی قائم
خدا کی ان پہ ہوئی بیعت عنایت

ابھی قطع نہ کی تھی ایک منزل
 بطرف راست سے آہو پکڑ کر
 یہ مسلم دیکھ کر اوسکو اوس حال
 پھراوس جاے مسلم پھر اوس دم
 بنجست قافلہ سالار کے آ
 کہا یا سبط احمد ابن حیدر
 کہ شاہینے دیکھا رہ میں حال
 کہا شبیر نے ڈرتے ہو بھائی
 میں پھر اب دوسرے کو بھیج دوں گا
 کہا مسلم نے میری جان فد ہے
 مجھے تنہا عرض یہ احوال کرنا
 دوبارہ جانتا ہوں میں کہ دیدار
 اسی خاطر پھر میں دانسے کی بار
 دیا پھر شہ کے دست و پا پہ بوسہ
 وداع مسلم ہوا جب شہ سیار ان
 گلے سے بھائی کو بھائی لگا کر
 زروے مہربانی پھر نوازا

کہ مسلم کا ہوا بے چین کچھ دل
 کیا صیاد نے جو ذبح یک سر
 لگا کئے کہ کیا یہ بد ہوئی فال
 اس آثار زیوں سے ہو کے محرم
 وہ آثار زیوں کو منہ پہ پھر لا
 نہیں جانا ہمیں کونے کو بہتر
 مقرر ہے نہایت یہ میری فال
 ویا رغبت نہیں کونے کی آئی
 کسی طرح خبر میں دانگی لون گا
 تمھاری جان پر شاہد خد ہے
 پھر آخر کو تو ہے گا جا کے مرنا
 نہیں دیکھو لگا تیرا بھائی دلدار
 کہ دیکھوں میں جمال انور ترایا
 کہا آخر کا ہے میرا یہ توشہ
 ہونے پھر شاہ بھی نالان و گریان
 لگے بس رونے مسلم اور سرور
 دعا کی حق میں مسلم کے دوبار

تھی گندری ایک پہر خبر جسکے مری رات	حسن فرمے کچھ کھولیں اور یہ کیا بات
کہ لے جان برادرین نے اسدم	سبحون کو تمکو سو نہ پالے کرم
یہ کہہ پھر کلے طیب زبان سے	ادا کر کر گیا وہ اس جہان سے
ملا پھر رحمت حق سے حسن شاہ	دریغ وادریغ آہ صد آہ

قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مجلس پانچمین بیچ خبر شہداء حضرت امام بن عقیل رضی اللہ عنہ

نپٹ جانسوز ہے چہرہ یہ روایت	کہ دل چٹتا ہے سن جسکی حکایت
اب ایسی کرتے ہیں بیان سب وایات	کہ بعد حضرت حسن کے ولے بہیات
لکھو سب اہل کو فرسے بازوق	کہ شہید کو نامے بصد شوق
اگر تم مہربانی سے باین صوب	توجہ شاہ فرماؤ تو ہے خوب
بہت خلقت غرض ایمان لاؤ	مہم دین رونق خوب پاؤ
جو خط پہونچے اونھونکے ترقہ شہیر	کہا حضرت نے اب کیا کیجے تدبیر
جو خاطر جمع اولسے تھی نہ شہ کی	کتابت تھی وہ ادھونکی اور رہ کی
براہ دور اندیشی شہنشاہ	یہ اپنے دلمین کر کے فکر لے آہ
کیا مسلم کو باچہ دین سواران	روانہ سمت کونے کے عزیزان
کہ جو کچھ لکھے وانسے جا کے مسلم	عمل کیجے اوسی پر پھر مسلم
ولیکن جو ہوا مسلم روانہ	بطرف مقصد شاہ زمانہ

کہ تو اپنی مراد ہرگز نہ پناوے
 ہوا ایسا ہی آخر بس کہ حضرت
 تہا می تلوے و سپہیز گاری
 کیا کلتوئم سے قاسم کو لاؤ
 ہو کہ حضرت قاسم تو پھر شاہ
 یہ نہ کہ بوسے بے نہایت
 دیا بغیر کے پھر ہاتھ میں ہاتھ
 کیا پھر اور اسے جان برادر
 اور اس سے تو نظر کو پھر بویست
 بکھلا خاص لکھ تعویذ اس جا
 کمال جان بابا اس لکھے کو
 تجھے جس روز کچھ در ماندگی ہو
 جہ ہوا ندوہ و غم تجھے سر اسر
 دوبارہ پھر تمام اہل حرم کو
 ہو کہ جمع و ان خویش و برادر
 ہو کہ جس بندے ہے پیر کی رات
 شہ دین سے غرض جب چشم کی بند

یونین دنیا سے ناامید جاوے
 بلا کر سب کو ہے ہے کر وصیت
 جتانی بجایوں بیٹو نکو ساری
 کسان ہے او کو جدی سے بلاؤ
 بفل میں لیکے مثل جان امی آہ
 پیکر کر ہاتھ اور پھر کر وصیت
 کہ رکھو تم اسے ہر وقت ہی ساتھ
 غلامی بیٹی اپنے نامزد کر
 پردوار اس پہ تو کر ناشفقت
 غرض بازو پہ قاسم کے ہی ہاندھا
 بہت اچھی طرح سے آہ رکھو
 خلل خاطر یہ آوے تیرے کچھ جو
 تو کرنا پھر عمل اسپر سسر
 کیا شہ نے وداع او سوقت یارو
 لگے شور و فغان کر لے سراسر
 صفر کی تین سوین تاریخ ہیات
 لگے رونے برادر اور سسر

روایت ہے حسن کو بیچے چھ بار
 ہوا تھا کارگر ہرگز نہ یاران
 کیا حضرت حسن کا زہر سے کام
 حسین بن علی نے پھر یہ پوچھا
 خبر کچھ بھی مجھے گر ہو برا در
 کہا حضرت نے پھر اونگلی اوٹھا کہ
 ولے امیدوار ہوں میں برو اللہ
 حدیث احمدی سے یوں ہے مشہور
 حسن نے پھر ہلا اسما کو مخفی
 تجھے اس واسطے رکھا نہ میں تھا
 کیے بچے یتیم اب تو نے ہیما ت
 یہ تو نے بے سبب ہے یار مارا
 نہیں تو دوست دشمن ہی مری آہ
 ذرا اس بات کو بھی جان اسما
 کہ فرزندوں کو اپنے تابرا دور
 قیامت پر رکھی ہو یہ تری بات
 پھر اگر اس سے منہ نہ تہمتے کما تب

دیا تھا زہر سب سن لویہ و میڈار
 دیا پھر ساتوین باری عزیزان
 بہفتم باری ہے ہے لینے اتمام
 کہ بجائی زہر یہ کس نے دیا تھا
 تو اس سے لوہین بدلتا تنگ کر
 حوالے میں کیا او سکو خدا کے
 مراد اپنی کو وہ پوچھے نہ گواہ
 اسے تم کیجیو جی جان سے منظور
 بگفت لے بانوی بدایچہ کردی
 کہ تو دے زہر مجھ کو ہاے اسما
 نہا دے تو مراد اب اپنی بدوشت
 یہ مجھسا ہاے رے دلدار مارا
 کہ تو نے مارا مجھسا دین کا شاہ
 کہ میں تجھ پر کیا احسان اس جا
 نہیں دی ہے خبر اسکی ذرا بھر
 تو سن لے کان دھر کر آہ بدوشت
 میں ہوں امیدوار اللہ سے اب

کہا رضوان فر حضرت مصطفیٰ سے
 کہ یہ حسین کے ہیں قصردونو
 کہ اک یہ سبز ہے کیوں اور اک لال
 یہ کیوں کیونکہ دونوں ہیں نیک
 کہا میں نہیں جانتے جواب اب
 کہا یہ ہے رسول اللہ رضوان
 حسن کا قصر ہے سبز اسلئے آہ
 جفا کاران امت زہر دینک
 وہ رنگ عارض ہو وقت شہادت
 غرض یہ قصر ہے جو لال یا شاہ
 کہ کوئی بیوفائی اون سے کر کر
 غرض ہوں جن میں خساری وہ لال
 لکے لکے دونوں آپس میں یہ کہہ کر
 نغان و نالہ دل پر درد سے کھینچ
 نہ تھی طاقت شنید و دید کی وہ ان
 جو تھے وان سب کو سب کر گرفت
 فلک تک ہاری ہو پچائی زاری

محمد مالک ارض و سما سے
 کہا حضرت نے یہ بھی رہز بولو
 بتاؤ قدسیو اب مجھ کو فی الحال
 ہوئے وہ قدسیان خاموش و اللہ
 کہ جبریل اتنے میں آؤ وہاں تب
 کرے ہے شرم تم سی بس وہ اس
 کہ او سکولے رسول اللہ ناگاہ
 اور او سکا خون سر پر اپنے دینک
 برنگ سبز اسے فخر رسالت
 حسین شاہ کا ہے اسلئے آہ
 شہید او نگو کرین کر بل کے اندر
 کرین وہ بڑا دب ایسے بد افعال
 لگے چشم و لب و سر سائے وہ گوہر
 لیا جی تن ہی ہر اک نے وہاں اینچ
 کسی میں امی عزادار و غرض وہ ان
 لگے رونے بہت سی کر کے رقت
 سبھوں نے ملے ہے ہے ایکبار می

ہوئی عشق جا بجا سے وہ زمین آہ
 زمین پر لوگ تھے تھے ہاے ہر دم
 طلوع جدم ہو اور شید پر تاب
 نگاہ طشت سے جوا دھین کی آہ
 پھر اوس دم پوچھا کالے جان ہوا
 کہا شبیر نے ہے سبزی مائل
 کہا شبیر نے آسے برا دور
 پھر آپس میں وہ منہ کو منہ پر کھڑک
 خروش لگ حاضر و غائب وائ آیا
 ہوا ساری زمین پر لرزہ برپا
 کہا سب نے کہو یا ابن حیدر
 غرض حضرت حسن بولے کہ یاران
 کہ بھولے گئے معراج کی شب
 مکانات اور درجے ہر کسی کے
 محل و دیکھ کر شہم کل و یکسان
 زمر و سبز کا تھا ایک اوس جا
 میں خزان سی یہ پوچھا قصرو و نو

ہوا درد شکم حضرت کے ناگاہ
 غرض فریاد بس کرتے تھے ہم
 یہی حضرت حسن کو تھے نے بیتاب
 جگر کے ٹکڑے بھر گئے وائے
 ہر اسے کس طرح کا رنگ نہ پر
 کہا عیسیٰ وقت یا اللہ کے مرسل
 کہا میں نے جو کچھ سچ ہے سراسر
 غرض ملتے تھے اور دو تھی کچھ
 کہ اب یہ کیا ہوا ہے ہے خدایا
 فلک تھرا گیا اور عرش اعلیٰ
 مشب معراج کا قصہ سراسر
 خبر دی تھی مرے نانا نے یہ جان
 بروخاات جنان قدسی غرض تب
 مجھے دکھائے تھے قدسی بھیج کے
 بولیں ان کی نکت تھی عری و ان
 و لیکن دو سرا یا قوت کا تھا
 میں کسکے واسطے بتلا تو بھگو

جو دیکھا مہر ہے کوزے کے منہ پر
 کھاپتے ہی پانی کیا یہ تھا آہ
 کہ لے حلقوم سے بس ہاوی تاناف
 کسی کو بھیج کر بلواسے شب پتہ
 حسن نے پھر بغل کو کھول کیا بار
 کھالے جان بجائی میناب آہ
 کہ میرے تانا میرا بس پکڑ ہاتھ
 مجھے دکھلاتے ہیں حور بشتی
 کے بہ باب پھر مجھ سے کہ فرزند
 کہ شر و کرو نیا سے چھٹا تو
 کوئل کی رات آویگا سری پاس
 ہوا میں خواب سو حسب وقت بیدار
 کون کیا اب کو پیتے ہی بجائی
 ہوا میرا جگر اب پارہ پارہ
 وہیں شب پتہ نے کوزہ اوٹھایا
 کہ پھر حضرت حسن نے کوزہ لیکر
 وہ کوزہ ٹوٹ کر پانی بہا سب

پیاتھڑا سا پانی شہ نے اوٹھ کر
 نہیں علوم مجھ کو میرے اللہ
 کیے ٹکڑے جگر کے آب نے صاف
 کون کیا جس گھڑی بس آئے شب پتہ
 کیا شب پتہ کو چھ پر خوب سا پیدار
 عجائب خواب دیکھا ہیگا ناگاہ
 جہان وعدن کو لیجا تہ میں ساتہ
 کہو غین کیا پہاڑے خوش ہر شتی
 تو اپنے ولیمیں بہنا شاو و خر سہ
 خلاص اب درد و محنت سے ہوا تو
 نہ رکھہ ولیمیں بی طرح کی اب یاس
 پیاس کوزے میں اب کیا بار
 گویا شمشیر سینہ میں چلائی
 نہیں ہر زلیست میری اب دوبارہ
 کہ میں بھی اس کو پی لون جوہن چاہا
 بدست خود وہیں مارا زمین پر
 زمین فی النور آئی جو ش میتب

میں آئی ہوں اسی باعث سے اس طرح
 رگڑ مجھ کو نہ دیکھے گا کوئی دوان
 غرض پھر اتنا پکا کوئی آگاہ
 وہ چڑھا ہے پھر کوٹھے کے اوپر
 جو دیکھا شاہزادہ سوہا ہے
 اور اس کی بیٹیاں بہنیں بھی اوسم
 پھر اس آئی اور کوزہ اڑھایا
 بندھا تھا کپڑے کوزہ جو دیکھا
 بس اوس بد بخت نے الماس لیکر
 وہیں کوزہ میں کی اوسے سرایت
 اوتر کر دانے گئی اپنے مکان پر
 لکھن کیا لے مجھ کو مصیبت
 ہوئے جو خواب سے بیدار حضرت
 بہن زینب کو بس ہے پکارا
 کہ میں نے خواب میں اس وقت دیکھا
 مجھے دو تھوڑا پانی خواہر من
 یہ کہہ کر اور ہاتھ اپنا بڑھا کر

کہ دیکھو شاہزادہ میں کوئی سہارا
 تو اپنے کام کو لگی دلاہان
 ہوا اوس سے نہ دوان ایدو تھوڑا
 لگی ہیں دیکھنے وہ ایدو اور دھر
 اوسے لوری وہاں دیتی تھوڑا
 پڑی سوتی ہیں ایسی جیسے بدم
 وہ کوزہ جو سرھانے کو دھڑکا
 اور اوس پر مہر کی تھی اور لکھوٹا
 ملا ایدو ستو کوزہ کی منہ پر
 وہ رکھ کوزہ اوسے جاہی قیامت
 کسی نے آہ دیکھا بھی نہ اٹھ کر
 نہیں مجھ سے کسی جاتی حکایت
 عجب طرح کی بس آئی قیامت
 کہ اٹھو لے بہن اسدم خدارا
 محمد اور علی اور بی بی زہرا
 کروں میں جو وضو وضائی تن
 لیا کوزہ ہی حضرت نے اٹھا کر

کہ جہاز خم کاری یہ اگا آہ پھر اوس جہاز نے وہ زہر پاس اوس زہر پاس سے وہ غرض آہ غرض گھر اپنے میں تشریف لائے بقدر سودہ الماس لکے نہیں معلوم گئی پھر وہ کہہ کر کہ قدری اس میں سے الماس لے مان نہیں بچنے کی اس جان بشارت بچے اک بھی نہیں بدوہ کہہ رہا کر ہی تدبیر حضرت کی سراپا ولے فرصت نہ پاتی تھی کسی ہم کسی کو رہ نہ تھی جانے کی اوس جا صفر کے تھی جینے کی غرض تہ غرض سے سودہ الماس آنا اور اپنے ولین کہتی تھی وہ بدخواہ کہے گا کوئی کچھ تو میں ہوں گی کہ دیکھوں میں جس صاحب کو آہ	کہ لوہا یہ زہر آلود تھا آہ کھلا شاہ کی کیا کیا دوا سے وہ ہاتھ پھر دینے کو چلے شاہ وہ پھر ارض مقدس میں جوئے تو پھر ایسویہ عقد جو اہر گئی اسما کے پاس ایسے ہنر سے کہنا تجھ کو یہ کہتا ہیگا مروان کھلا دے تو حسن کو بخیر اب اگر کوئی لاکھ جان اپنی رکھے ہے وہ ملعونہ نے دیکھ عقد جو اہر ہزاروں مکر و حیلہ کرتی پیسہ غرض حضرت حسن رہتے تھے تنہا عزیز و کیا کمون چھ بیویں شب وہ ملعونہ جو تھی لے یار و اسما چلی طرف مکان شاہ وین آہ اگر کوئی مجھ کو دیکھے گا کمون گی کہ تھا مجھ کو نہایت اشتیاق اب
--	--

در مسجد پیش اس طرح آہ
 کہ پاے راست کو رکھ پا چو چپ پر
 یکایک آہ سن آواز اندھا
 عصا کو اپنے اوسنے جانکر آہ
 اور ایسا ہی عصا کو پس دبایا
 جناب پاک نے اک آہ پینچی
 گرے فی النور وہ روی زمین پر
 کہ زخم پاسے نکلا خون بسیار
 پیکر عباس و عبداللہ نے چاما
 کہا حضرت حسن نے آہ بھائی
 کہ یہ ظاہر میں اور باطن میں ہے کور
 وہ پھر ملعون بھاگا کام کر کر
 وہ شاہ دو جہان لے آہ بیدار
 یہ کہتے تھے کہ کچھ دن جانتا ہوں
 جہاں جاتا ہوں دان محنت قرب ہے
 کہا جراح لاؤ دوستوں کو
 پڑی جراح کی جو زخم پر چشم

وہ شاہ دو جہان اگر سر راہ
 نساخ کر رہا تھا میرا سرور
 وہیں مسجد سے بیٹے باہر آیا
 رکھا بر پشت پا حضرت کے نگاہ
 کہ پشت پاسے پس تلوی میں آیا
 نہایت درد سے مین کیا کہوں گی
 ہوا کیا رنج اوس دم شاہ دین پر
 ورم بھی کر گیا وہ پانٹوں کیار
 کہ دین بقدر یعہ و سکو اس سے زیاد
 کہ واسوقت تھ اسکی رہائی
 نہیں اس کو پر کرنا تمھیں زور
 غرض موصول سے منہ اپنا یہ کر
 نہایت درد پاسے کر کے فریاد
 کہ کید و ظلم اعدا سے مین چوٹوں
 غرض اعدا بھی دیکھا ہنشین ہے
 اور اپنے اقربا اور بھائیوں کو
 لگا اک آہ بھرتے دیکھا کہ زخم

ہے ولین مرو موصل کو جاؤں
 کہ شاید روئے صحت وال نظر آئے
 عزیز دین عباس اور سب یدر
 سنی جب شامیوں نے یہ خبر عام
 ہو سب دوست دشمن شاو و نمکین
 خبر یہ سن ہو آشتی بسیار
 کہ کور موصلی کو بیچ دو اب
 اگر کوئی کرے کام اور کافی الحال
 جو اس ولد ایتنا کو حکم پہنچا
 اوسی دن اوسنے یہ پیغام سنکر
 روانہ پھر ہو موصل کو وہ شوم
 وہ جس مسجد میں ہیں حضرت حسن شاہ
 اوس مسجد میں جا کر کی ملاقات
 پڑھی کئی وقت کی اوسنے نمازین
 وایک دشمن آل عباس تھا
 کوئی حیل وہ ڈھونڈے تھا تنگ
 وہ تو اک دن امام دین و دنیا

تیر آب و ہوا دین کر گئے آؤں
 دیا اوس جا پہ جگہ اصاف ہو جا
 چلے موصل کی جانب چار و ناچر
 کہ آئے شاہ موصل میں سرشام
 پہ وہ مروان جو تھا بیدار و پرکین
 کیا پھر غامبانہ حکم یک بار
 کہ وہ کو شش و پنج میں
 میں اوسکو دو گنا زہر نصرت مال
 و مشق اندر تھا وہ ملعون اندھا
 عصا اپنا بھجایا نہ ہر اندر
 ہوا اور وہ موصل میں غرض بوم
 نماز اپنی ادا کرتے تھے اسے آہ
 جتا اخلاص و الفت کی غرض بات
 نہایت کر حسن کی امتیازین
 وہ کافریہ مغضوب خدا تھا
 کہ میں تہیب پہنچاؤں حسن پر
 فراغت کر نماز و ن سے مہیا

کہ میں اب آپ کے ہمراہ کھائوں
 کما پھر شاہ نے اب کھا تو اسما
 وہ زہر آلودہ حضرت کو کھائے
 غرض حضرت نے دلنے سات کھائے
 لیا پھر کھینچ ہاتھ اس وقت اپنا
 پھر اس جاگہ سے حضرت باہر آکر
 تمام روز دل کے درد سے وہ
 ہوئی شب شب تو پھر تربت کو اور
 وہیں جلدیسی پائی جا کے صحت
 وہاں سے پھر وہ گھر اسما کے آئے
 بحسب حالت ہوئی اس سے ہو پیرا
 کما حضرت سے کیا میں تھی چھپائی
 نہیں میں جانوا کا کیا سبب ہے
 غرض حضرت حسن دان غصہ کر کر
 پھر اپنے دوستوں اور بھائیوں کو
 کہ میں اس شہر میں ہوں دو برس
 کبھی صحت نہیں ہوتی ہے اک دم

کہا میں نے زہر میں اپنا یہ لاؤں
 لگی چن چن کر کھائے اس نے خراب
 بغیر اندھیرے تھے آپ کھائے
 اسی دم درد دل وہ خرمی لگا
 کما تیری رضا جو کچھ خدا یا
 چلے شیر کے لئے دوستو گھر
 کیا فریاد و نالہ ہاے رہے ہاے
 محمد مصطفیٰ کے گئے وہ سرد
 ہوئی او تو شفا کا مل عجابت
 کما خرمے جو تونے تھے کھلائے
 دوبارہ میں ہوا گویا ہوں پیرا
 تنہا رہے ساتھ میں بھی تھی کھان
 مجھے بھی اسکا لے حضرت عجب ہے
 کل اسما کے آئے گھر سے باہر
 جلا کہ یوں کما حضرت نے سن لو
 یہ گھر مجھ کو ہے زیادہ اب قفس سے
 مجھے آزاد سے رہتا ہے منت غم

پیرے اوپر خدا کا دوست تو مت
 ملا کر شہدین جو وقت پایا
 عزیز و بعد کھانستے کہ وہ حضرت
 نامی رات تے کرتے رہے آہ
 گئے ناما کے روضہ پر ہی گریان
 کا سراپنا اوکے آستان سے
 پھر آئے اپنے گھر میں وہ شہنشاہ
 کہا بابر دگر اس گھر سے کھانا
 کہی جا ماورقاسم کے گھر وہ
 کہی شہید کے گھر کھاتے جا کر
 وہ پھر اک روز گھر اسما کے آئے
 کہا ملعونہ نے اے میرے سرور
 سنا دل کیجئے تو اے شاہ لاؤں
 کہ حضرت نے پھر جلد سے لا اب
 غرض اسما نے مقوڑ خرے لیکر
 رکھے بعضے کمال خود نشان کر
 کہ حضرت نے تو بھی کر رفاقت

پیراوس ملعونہ فریقوڑا سائے زہر
 غرض حضرت حسن کے تین کھلایا
 ہوسے رنجور اے واسطے مصیبت
 ہوئی جب صبح روشن پھر وہ ناگاہ
 کہ ہے دار الشفاے در و مندا
 شفا کا مل ملی بارے وہاں سے
 گمان اسما طرف پھر کر کے ناگاہ
 مرسے کھانستے کو تم ہرگز نہ لاتا
 سنا دل کھانا کرتے بے شہد وہ
 مقبرہ رکھتے نہ تھا کھانا کہیں
 قضا را پھر وہاں تشریف لائے
 مدینے کی کجورین میں یہ حاضر
 بھلا نکو کجورین تو کھلاؤں
 کہ لے اسما جو تو پا ہے کھلا اب
 کیا آلودہ زہراؤں کو یکسر
 لے آئی پھر کہا لو کھاؤ سرور
 کہا اسما نے کیا ہے سیری ملاقت

اگر تو دیکھے ٹھہرے اسمین اسما
 غرض ایسویہ گئی شاد و خندان
 قضا را او سگھڑی حضرت حسن آہ
 نبی صاحب کے روضہ میں عزیزا
 گئی ایسویہ اور جا کے بیٹھی
 کیے اونے سخن آغاز ہر راہ
 یہ تیرے حسن کی سن مہوم اور دہم
 غرض ہر طور سے کراؤ کا مائل
 پلایا جام شربت دوستی سے
 جھلکا کر جرعه الفت حسن کا
 یہ پھر ایسویہ نے دیکھا جو تیر
 وہ اوٹھ اوس جاسی مروان پاس آئی
 پھر اوس ملعون نے یہ پیغام بھیجا
 تو پھر ہو وی یہ خاطر جمع سے کام
 کہا اسمانے کیونکر ہو دے یہ کام
 وہ قدری وہاں مروان نے بھیجا
 کہا کھانے میں یا پانی میں دیکھو

مجھے پھر کیجیو اسکی خبر
 بقصد کار اسما سے محبان
 گئے تھے بھائی کو لے اپنے ہمراہ
 وہ اسما تھی اکیلی گھر کے درمیان
 اور ہر اک طور سے وہ اوس ہی ہوئی
 بکرو حیلہ وہ بولی کہ اے ماہ
 ہو اے تجھ پہ مفتون والی شام
 خیال خام پر لے دوست و دل
 یزید تلخ و ش کا پھر خوشی سے
 محبت سے پیسا غر سخن کا
 لگا اسما کے دل پر تا بہر گیر
 وہاں کی بات سب اوسکو سنائی
 نکالے گر حسن کا تو کیجیبا
 تصرف میں تو لا پھر روم اور شام
 تو ہی بتلا دے لینا اسکا انجام
 کہ جسکے کھانے سے نکالے کیجیبا
 غرض آخر حسن کا کام کیجیبا

دینے میں ہتھی دلا لی کرتی
 ہر اک خواہ بخانہ آتی جاتی
 گئی اک روز وہ مروان کے گھر میں
 کہا گھر میں حسن کے تو ہے جاتی
 کہا ایسویہ نے جاتی ہوں ہاں
 کہ تجھ سے اک کہوں میں راز تو جو
 قسم کھائے تو یان پہلے خدا کی
 جو تو کر دیوے گی ایسویہ کام
 تجھے کر دوں گا بے پرواہ زر سے
 وہ دیکھ ایسویہ اتنا زرو مال
 کہ میں کارم ہم اب یترا مروان
 کہا پھر اس طرح مروان نے ناگاہ
 کہ یہ طرح سے دل اسما کا تو پھیر
 تو کہ اس طرح جا اسما سے مذکور
 غرض آوازہ حسن آہ سنکر
 تو اس کے عقد میں جب وقت آجائے
 وہ دم میں ملکہ عالم تو ہو جائے

اور ایسے حال سے دن اپنے بھرتی
 ہر اک کی بیچنے کو چسپہن لاتی
 کیا مروان نے وہیں اسکو نظر میں
 کوئی شے وان بھی ہے تو بیچ آتی
 کہا اس سخت بدی بھراوے وان
 کرے واقف نہ اس سے کچھ کیو
 اور اس کے بعد احمد مجتبیٰ کی
 درم دوں گا ہزار اک تجھ کو انعام
 یہ اب پنجاہ درم لے میری گھر سے
 لگی سو گند کھا کر کہنے فی الحال
 کروں اک دم میں فصیل بادل جان
 کہ میں یوں چاہتا ہوں ہو تو ناگاہ
 کہ پھر اس کام میں مطلق نہو دیر
 کہ تیرے حسن کا دنیا میں ہے شور
 ہوا شیدا یزدید ہے تیرے اوپر
 عراق و شام کا سب ملک پھر پائے
 کہ بانوے حرم پھر اسکی کہلا

کیا پھر ہر طرف سے جمع لشکر
 ارادہ اوسکا جو تدبیر سے تھا
 پھر آخر کو یہ ٹھہرا اوسکا انجام
 یہی درپیش خاطر لائے مردود
 برلے دفع حضرت پھر حسن کے
 انھیں تخریں اور تعظیم دے دے
 کیا ہی سستہ او کو بہر حال
 عزیز و سیر وہ طاؤس جنت
 ارادہ اپنے دل میں کر رہا تھا
 کیا کیا کو فیون نے باپ سے آہ
 ہوا جب عزم لے یار و حسن کا
 بظاہر دوستی سے وہ مدارات
 یہ باطن دشمنی ہر امر میں آہ
 کیا کرتے تھے وہ ملعون کافر
 چلی تقدیر لے وائے حسن کو
 ولیکن بہر دفع ابن حیدر
 سنو اس بات کا آغاز و انجام

برلے دفع نہ دین ہمیں
 مطابق وہ نہ کچھ تقدیر سے تھا
 کہ کیجے اب حسن کا زہر سے کام
 کہی طرح سے کیجے کام یہ زود
 کیے سب جمع لوگ اپنے وطن کے
 غرض پھر نقد بھی کچھ او کو دی لے
 شہادت پر حسن کے آہ فی الحال
 گل باغ علی سردا مامت
 کہ چلنا اب مدینہ کو ہے اچھا
 کرینگے ایسا ہی کچھ میرے ہمراہ
 تو چلنا کھل گیا سب پر وطن کا
 کیا کرتے تھے کوئی اولئے دنرات
 غرض حضرت حسن سے گاہ بیگاہ
 خدا خود اوسکا تھا حاضر ہی خاطر
 لے آئی خیریت سے بس وطن کو
 وہ کوئی کر رہے تھے فکر اکثر
 کینزک رومی تھی ایسویہ نام

دریغ ایسا گیا اب دین کا شاہ
 نبی صاحب کو روضہ میں جگایا
 ہوا یہ واقعہ اسے مومنو جب
 وصیت نامہ لکھ رہے تھے بکسرت
 کہوں کیا او سگھڑی کی بات جانکاہ
 تسلی دے کے ساری بیبیوں کو
 رہو حجرے کے باہر بیٹھ تم سب
 کہو در حجرے ہند ام کلثوم
 کیا کلثوم نے بند حجرے کا در
 کہ کب ہمو پکارین آہ سرور
 لگے سب دینے اللہ کی دہائی
 نور و وح پاک ہو گئی ہے روانا
 بہان کرتے رہے سب نالہ و آہ

نہیں یہ زخم اب مرا ہم پذیر آہ
 یہ سن سب نے خروش ایسا مچایا
 وہ تھی اونیسویں رمضان کی شب
 پھر او سد م آہ وہ شاہ ولایت
 دیا حضرت حسن کے ہاتھ میں آہ
 پیراؤ نکے کیا پھر دختر وں کو
 کہا حجرے میں بجو لے چلو اب
 کیا حضرت نے سکر شورا اور دہوم
 بموجب اونکے فرمانے کے جا کر
 اور آکے بیٹھے سب حجرے کے در پر
 نہ کچھ آواز جب حجرے سے آئی
 پھر حجرہ کھول اور جا کر جو دیکھا
 بے رحمت آگئی سے شہنشاہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِنَّا لَنَكُونُ

مجلسِ تہمتی خیر شہاد حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

یہ غم اندوز ہے یعنی روایت
 غرض ان کو فیون کو آہ ہونچی

سنو یا سنوز ہے یا رو حکایت
 شہادت کی خبر حضرت علیؑ کی

کہا پھر وہ گواہ اس وقت اللہ
 ترے حاضر چہرہ اور لیا سب
 کہ میں جہنم سے دے ہاتھ میں ہاتھ
 اور اوپر لایا ہونین ل سے ایمان
 بجان و دل کیا میں قبول اب
 کیا جو منع تو نے میرے غفار
 وہ سب حاضر جو تھے یہ کوسنات
 وے حضرت جو گھر کے بیچ آئے
 کہ پہونجا عرش تک نالہ سبحون کا
 صدائے شور و غل ایسی ہوئی آہ
 بس اک اک آنکرواں ہاتھ و پا کو
 یہ پھر شیر خدا اس وقت بولے
 کہ میں آیا تمھاری جد کے ہوں پس
 کہ شہیر سے جس طرح لقمان
 عزیز و جس گھڑی جراح آیا
 زمین پر پھینک داری اپنی دستار
 کہا افسوس وادیلہ وہ تلوار

کہ مجھ سخت ہی اب دروہ آہ
 گواہی دے تو اندم میری یارب
 ترے پیارے محمد کے رہا ساتھ
 جو کچھ فرمایا تو نے حکم رحمن
 گواہ اسکا ہی بس تیرا رسول اب
 نہیں مینے کیا وہ امر زہار
 فغان و شور میں نہ آئے ہیات
 سبحون نے شور و غل ایسی مچائے
 کون کیا حال گھر کی بیبیوں کا
 کہ بنت زہرا بولین وے اتہاہ
 لگین بس چوہے حضرت کے یار و
 اور اپنے لب مبارک آہ کھولے
 زبان پر لایا موت کلمہ یاس
 بلا لاؤ کہیں جلدی سے اس آن
 اور اوسنے آنکھ سے وہ زخم دکھیا
 گریبان نکڑی کر اور آہ اک مار
 بجھائی زہرین او سکون کنی بار

جیا گرین جو چاہوں سو کر وین
 تم اسکو مار یو حد سے نہ زیادا
 بس اسکو لیکے تم لے میری فرزند
 کر اسکو قید اور حضرت کو لیکر
 کہا سب نے پڑی ہم پر مصیبت
 ہوئی بس صبح صادق جب نمودار
 کہا حضرت نے منہ میرا عزیزو
 کیا ویسا ہی جو بولے شہنشاہ
 کہ لینے طرف حق کے آیا تو اب
 قیامت میں میں تجھ سے چاہتا ہوں
 جو سچا ہے تو مجھ کو چاہیے یا
 یہ اس آیت کے ہیں معنی عزیزو
 کہا شہ نے کہ تولے میرے اللہ
 جو اسدن سے بہ ہمراہ پیہر
 مجھے اسدن تلک زہار زہار
 دے تجھ کو نہ سینے پایا اللہ
 یہ کہ او سوقت اک سجدہ کیا پھر

وگر جنت کو لے پیار میری چلوین
 وہی اک ضرب کا کیجو اشار
 کرواک حجرے کے اندر غرض بند
 رکھ اک مکی میں مسجد سے باہر
 چلے حضرت علی ہاے قیامت
 پھر آئے شہر و لے وانہ یکبار
 طرف مغرب کے لاؤ اور پھر و
 کہ یہ قول حق کا تم ہو آگاہ
 اور ہر دم مارتا ہے دم کہ یارب
 شہادت دی بھی میں مانگتا ہوں
 کہ تو سب درست اور راست قرار
 اب لگے قول کچھ حضرت کی سن لو
 ہے سب کے قول اور فعلو نسو آگاہ
 ادا کی میں نازلے میری داور
 نیا یا تو نے سو تا میری غفار
 بہت ڈھونڈھا بہت دیکھا ہی گاہ
 بظرف کعبہ بس حضرت فر کہ ہر

کیے اپنے بدن سے دور ہتھیار
 بچھا اوسکا وہین پھر گھر میں پونچھا
 امام الاقرب کو تو نے مارا
 وہ چلے تھا کہ مارا نہیں مین
 جواب اوسکی زبان سے نکلا ہاں کا
 پکڑ کر کھینچتا ہی اوسکو وہین دار
 کہا حضرت حسنؑ نے باجماعت
 پھر اوس ملعون شقی کو لپیٹیں گے
 فراغت کر پکڑا اوس بیچیا کو
 پڑی جو آنکھ اوس کا فرہ ناگاہ
 کہ تھا میں ایسا کیا سر دار بدین
 ہمیشہ تجھ سے اور سب سے رعایت
 عوصن نیکی کے تو نے یہ بدی کی
 کہا اوس بھیا نے تھی یہ شدنی
 یہ پھر حضرت علیؑ نے پھر محسوس
 کہ اسکو قید میں رکھو امانت
 جو میں کھاتا تھا اور پیتا تھا پیار

رکھی اک طرف اوسنے دھال تلوار
 اور اوس ملعون سے باری یہ چھپا
 کیا سر تو نے کیا اوسکا دوپارا
 نہ گھر سے نکلا ہوں باہر کہیں مین
 وہ ملعون چور تھا جو دو جہان کا
 گیا لیکر حسنؑ کے آگے یک بار
 نماز صبح پڑھا اور کر فراغت
 پکڑ حضرت کے آگے جا کرین گے
 دکھایا جا کے حضرت کو غرض دو
 کہا حضرت نے اوس سے ایک بھراہ
 کیا تو نے جو یہ احوال پڑھین
 کیا کرتا تھا کیا میں مروت
 مرے فرزندوں پر آئی تھی
 ہوا حکم خدا سے سب سنا جی
 کہا و ان شاہزادوں سے یہ رورو
 دنیا بس کسی طرح اذیت
 وہ اوسکو دیکھو ہر روز بارے

قسم کعبہ کی کہا رستم گیا آہ نکل مسجد سے بھاگا وہیں ایک بار ہوا شیر خدا قتل آج آہا کہ قتل حضرت علیؑ یان ہو گئے اب چلے مسجد کو سب روتے ہی یکبار کوئی بولا کہ لے میرے عرب آہ بتاتے جاؤ اتنی بات یا شاہ پڑے محراب مسجد کے میں گے وہی دائرہ ہی پر ملتے ہیں گے سہم ملوں گا جا رسول اللہ سے واہ ملاقاتی ہوں نگاہ میں جنت کے اندر چچا حمزہ سے یار و جب ملوں گا کہوں گا جعفر طیار سے جا تمہارا حال یہ کہنے کیا آہ نہ کیجو میرے کچھ مرنے کا تم غم کیا جس شخص نے میرا یہ احوال کیا اپنے چچا کے گھر پہ کر خون	پھر اک آواز دی حضرت نے ناگاہ یہ شکر آہ وہ ملعون و بدکار خبر یہ شہر میں پہونچی ہر اک جا سنی حسنینؑ و اہل کوفہ نے سب گریبان چاک کر اور پھینک دستار کوئی کہتا تھا وابتاہ ابتاہ چلے تم چھوڑ ہم سب کو کدھر آہ جب اس حضرت کو دیکھا آہ سب نے سر اپنے سے غرض لے خون ہر دم پھر اور کہتے ہیں اس صورت سے امی آہ اور اس صورت سی بی زہر لے جا کر یہ سب احوال میں جا کر کہوں گا اسی دستور سے ملکہ محبت کہا شہزادوں نے شکر کے ابتاہ کہا حضرت نے کیجو صبر ہر دم اوسو امی جان بابا لائین فی الحال غرض وہ ابن طحیم آہ ملعون
--	--

وہ اور ملعون جو سوڑے تھے مہیات
 کہ کر لو کام اپنا جلد اس دم
 وہ دونوں بیٹیکر مسجد سے باہر
 کہ تو جا یعنی اب مسجد کے اندر
 اگر ہووے نہ ہم سے آہ یہ کام
 پھر اوٹھ کر صبح دم بہر اذان آہ
 اذان کہنے سے ہو جسم فراغت
 بس اون دو کا فروں فی ہائے تلوار
 پڑی بر طاق مسجد ضرب شمشیر
 جو دیکھا ابن بلعم نے کہا وائے
 اگر آوے کوئی اس جا پہ اس دم
 پھر اس ملعون نے کہ فکر آبا
 کہوں کیا مومنو وہ شاہ اکمل
 عزیز و دوسری ہی سجدی میں آہ
 لگی اوس عاہی پر ہے ہے قضا را
 بجنگ خندق عمر عبد وہ آہ
 کہ مغرب ہو اشدق شاہ کا سب

انہوں کو بھی اوٹھا کر یہ کہی بات
 کہ کوئی پھر آگے ہو جاوے نہ محرم
 کہنا یہ ابن بلعم نے سر اسر
 کرین ہم کام اپنا لے دلاور
 تو کیجو اوس جگہ سے کام اتمام
 گئے مسجد کے باہر یعنی پھر شاہ
 گئے مسجد میں پھر شاہ ولایت
 چلائی پھر وہیں حضرت یہ یک بار
 وہ بھاگے دیکھ کر بس دونوں پیچھے
 ہوئے ہم اب فضیلت مفت میں ہا
 تو کیڑے ہو پھر جاوین کدھر ہم
 کھڑا اگر ہوا گوشے میں چپکا
 سجالا یا تھا سجدہ بس وہ اول
 لگائی تیغ کاری بر سر شاہ
 بچشم غور دیکھو بس خدا را
 اوسی جا کہ لگی تھی تیغ وانش
 لکھوں احوال کیا کیا اوسکالیں

نصیحہ چھوڑتی تھیں واس شاہ
یہ چاہا دختران شاہ دیں گے
کہا پھر شیر حق نے دختر وں سے
کہ نوحہ کرنے والی مین یہ میری
کہ بعد از میرے نوحہ کرنے والے
شہید کر بلا کی سُن مصیبت
سُنا جو یہ کلام حضرت حسن نے
فقہان فریاد کھینچی ایسی گویا
کہا اوس تاجدار ہل آئے سے
کہ مُنہ سے تم بھکالو ہو یہ کیا قال
کہا کاعے جان بابا یہ نہیں قال
یہ فرماتے تھے حضرت دو مجھے راہ
چلے بس گھر سے اور مسجد میں آکر
بس اوٹھکر گردِ پھر مسجد کے آئے
اوٹھا کر آگے پھر حراب کے آہ
ہوا مشغول جب یہ بندگی میں
کہ ہے یہ خوب یار و وقتِ صحت

کہ حضرت آدمین باہر گھر سے اے آہ
کمرین دوراؤ نکو جوشہ کی قرین سے
اوٹھاؤ ہاتھ لے بی بی انھو سے
نہیں ہی میرے اب مرزا میں نیری
بس اور آویں گے ان سے آپ بچے
کمرین کے زار می و گریہ نہایت
اور اہل بیت بیوہ بیوہ طے
کہ آواز ان فراق ہوئی گھر میں پیدا
ولی حق کے وصی مصطفیٰ سے
جلے ہے دل ہمارا اس سرفی الحال
گواہی دل مرادیتا ہے ہر حال
کہ میں جزوق پرستندہ نہیں آہ
دو گانہ پڑتخت یعنی حیدر
جو کافر سوتے تھے وہ سب جگارا
ہوا بہر نماز استادہ اوں جا
وہ اوٹھ ملعون سمجھا اپنے چمن
کراپنا کام لے دل میر کمرمت

تمامی شب غرض پی پی شرایین
 پڑا بیہوش یوں وہ خمر خوردہ
 وہ یار واک پہر باقی رہی شب
 پھر اوشھہ قطامہ سولے ہاتھ بے پیر
 رنجی کو کیا، سہراہ او سکے
 پھر آئے قینونجہ کافر سیہ بخت
 وہ بس اونیسیویں رمضان کی تھی
 کیا حضرت علیؑ نے روزہ اوس رات
 تمامی شب رہے کرتے عبادت
 در آسمان پر کرتے نگہ تھے
 یہ فرماتے تھے ہرگز جھوٹ کو لی بتا
 نہیں معلوم ہے کس چیز کی دیر
 یہ کہہ کر پھر چلے مسجد کو وہ شاہ
 کہ کو باندھ کر بولے یہ پھر زود
 چلے باہر کا پھر کر کرارادہ
 کسی مرغابیان تھیں گھر کے اندر
 پکڑ کر دامن شاہ ولایت

خوشی کی کھول کر دیکھیں کتابین
 کہ جیسے ہو پڑا دوزخ کا مُردہ
 اوٹھایا آ کے قطامہ نے پھر تب
 جو زہر آلودہ تھی وہ آہ شمشیر
 جو تھا وہ ابن محبسم آہ او سکے
 رکھا مسجد کے اندر اپنا سبخت
 ضیافت کی وہ شب مہمان کی تھی
 حُسن کے گھر میں جا افطار مسبات
 بہ صحن خانہ آ ساعت سباعت
 خدا سے اپنے بختاے گنہ تھے
 بولے گار رسول اللہؐ شذات
 کشندے کو چور کھا قتل سے پھر
 کہ تھی جبوقت عادت اونکی واللہ
 کہ رہنا مرگ پر لے نفس موجود
 امیر المومنین جب پایادہ
 وہ گرد و پیش بس حضرت کے اگر
 لکین شور و فغان کرنے بجزرت

ولیکن میں جو ہوں اسوقت گریان
 کہ میں درحالت درد و غریبی
 یہ فرما کر کہا پھر حاضر ہوں کو
 کہ جب فرزند میرے لئے مجھو
 شہادت کی خبر ہو پچھے تھیں وہ
 کہ اوکھی تم مصیبت سُنکے ہر دم
 شہید کر بلا کی سُن مصیبت
 تساری گریہ وزاری محبان
 مری اولاد کا جو غم کرو گے
 سب بچھٹنے کا ہو وے گا تمہارا
 پھر آکر زیر منبر وہ مرا شاہ
 رہے پھر دوسری شب یعنی حیدر
 کیا جسم علیؑ نے روزہ افطار
 علیؑ جی سے کہا لوگوں نے پھر تب
 کہا اسوقت ہے نزدیک آیا
 برین چاہوں ہوں آلودہ نہوں میں
 بس القصہ کہ ابن بلعم ہیات

جگر گوشہ کی بس خاطر عزیزان
 اب ان پر آئی بس ہے سہی میتی
 خبر ہو پچھاؤ تم یہ غالبوں کو
 شہید ہوں ماریہ میں جا کے یارو
 شتابی سے غرض آگہ کریں وہ
 کرو آغاز زاری گریہ پیس
 کہور و روکے ہے ہے وامی حسرت
 نیتجہ نیک بخشے گا بھلاوان
 عزاداری میں تم اوکھی رہو گے
 قیامت کو یہ سچ جانو خدا را
 حسن کے گھر رہے اک رات امی آہ
 حسین سکین بے پر کے بس گھر
 کیے لقمے تناول تین یا چار
 زیادہ کیوں نہیں کھایا طعام اب
 بدرگاہ خدا اب وصل میرا
 کہ عرض حال اللہ سے کروں میں
 رہا قطارہ کے گھر ہی ایک رات

جو تم بدظن ہو کچھ میری طرف سے
قصاص امر بدیان کر لو حضرت
کہا حضرت نے کوئی ماری نہ جیتا
ولیکن مخبر صادق نے مجھ کو
کہ ہو گا امر یہ اسطور سے آہ
پھر اوسدم شیر حق جلد یسوی بولے
سن ای بد بخت تجکو میں خبر دی
کوئی جاتے نہیں اس رمز کو آہ
یہودی کی ہی جو رو لو کہیں میں
کہا سچ ہے امیر المومنین سب
فجالت سے کیے سر نیچے حیران
پھر اوسدم رولے باب علم واللہ
پھر اور اشرف بھی سب زار و گریبا
تھیں لازم ہے اب آنسو بہانا
پھر حضرت شیر حق بولے تنگوار
یہی بلکہ مجھے نت آرزو تھی
مجھے مدت سے تھا یہ انتظار اب

تو چھرواؤ مجھے تیر ہدف سے
قیامت کی مجھے ہے آہ و ہشت
قصاص او سپر نہیں بس کر نہ بک بک
خبر دی آنکرا اب مجھ سے سن لو
نہیں سہیں ذرا بھی جھوٹ واللہ
لب لپنے خوش کلامی سی یہ کھولے
کہ تو ہے مطلع جس کام سیتی
سکھانے والی تیری یعنی واللہ
تو جا تحقیق کر اوسکے وطن میں
جو کچھ فرماتے ہو گے آہ تم اب
کہا یہ شیر حق کے روبرو وان
حیا و حلم جن پر ختم ہے آہ
ہوئی اوسوقت سکڑے عزیزان
تھاری ہی خیشیش کا ہانا
کہ میری موت آپہنچی ہلے یار
شہادت پھرتی میری روبرو تھی
شہادت کب کر گئی مجھ سے پیار اب

جناب پاک وہ کو فرین آئے
 نماز سچیت المسجد ادا کر
 پڑھا خطبہ بکد کبریا
 نظر سیدھی طرف منبر کے جو کی
 یہ پوچھا ہے پس اس چاند کے دن
 یہ شہزاد مرنے کی پھر عرض کا می شاہ
 بظرف چپ جو پھر منبر کے دیکھا
 اوپر سے پھر اٹھنے بھی پوچھا
 کہا شیئر نے بھی روز باقی
 غرض رمضان کا تھا وہ مینا
 بس اپنا ہاتھ دائرہ کی اوپر پھر
 یہ دائرہ میری سر کی خون سواب
 کرے گا کام ایسا ایک نامرد
 نہ پاوے گا کہی اپنی مراد آہ
 سنی یہ ابن ملجم نے جو ہین بات
 کہا ملجم نے یہ شیر خدا سے
 کہ جسکے قبضہ قدرت میں ہے آہ

غرض مسجد میں پھر تشریف لائے
 گئے وہ شاہ پھر منبر کے اوپر
 ادا کر بعد لغت مصطفائی
 تو دیکھا میں حسن بیٹھے بخوبی
 گئے ہیں کتنے بتلاؤ مجھے کن
 گئے ہیں سترہ دن امیں سے آہ
 تو بیٹھے ہیں حسین لے آہ اوں جا
 رہے ہیں چاند کے گئے روز بیٹا
 رہے ہیں ٹیرہ امی بابا علی جی
 کہ تھا مشکل علی صاحب کو جینا
 کہا شہزاد مرنے لے واسی اندیر
 خضاب ہو بائگی دیکھو گوتم سب
 رہ گیا لیک وہ بدکار روز د
 قبیلے سے ہے گو پھر مراد آہ
 لگا وہ کانپنے بس ل میں بدوتا
 امان مانگوں ہوں اپنی کبریا سے
 بسوئی جان و ایمان ای مرے شاہ

جو ہاتھ اپنے مین وہ نیزہ پھر او
 سنی جو آہ ملعونہ نے یہ بات
 کثیر و درم بخشنے میں نے تجھ کو
 مگر قتل علی ہے مجھ کو منظور
 نہ جب تک کہ نہ اون بھائی پر کار
 بس اب فی الحال میرا مہر جان
 قبول ہے تجھ کو گر کر اسکی تدبیر
 و گر تجھ کو نہیں منظور تو جیسا
 پس نکرا بن مجھ سے کہا پھر
 کہا سن لے پریر وے دلدارم
 پھر اوس قسطاً مے کئی اور کفار
 غرض القصہ وہ ملعون و بدکار
 ہوا جب شیر حق کی طرف عازم
 کہ تو چھوڑ اپنی میرے پاس تلوار
 و میں تلوار اوس ملعونہ کو دی
 ہر نوذ شیر حق وہ جب کہ آیا
 کہ اہل کوفہ استقبال کو تب

دلیروں پر بلاک تازہ لاوے
 کہا اوس بیجا سے کر لے اثبات
 نہیں درکار اب کچھ اور مجھ کو
 تو کر اس بات سے اب مجھ کو سرور
 نہ لون گی نام لینے در گذر کا
 کہ ہے قتل علی سے مرد دشمن
 نکرا اس کام میں سے مرد ناخیر
 نہ ہرگز دیکھے گا تو وصل میرا
 کہ تیرے کام پر حاضر ہے یہ سر
 کہ کھولون نہ جب تک ہو ترا کام
 کیے اوس بیجا کے ہدم اور بار
 اوٹھا منظور کر کر قتل یک بار
 کہا ملعونہ نے اوس سے یہ اوس دم
 کہ تا جلد آوے یاں ہر مرد ہشیار
 اور اوس ملعون نے پھر اپنی اہلی
 عجائب ماجرا دان جا کے دیکھا
 گئے تھے اوس ولی اللہ کے سب

اگھا قحطانہ ملعونہ نے اوسکو کچھ اپنے دوستوں نے مشورت کر یہ کہہ کر گھر میں آکر آہ قحسبہ جو اوس ولد الزمان نے اوسکو دیکھا کہا ملعونہ سے ملعون نے کاسے واہ یہ سن ملعونہ نے اوس سے کہا تب گر ہووے سنا کچھ مہر بجاری دے مشکل بہت ہوئے وہ بات کہا اوس نے شتابی کر تعین مہر کہا ہے تین چیزیں مہر میرا تو پہلے تین ہزار اس دم درم کر سوم تو قتل کر شیر خدا کو وہ ملعون اک زمانہ ہو کو چپان مگر قتل علی ہے کار و شوار کہ وہ ابن ابی طالب علی ہے وہ کیونکر شہسوار لافٹے ہے جو وہ اپنی کمر سے کھینچے تلوار	توقف کر ذرا اور بات سن لو کہو گئی تجھ سے میں پھر لے دلاور لگی کوٹھے سے وہ کرنے نظارہ تو پھر آتش کا شعلہ آہ بھر کا جواب اوسکا دیا تو نے کیوں آہ کہ راضی اقرار با میرے نہیں اب تو پھر ہو آرزو پور می تمھاری منو گئی تجھ سے تو ہے میکا اوقات ویا مجھ خستہ دل کو دے شگاہ ہر تو کر جلدی جو ہو مقدور تیرا دوم اک لونڈی گانے والی خوشتر تو شوہر میں کروں تجھ کو سد اکو لگا کئے درم لونڈی لے اس آن میں کیونکر اوسکو ماروں میری دلار خدا کا شیر داماد نبی ہے بڑا اوسکا نہایت مرتبا ہے زمین و آسمان سب لرزین کیا ہر
--	--

اور اونکے درمیان تھی ایک عورت
 جمیلہ نام اوس قُطامہ کا تھا
 نظیر اوسکی نتھا کوئی عرب میں
 عزیز و آنکھ اوس ملعون کی آہ
 چمٹا جو تیر اوس ابرو کمان سے
 ہوا محو جمال اوس کا وہ ملعون
 غرض آخر اوسٹھا پردہ حیا کا
 کہا تو کس قبیلے کی ہے بتلا
 غرض وہ کافسرہ تھی لے مجھو
 وہ ملعونہ کرے گی رمز کیا کیا
 بس حضرت شاہ نے لے دیندارو
 پیر اور اقربا اوسکے پیر اور
 جہنم کو تھے پہنچ اوسکے سب بھوش
 کہا پھر ابن ملجم نے یہ رہ رہ
 کہا قُطامہ نے شوہر نہیں آہ
 اگر شوہر کی ہو دے تجھ کو غیبت
 اجازت دو تو میں اسکی کروں فکر

کہ ساری عورتوں میں خواہ صورت
 مثال مہر و مہ تھا اوسکا چہرا
 عرب میں کیا ولے شرق و غرب میں
 پڑی اوس فاحشہ کے منہ پہ ناگاہ
 لگا سینہ پہ اوس ملعون کے جا کے
 کیا تیر نگہ تے اوسکے بس خون
 وہ رستا گیر کر اوس دلربا کا
 کہا میں ہوں تم لے مرد دانا
 شرارت اوسکی آگے آہ دیکھو
 اور اوس ملعون کو بھی لگی بیٹا
 یہ جنگ نحر وان اب مجھ سے سن لو
 علی صاحب نے مارے تھے سراسر
 وہ آئی اسطرح ملعونہ درپیش
 کہ شوہر دار ہے یا ہر تو بیوہ
 کہا رغبت بشوہر ہے تجھے گاہ
 کرے اور پھر نکوئی گر ملامت
 یہی ملعون کے تباب اور پردہ کر

تھاری فتح کی سب کو خبر دون
 کہا حضرت علیؑ نے یہ اوسی دم
 شتاب ہوا کہ کتاباوس سے منقول
 اولے تھا ابن ملجم صاف بد ذات
 ہوئی تھی فتح جدم لشکر دین
 نکلنے کی تھی فرصت بس کہ وہ دن
 بلا چاری رہی سب بس وہ دن پر
 ہمیشہ مارنے لاف محبت
 اس پیر سے بس منزل نازل
 تو چلنے کی شبابی کی شباشب
 غرض خصیت ہو جلدی کو نہ آیا
 وہ دن کی خلق کو کرتا تھا آگاہ
 وہاں سے آتی تھی آواز دف سے
 کہ جو گاتے بجاتے ہیں یہ اس وقت
 یہ چاہتا کرے وہ منع او کو
 یکایک اونکو دیکھا اور سگڑی آہ
 نہایت کروفر سے اونپر زلیور

غلامی میں جینا خیر آگے پھر ہوں
 کہ جا اپنا بنا کام ابن ملجم
 روایت ہے نہایت ہی یہ معقول
 یہی تکتا تھا فرصت یعنی دن رات
 غرض یعنی شکست قوم پر کین
 عزیز و لشکر اسلام سے ہاں
 بجانے پائے جب لشکر سے باہر
 ولے یہ تاک میں بلجائے خصیت
 چلے آتے تھے ہوئی خصیت جو حاصل
 بطرف کو نہ اوس ملعون نے پیرتب
 وہ مڑوہ فستح کا سبکو سنایا
 کہ اک دروازہ پر پہونچا تو ناگاہ
 بختب سے یہ پوچھا کیا یہ شے
 نہیں واقف یہ دینداری کی سخت
 ڈراوی پس غضب سرب کے یارو
 کہ آئیں عورتیں آپس میں ہمراہ
 ہر اک تھی شکل میں بس شک اختر

رہو تم منتظر دروازے پر سب
پھر ہم سب بارشاد لے عزیز
توقف کچھ پھر ہم نے بیار
کہ بول لے قرۃ العین محمد
نہ بولی نہ جواب اوس سے ملا تب
کہ یا خیر النساء مجھ سے کچھ بول
جواب اوس سے پھر کچھ ہی بنایا
پھر آکر منہ پہ سو چادر اوٹھائی
گئی محبت میں روح پاک نہرا

جہا لو گئی تھیں اک دم میں میں اب
ہوے دروازے کے باہر ٹھو
پکارا اس طرح بی بی کو یک بار
جواب ہمارے اے بنت احمد
کر پھر پکارین ملے ہم سب
کسی طرح سے اپنا تو دہن کھول
ہر اک پھر کھول کر دروازہ آیا
تو بی بی غافلہ میں جان نہ پائی
کون آگے میں کب تھیں نہ ہرا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

مجلس شہادت امیر المومنین علی بن ابی طالب رحمہ اللہ

یہاں کرتا ہوں اب ایسی روایت
علی بن ابی طالب سے جو جب
نہایت فتح فیروزی سے پھر کر
کہ کوئی کوفہ جا کر دے یہ اخبار
کہا یہ ابن عثم نے عزیز و
مجھے اب یا علی ہووے اجازت

کہ کرتے نقل ہیں یوں حکایت
ہوئے فارغ جنگ نحر و اجب
یہ فرمایا علی جی نے مقرر
ہوئی شیر خدا کی فتح اے یار
کہ تھا نام عبد الرحمن ادسکایار و
تو میں کوئی کوفہ جاؤں ہو کر خست

وہ حصہ اولیں خود آپ اوٹھا کر
 کہا اک فاطمہ حصہ ہے تیرا
 سو وہ کافور ڈبے میں فلانے
 وہ ہیگا وزن میں چالیس مثقال
 لگا میرے بدن میں اور سُن لے
 یہ کہ پھر کہا سب جاؤ باہر
 کہ تا پھر عرض حق سے کچھ کرو نہیں
 یہ اُم سلمہ سے ہیگی روایت
 کہیں ہیں اُم سلمہ اور اسما
 کہ اتنے میں سُنی آواز زہرا
 بحومت پہلے حضرت صفیہ کے
 غرض بائینہ ہاے سوز سیدنی
 مری بابا کی امت بخش دینا
 گنہ اوں کے یہ مت اللہ نظر کر
 یہ سُن غلبہ ہوا گر یہ کاہسم پر
 ہم اوٹھ کر دونوں گئیں حجر کی اندر
 کہا تھا میں تم کو مجھ کو تنہا

وہ دوحہ دیے مجھ کو بتا کر
 یہ ہیگا دوسرا بس مرتضیٰ کا
 دوسرا ہیگا اوٹھا لاؤ تو جانے
 سولا تو اس میں نصف ہی فی الحال
 بقیت تو علی صاحب کو اب دے
 مجھے تنہا ہی چھوڑو اس جگہ پر
 اور اپنا راز دل اس سے کہ نہیں
 اور اسما سے بھی یہی غیہ حکایت
 کہ ہم بیٹھے تھے باہر در و پر آ
 وہ کہتی تھی کہ لے بار الہا
 بدرد دل علی مرتضیٰ کے
 پہ ہجر دختراں شاہ کونین
 حساب اوں نے نہ کچھ محشر میں لینا
 مرے بابا کی خاطر در گذر
 یہ رونا فرض ہے امت ہے تم پر
 کہا بی فاطمہ نے آہ بھر کر
 اسی جا چھوڑ کر عینے خدا را

اور اپنی باتوں سے کہو خوشوقت
سُنی آواز شہزادوں کی جسم
وہیں حشم مبارک کو دیا کھول
کہ لے غم دیدہ اور امی جان مادر
مثال جان بغل میں اونکو لیکر
کہا کیا جانیے اب تم یہ پیارے
یہ لکھ اور سرداک آہ پھر صبر
اوغین سونپا انھیں کے بھائیوں کو
کہا پھر ہائے سکود و سری بار
اور اونکو سب جتا کر باب تعظیم
ولے تاکید کی زیادہ ہی حد سے
پھر اُم سلمہ سے فرمایا ر و کر
پھر اُم سلمہ پانی جا کے لائی
نہا کر کپے پہنے پاک اور صاف
کہا پھر اُم سلمہ سے بتکار
وہ قدرے دیگئے تھے یعنی کافی
مرے بابائے اوس کا فور کے تب

کہ ہمیں مصیبت اس گھڑی سخت
بگوش جان سینے ہو کے محرم
اور اس طرح بی زہرا اٹھیں بل
مصیبت اب پڑی تم پر سراسر
وصیت اونکو کر سب طرح وان پر
مصیبت ہو گی کیا پیچھے ہارے
اور اوسے بیٹیوں کو لب طلب کر
بس حضرت بی بی زہرا نے عزیزو
حولے مرتضیٰ کے آہ اک مار
ہر اک وضع پتھی جس جسکی تکریم
جتا الطاف پدری جد و کد سے
نہاؤن گی تو لاپانی سمو کر
بوجہ خوب بی بی بس نہائی
نقا مثل آئینہ دل اونکا شفاف
کہ جبریل آ کے بابا پاس یکبار
وہ لے آجکو ہے اسوقت منظور
کیے تھے تین حصے جان اوس

کہ پونچے بھی تھے روضہ میں ہم آہ
 اوٹھا ایسا خروش اک اوس مکان میں
 یہ ابراہیم کہتے ہیں کہ آئے
 اور اسمعیل بھی کہتے ہیں بابا
 اور احمد وہ حبیب کسریائی
 کہے ہے وہ بھی بابا جی یہ ہر گاہ
 کیا ہننے سلام اوں کو یہ اعزاز
 کہ لے فرزند من اور جان نانا
 ادھر سے پھر کے تم جاؤ ادھر کو
 کہ تا تم دیکھو اپنی مان کا دیدار
 گھر میں ہیں منتظر ارواحیں بایں سب
 جو یہ ہمنے سنی بابا جی آواز
 بہ صورت ہی ہم اس گھر میں آئے
 غرض وہ گھر میں آ اور دیکھ کر حال
 قدم سے اوسکے منہ ملتے تھے ہر دم
 کہ لے مادر ذرا تو کھول آنکھیں
 اور اپنے ان یتیموں کو ذرا آہ

نبی صاحب کے لے بابا کہ ناگاہ
 کہ پونچا غل ہاری گوش جان میں
 یتیم فاطمہ تشریف لائے
 شفیق روز محشر آئے آہ
 کہ جسکو جانے ہیگی سب خدائی
 جگر گوشے میرے آئے اب آہ
 وہ مرقد پاک سے اک آئی آواز
 بس ایدھر کو یتیم ہر چہند آنا
 تنہا سی مان ہو رہتی بس جدھر کو
 کہ دم میں آتی ہے یاں میرے دلدار
 کہ آئی ہیگی روح فاطمہ اب
 پھرے ہم دلائے سن احمد کے ہزار
 یتیموں کیسی بس صورت بنائے
 رکھ اپنے سر کو پا کے مان پنی الحال
 بس اور کہتے تھے یہ رورو کے پیہم
 کہ تیرا پھر بھی ہم دیدار دیکھیں
 زرو می محنت اب بخش شد

کہا زہرائے شیر حق سے فرماؤ
 کہا اول وصیت ہے یہ میری
 مجھے لٹا اب وہ بخش دیجو
 دوم خدمت میں جو بابا کی جاؤ
 سلام بخراون سے کیو میرا
 وے کیونہ کچھ میری شکایت
 کہا بی فاطمہ نے کائے مرے شاہ
 کہ میں اندوہ خاطر تم ستی ہوں
 ولیکن حسن و خوبی سے نہایت
 انھیں باتو نہیں تھے یان دونوں گاہ
 فغان کرتی ہوئی صد شور و باشین
 کہ اے ہم بکیسوں کے داد گستر
 کہیں اب آخری امان کا دیدار
 کہا شیر خدائے کھول دو در
 جب آئے شاہزادے گھر میں روتے
 علی صاحب نے پوچھا تھے کس طور
 کہا اون دونوں مہر و ماہ نے آہ

کر و آگاہ مجھ کو جلد بتلاؤ
 جو کوئی تقصیر میں کی ہے تیری
 خطا پر خیال میری چھو نہ کیجو
 اور اونکے جا کے وان دیدار پاؤ
 یہ مجھ پر ہووے گا احسان تیرا
 یہ اتنی رکھو مجھ پر تم عنایت
 نہیں کوئی بات تم سے ایسی ہوئی ماہ
 نہ کیو اپنے دل کو آہ محزون
 ہمیشہ تم نے کی مجھ پر رحمت
 کہ آئی شور کی آواز اک آہ
 قریب آجڑے کے بولے حسین
 ذرا تو کھول دے حجر یکاب در
 بجالائیں و داعی ہم گنگار
 کہ آوین حجرے کے اندر مضطر
 اور اشک چشم سے رخسار دھوئے
 یہاں کی جانی حالت کدوئی القور
 کہیں ہم سے کیا لے میری پتاہ

کہا میں چار کرتی ہوں وصیت
 یہ اول عرض ہے اب میری تم سے
 معاف اسوقت وہ کردوشہنشاہ
 کہا حضرت علیؑ نے حاشاک اللہ
 ہمیشہ تم نے دلدار می مری کی
 کہانی فاطمہؑ نے شیر حق کو
 کہ فرزند و نکو میرے لے شہنشاہ
 نہایت ان پر تم رکھو عنایت
 مری ہے تیسری یہ اور وصیت
 بوقت شب دفن بھی کچھ مجھ کو
 نہیں ہے زندگی میں مجھ کو دیکھا
 غرض مرنیکے بھی پھر بعد سرور
 چہارم ہے وصیت یہ مری اور
 کہ تم پاؤ مبارک اپنے سرور
 علیؑ نے جو سنی یہ بات جالسنوز
 کہا رو رو کے باشور و فغان تب
 و ایکین تیس ہوں تجھ سے بی بی

سنو دل دیکے تم صاحب فرست
 ہوئی خدمت میں جو تقصیر مجھ سے
 کہ میں جاتی ہوں بابا پاس اب آہ
 نہیں میں تم سے کچھ آزرده واللہ
 تمامی عسر غمخواری مری کی
 وصیت دوسری بھی میری سن لو
 ہمیشہ پیار سے رکھو تم ہر گاہ
 جو گستاخی کریں تم کچھ شفقت
 کہ جسم میں کروں نیا سحلت
 نہ دیکھے کوئی بیگانہ یہ دیکھو
 کسی بیگانے نے بس میرے شاہا
 نہ تکھے کوئی جنازہ میرا کر
 سنو لے شاہ تم یہ بات باغور
 نہ رکھو میری بس زیارت سے باہر
 ہوا تاریک ادنیٰ چشم میں روز
 قبول اب میں کیا تیرا کما سب
 وصیت گوش کر تو آہ میری

خدا سے اپنے کچھ دل کی کہوں ہیں
 کہا حضرت علیؑ نے جان بابا
 کہ ہے مادرِ مختاری سخت بیمار
 گئے شہزادے پھر اوسط فرجدم
 رکھا اپنی بغل میں اب مرا سر
 کہا بی فاطمہؑ سے مر قضا ہے
 کہ سننے کی نہیں ہو مجھ میں طاقت
 نہیں دیکھا یہ جاتا مجھ سے اب حال
 کہمازہر نے ہے درپیش اب راہ
 کھل اک دم بٹھکر سن لو مری بات
 پھر اوس حضرت نے سر زہراؑ لکیر
 ہو میں بیہوش بی بی فاطمہؑ آہ
 مجھے کیا کیا دکھائی تو نے آفات
 گرے آنسو کسی چہرے پہ لے آہ
 پس آنکھیں کھول کر زہراؑ بولیں
 نہ محلِ تعزیت ہے شاہِ والا
 کہو کیا تم کو کرنی ہے وصیت

کہ جا خلد برین میں جو رہوں میں
 فرار و ضعیف پھر نانا کے جانا
 کرے آرام اب جو کم ہو آزار
 کہا بس یا علیؑ تم آہ اس دم
 کہ باقی کچھ رہا نہیں مجھ میں سرور
 عزیز و نائب خیر الورائے
 اب ایسی بات تو کی امی نہ صلت
 نہایت ہے تمہارا سخت احوال
 ضرورت چاہیے جانا وہاں آہ
 پیو تم شربتِ فرقت کو مہیات
 رکھا اپنی بغل میں ہو کے مضطر
 امیر المومنینؑ روئے کہ اللہ
 نہیں معلوم ہوئی کیا مجھ سے حرکات
 علیؑ صاحب کی آنکھوں سے نئی نگاہ
 وصیت کا ہے وقت اس دم شہزادین
 کہا حضرت علیؑ نے نون کہ زہرا
 نہیں گو سننے کی اب مجھ میں طاقت

جنگ نامہ کر بلا

سندول دیکھے تم صاحب فرست
ہوئی خدمت میں جو تقصیر مجھ سے
کہ میں جاتی ہوں بابا پاس اب آہ
میں میں تم کو کچھ آزرده واللہ
میں غمخواری مری کی
تو دوسری بھی میری سن لو
شہ پیار سے رکھو تم ہر گاہ
ساخی کرین تم کو جو شفقت
ہم میں کروں دنیا سحر حلت
دیکھے کوئی بیگانہ یہ دیکھو
ی بیگانے بس میرے شاہا
دیکھے کوئی جنازہ میرا آ کر
و لے شاہ تم یہ بات باغور
لیو میری بس زیارت سے باہر
انارک ادنی چشم میں روز
سول اب میں کیا تیرا کہا سب
سیت گوش کر تو آہ میری

کی
کہا
کہ تو
جناب
پھر
جو گشت
میں
کی
کہتے
کہا
کہا جو
کہا اون
نہیں
یہ کہ
پتہ
کہو

کہ بکا انکی خدمت کون آکر
 یہ سکر شیر حق نے درو کی بات
 کہا ہر دم زمانہ داغ غم آہ
 ابھی اک داغ سے دل تھا موداغ
 ابھی لے فاطمہ وہ داغ میرے
 کہ تیرا آکے پہونچا داغ فرقت
 کہا بی فاطمہ نے یہ علی سے
 کہ اس غم میں شکیبائی ہے بہتر
 مرے دم باقی ہیں گنتی کے کچھ اب
 یہ باتیں کہتی تھی وہ آہ بی بی
 دے رخسارہ شہزادگان پر
 یہ کہتی تھی کہ میرے بعد اعدا
 یہ حال ماری بس دیکھ وہ ماہ
 بتول او کی لگی ولداری کرنے
 کہا اولن بچہ لسنے کا می جان مادر
 غرض کہنے سے مانکے دونوں اور
 پھر اوس دم پردہ دار حرم عفت

شکر
 بہا
 رے
 کہ پھر تار
 جگر پرست
 اوٹھاؤں
 کرو صبر اس
 سبنا تا تم کہ
 گئے دن زہر
 پہ شہزادوں کا
 نظر کرتی تھی
 کہ بیگنے ظلم
 لگے رورو کے
 اور اولن
 قبور و
 گئے

وہ حصہ اولین خود آپ اوٹھا کر
 کہا اک فاطمہ حصہ ہے تیرا
 سو وہ کا فور ڈبے میں فلائے
 وہ ہیگا وزن میں چالیش ثقال
 لگا میرے بدن میں اور سُن لے
 یہ کہکر پھر کہا سب جاؤ باہر
 کہ تا پھر عرض حق سے کچھ کرو نہیں
 یہ اُم سلمہؓ سے ہیگی روایت
 کہیں ہیں اُم سلمہؓ اور اسما
 کہ اتنے میں سُنی آواز زہرا
 بحومت پہلے حضرت مصطفیٰ کے
 غرض باسینہ ہاے سوز سنیدنی
 مری یا بابا کی امت بخش دینا
 گنہ اوکے پہ مت اللہ نظر کر
 یہ سُن غلبہ ہوا اگر یہ کاہسم پر
 ہم اوٹھکر دونوں گئیں حجر کے اندر
 کہا تھا میں نے تمکو مجھ کو تنہا

وہ دوحے دیے مجھ کو جت کر
 یہ ہیگا دوسرا بس مر تھنے کا
 دھرا ہیگا اوٹھالاؤ تو جانے
 سولا تو او سمین نصفی ہی فی الحال
 بقیتہ تو علی صاحب کو اب دے
 مجھے تنہا ہی چھوڑوا سجدہ پر
 اور اپنا راز دل اوس سے کہ نہیں
 اور اسما سے بھی ہیغے حکایت
 کہ ہم بیٹھے تھے باہر دراو پر آ
 وہ کہتی تھی کہ لے بار الہا
 بدرد دل علی مر تھنے کے
 پہ ہجر دختراں شاہ کوئیں
 حساب اوٹھنے نہ کچھ محشر میں لینا
 مرے بابا کی خاطر درگزر
 یہ رونا فرض ہے امت ہے تم پر
 کہا بی فاطمہؓ نے آہ بھر کر
 اسی جا چھوڑ کر لینے خدا را

اور اپنی باتوں سے کہہ کر خوشوقت
سُنی آواز شہزادوں کی جسم
وہیں چشم مبارک کو دیا کھول
کہ لے غم دیدہ اور اے جان مادر
شال جان بغل میں او نکو لیکر
کہا کیا جانیے اب تم یہ پیارے
یہ لکڑ اور سرداک آہ پھر صبر
او خین سونپا رنجیں کے بھائیوں کو
کہا پھر ہمارے سکود دوسری بار
اور او نکو سب جتا کر باب تعظیم
ولے تاکید کی زیادہ ہی حد سے
پھر اُم سلمہ سے فرمایا رو کر
پھر اُم سلمہ پانی جا کے لائی
نہا کر کپڑے پہنے پاک اور صاف
کہا پھر اُم سلمہ سے بتکار
وہ قدرے دیگئے تھے یعنی کافور
مرے بابائے اوس کا فور کے تب

کہ ہمیں مصیبت اس گہری سخت
بگوش جان یعنی ہو کے محرم
اور اس طرح بی زہرا اٹھیں لول
مصیبت اب پڑی تم پر سر اسر
وصیت او نکو کر سب طرح وان پر
مصیبت ہو گی کیا پیچھے ہمارے
اور اوسنے بیٹیوں کو بس طلب کر
بس حضرت بی بی زہرا نے عزیزو
حوالے مر تھے کے آہ اک مار
ہر اک وضع پتھی جس جسکی تکرم
جتا الطاف پدری جدو کہ سے
نہاؤں گی تو لاپانی سمو کر
بوجہ خوب بی بی بس نہائی
تھا مثل آئینہ دل او نکا شفاف
کہ جبریل آ کے بابا پاس یکبار
وہ لے آجکو سے اسوقت منظور
کیے تھے تین حصے جان لوسب

کہ پونچے بھی تھے روضہ میں ہم آہ
 اوٹھا ایسا خروش اک اوس مکان میں
 یہ ابراہیم کہتے ہیں کہ آئے
 اور اسمعیل بھی کہتے ہیں بابا
 اور احمد وہ حبیب کسریائی
 کہے ہے وہ بھی بابا جی یہ ہر گاہ
 کیا تھے سلام او نکوہ اعزاز
 کہ لے فرزند من اور جان نانا
 ادھر سے پھر کے تم جاؤ ادھر کو
 کہ تا تم دیکھو اپنی مان کا دیدار
 گھر میں ہیں منتظر اور احسن بایں سب
 جو یہ منے سنسی بابا جی آواز
 بہ صورت ہی ہم اس گھر میں آئے
 غرض وہ گھر میں آ اور کھکھک حال
 قدم سے اوسکے منہ ملتی تھی ہر دم
 کہ لے مادر ذرا تو کھول آنکھیں
 اور اپنے ان یتیموں کو ذرا آہ

نبی صاحب کے لے بابا کہ ناگاہ
 کہ پونچا غل ہاری گوش جان میں
 یتیم فاطمہ تشریف لائے
 شفیق روز محشر آئے آہ
 کہ جسکو جانے ہیگی سب خدائی
 جگر گوشے میرے آئے اب آہ
 وہ مرقد پاک سے اک آئی آواز
 بس ایدھر کو تم ہر چہند آنا
 تنھاری مان ہو رہتی بس جدھر کو
 کہ دم میں آتی ہے یان میرے دلدار
 کہ آئی ہیگی روح فاطمہ اب
 پھرے ہم والے سن احمد کے ہزار
 یتیموں کیسی بس صورت بنائے
 رکھ اپنے سر کو پاکے مان پنی الحال
 بس اور کہتے تھے یہ رو رو کے پیہم
 کہ تیرا پھر بھی ہم دیدار دیکھیں
 زرو می حمت اب بخش شد

کہا زہرائے شیر حق سے فرماؤ
 کہا اول وصیت ہے یہ میری
 مجھے لٹا اب وہ بخش دیجو
 دوم خدمت میں جو بابا کی جاؤ
 سلام بخراون سے کیو میرا
 ولے کیچو نہ کچھ میری شکایت
 کہانی فاطمہ نے کالے مرے شاہ
 کہ میں اندوہ خاطر تم ستی ہوں
 ولیکن حسن و خوبی سے نہایت
 انھیں باتو نہیں تھے یاں دونوں گاہ
 فغان کرتی ہوئی صد شور و باشین
 کہ اے ہم بکیسوں کے داد گستر
 کہیں اب آخری امان کا دیدار
 کہا شیر خدائے کھول دو در
 جب آئے شاہزادے گھر میں روتے
 علی صاحب فریو چھپاتے کس طور
 کہا اون دونوں مہر و ماہ لے آہ

کر و آگاہ مجھ کو جلد بتلاؤ
 جو کوئی تقصیر میں کی ہے تیری
 خطا پر خیال میری چھہ نہ کیجو
 اور اونکے جا کے وان دیدار پاؤ
 یہ مجھ پر ہو دے گا احسان تیرا
 یہ اتنی رکھو مجھ پر تم عنایت
 نہیں کوئی بات تم سے ایسی ہوئی ماہ
 نہ کیو اپنے دل کو آہ محزون
 ہمیشہ تم نے کی مجھ پر رحمت
 کہ آئی شور کی آواز اک آہ
 قریب آجڑے کے بولے حسین
 ذرا تو کھول دے حجر یکاب در
 بجالائیں دواعی ہم گنگار
 کہ آوین حجرے کے اندر مضطر
 اور اشک چشم سے رخسار دھوئے
 یہاں کی جانی حالت کدوئی القدر
 کہیں ہم تم سے کیا لے میری اتناہ

سنو دل دیکے تم صاحب فرات
 ہوئی خدمت میں جو تقصیر مجھ سے
 کہ میں جاتی ہوں بابا پاس اب آہ
 نہیں میں تم کو کچھ آزرده واللہ
 تمامی غمخواری مری کی
 وصیت دوسری بھی میری سن لو
 ہمیشہ پیار سے رکھو تم ہر گاہ
 جو گستاخی کریں تم کو جو شفقت
 کہ جسم میں کروں نیا سحلت
 نہ دیکھے کوئی بیگانہ یہ دیکھو
 کسی بیگانے نے بس میرے شاہ
 نزدیک کوئی جنازہ میرا کر
 سنو لے شاہ تم یہ بات باغور
 نہ رکھو میری بس زیارت سے باہر
 ہوا تاریک ادنیٰ چشم میں روز
 قبول اب میں کیا تیرا کہا سب
 وصیت گوش کر تو آہ میری

کہا میں چار کرتی ہوں وصیت
 یہ اول عرض ہے اب میری تم سے
 معاف اسوقت وہ کردوشمنشاہ
 کہا حضرت علی نے حاشاک اللہ
 ہمیشہ تم نے دلدار می مری کی
 کہا بی فاطمہ نے شیر حق کو
 کہ فرزند و نکو میرے لے شہنشاہ
 نہایت رن پہ تم رکھو عنایت
 مری ہے تیسری یہ اور وصیت
 بوقت شب دفن بھی کیجو مجھ کو
 نہیں ہے زندگی میں جگو دیکھا
 غرض مرنیکے بھی پھر بعد سرور
 چہارم ہے وصیت یہ مری اور
 کہ تم پاؤ مبارک اپنے سرور
 علی نے جو سنی یہ بات جانسوز
 کہا رو رو کے باشور و فغان تب
 و ایکس ہنس ہون تجھ سے بی بی

خدا سے اپنے کچھ دل کی کہوں ہیں
 کہا حضرت علیؑ نے جان بابا
 کہ ہے مادر تمھاری سخت بیمار
 گئے شہزادے پھر اوسط فرجہ دم
 رکھو اپنی بغل میں اب مرا سر
 کہا بی فاطمہؑ سے مرخصا نے
 کہ سننے کی نہیں مجھ میں طاقت
 نہیں دیکھا یہ جاتا مجھ سے اب حال
 کہا زہراؑ نے ہے درپیش اب راہ
 کھل اک دم بیٹھ کر سن لو مری بات
 پھر اس حضرت نے سر زہراؑ کا تکر
 ہو میں بیہوش بی بی فاطمہؑ آہ
 مجھے کیا کیا دکھائی تو نے آفات
 گرے آنسو کئی چہرے پہ لے آہ
 پس آنکھیں کھول کر زہراؑ بولیں
 نہ محل تعزیت ہے شاہ والا
 کہو کیا تم کو کرنی ہے وصیت

کہ جاغلہ برین میں جو رہوں ہیں
 فرار و ضد یہ پھر نانا کے جانا
 کرے آرام اب جو کم ہو آزار
 کہا بس یا علیؑ تم آہ اس دم
 کہ باقی کچھ رہا نہیں مجھ میں سرور
 عزیز و نائب خیر الوراثہ
 اب ایسی باتوں کی اس میں نہ صلت
 نہایت ہے تمھارا سخت احوال
 ضرورت چاہیے جانا وہاں آہ
 پیو تم شربت فرقت کو مہیات
 رکھا اپنی بغل میں ہو کے مضطر
 امیر المومنینؑ روئے کہ اللہ
 نہیں معلوم ہوئی کیا مجھ سے حرکات
 علیؑ صاحب کی آنکھوں سے ہی ناگاہ
 وصیت کا ہے وقت اس دم شہزادین
 کہا حضرت علیؑ نے یوں کہ زہراؑ
 نہیں گو سننے کی اب مجھ میں طاقت

لگی بستر پر اپنے زار و نالان
 کہا پھر یہ امیر المومنین سے
 کہ ہر وقت و دواع اس وقت بادشاہ
 جناب حضرت شیر خدا و ان
 پھر اس کا کہاز ہر گز و ان تب
 جگر گوشے مرے ہر وقت گرائیں
 پھر اسمانے وہیں ترتیب کھانا
 وہیں اکدم میں دو نون شاہزادے
 کہا اسمانے پھر کھانا ہے تیار
 کہ جتنے مانگے بن کھانا بھی کھایا
 کہا اس دم تمھاری آہ مادر
 کہا جو کچھ کہہ میں شاہزادو
 کہا اوں دو نون معصوموں کی اسما
 نہیں کوئی چیز اب ہم کو گوارا
 یہ کہہ اور اونٹنکے دانسے دو نون وہ ماہ
 پڑی اون پر نظر زہرا کی جسد م
 کہو انکو کہ جاوین اس گھڑی آہ

پریشان خاطر اور حیران و گریان
 وصی رحمتہ للعالمین سے
 سنانا میرے پہلو سے کہیں آہ
 گئے پہلو میں بیٹھا اوس بی بی کو
 کہ کھانا لا مہیا کر کے جلد اس
 کہیں ایسا نہو مجھ کو وہ رہ جائیں
 کیا جلد ہی بحکم بی بی زہرا
 غرض نوحہ کسان ایدھر کو آئے
 لگے فرماتے وہ زہرا کے دلدار
 کہ بھی اتنے دنوں میں تو نے دیکھا
 رکھے ہے کچھ ملال اپنے وہ دل پر
 بحکم بی بی زہرا ہے یہ سن لو
 ہمارے روبرو سے کھانا اوٹھوا
 کہ بے مادر کے کھاوین کب ہی بار
 گئے خدمت میں مادر کے غرض آہ
 کہا حضرت علی سے یوں کہ ہم
 پدر میرے کے روضہ پر یہ لشکر

کہ بکا انکی خدمت کون آکر
 یہ سکر شیر حق نے درو کی بات
 کہا ہر دم زمانہ داغ غم آہ
 ابھی اک داغ سے دل تھا ملو داغ
 ابھی لے فاطمہ وہ داغ میرے
 کہ تیرا کے پہونچا داغ فرقت
 کہا بی فاطمہ نے یہ علی سے
 کہ اس غم میں شکیبائی ہے بہتر
 مرے دم باقی ہیں گنتی کے کچھ اب
 یہ باتیں کہتی تھی وہ آہ بی بی
 دے رخسار شہزادگان پر
 یہ کہتی تھی کہ میرے بعد اعدا
 یہ حال مادر می بس دیکھ وہ ماہ
 بتول ادھکی لگی ولداری کرنے
 کہا اون بچہ لئے کامی جان مادر
 غرض کہنے سے مانکے دونوں اور
 پھر اوس دم مردہ دار حرم عفت

تسلی کوئی دے گا انکو جا کر
 بہائے آنسو بس چشموں سے بیہات
 رکے ہے دل یہ پیر و مہم واہ
 کہ پھر تازہ ہوا یہ دوسرا داغ
 جگر پر ہے عرض والہ کا تیرے
 اوٹھاؤں کسطح نہیں مجھیں طاقت
 کرو صبر اس مصیبت میں خوشی سے
 سبانا تم کہیں اسوقت سرور
 گئے دن زندگی کے آہ بس ب
 یہ شہزادو تھے کپڑو نکو تھی صوتی
 نظر کرتی تھی بس حسرت سے رو کر
 کہینگے ظلم ان پر آہ کیا کیا
 لگے رورو کے کرنے اوگٹری آہ
 اور اون بچہ نکلی کچھ غمخواری کرنے
 قبور و نپذرا تم جاؤ دلبر
 گئے جنت بقیعہ میں وہ گریان
 وہ کپڑے دھونے سے پاک و زنت

تیری فرقت سے دل جلتا ہے میرا
 کہا حضرت نے کاے مظلوم من
 میں تیری کھینچتا ہوں انتظاری
 جدائی صدمے گزری امی مری جان
 سنا لے نور دیدہ جلدیان آ
 نہ جب تک آئے گی اس جا تو زہرا
 کہا میں نے کہ مجکو جستجو ستمی
 کہا حضرت نے جلدی کر تو زہرا
 ہوئی یہ خواب میں جب دیکھ بیدار
 یہ جانو ہوں میں آخر روز یا شب
 ارادہ ہے کہ روئی میں پکاؤں
 گرفتار مصیبت ہو گئے کل تم
 مرے بچوں کو روئی کون دیگا
 جدائی یاد کران کی ہوں روتی
 کہ میرے بعد دھو دو کون آکر
 یہ سچی جو بھگوئی سینے فی الحال
 مرے پیچھے غبار مومے مشکین

جگر خون شمع بس گھلتا ہے میرا
 سن آگے آگے لے معصوم من
 زمانہ بن ترے مجھ کو ہے تاری
 مجھے ہے شوق تیری دید کا ہا
 نہ مجھ کو انتظار اب اتنا دکھلا
 نہیں جاو گیایان سے تیرا بابا
 متھارے دیکھنے کی آرزو تھی
 کہ کل کی رات تو آو گی اس جا
 ہوا پھر اشتیاق اوس جا کا بسیار
 ویا کل رات ہو رطت کردن تب
 جگر گوشوں کو اپنے مین کھلاؤں
 ہراک وانا کی ہوں گی خرد گم
 خیران کی نہ کوئی آہ لے گا
 اور انکے اسیلے کپڑی ہوں جوتی
 سیتھوں کی بھلا پو شاکی حیدر
 دھولا ونگی مین لنگے یا علی بال
 کر گیا صاف کون کر شہر دین

نہایت بیقرار سی منہ پر ظاہر
 کہا اوس تاجدار ہل آتی سے
 کہلے محذور منہ دونوں جہان کی
 کسی اس طرح میں شکوہ نہ دیکھا
 برابر دو کیے ہوں کار و دنیا
 کہ تو کرتی ہے کار و نیوی تین
 یہ کیا حکمت ہے اس میں مج کو بتلا
 سنی بی زہر لائے جسوقت یہ بات
 کہا کوئی اس مصیبت سے بیکدم
 کوئی آنکھیں نہیں روی زمین پر
 ہوئی یہ دولت وصل آہ آخر
 کہا اے شہسوار لا فت اب
 فسر اوٹ بیک بیک بینی ہوا آہ
 بیان دکھلایا ہی فرقت نے رخ کو
 کہا میں خواب میں دیکھا ہر گل رات
 بلند ہی پر کھڑا گویا کسی کی
 میں کی فریاد اوس دم بھر کے اک آہ

یہ دل کے درد سے اشد ماہر
 علی مرتضیٰ شیر خدا نے
 اور اے معصومہ آخر زمان کی
 ہوئی مدت تجھے اور مج کو یکجا
 ہوا کیا آج لے بی بی یہ بتلا
 نہایت اور ہے کچھ دل میں عجائبات
 کہ دل کو میرے تسکین ہو سراپا
 کیے آنکھوں سے آنسو جاری ہیات
 نہیں ہے اس جہان میں ہاے سیم
 کہ بے طوفان ہوں مثل سمندر
 بیان ہے لذت فصل آہ آخر
 میں تھے ہوتی ہوں بینی جد اب
 ملاوے دیکھیے کب تم سے اشد
 گیا سب وصل کا موسم یہ سن لو
 عجائب شکل سے بابا کو ہیات
 کرے ہے انتظار می یا علی جی
 گیا تھا تو کمان لے میرے ابتاہ

اب ہونگا یعنی امت سے جدا میں	کہا حضرت نے اب راضی ہوا میں
کہ آنزدیک میرے دیر کرست	یہ ملک الموت سے بولے پھر حضرت
تو کرتے سیرا سدم آہ او کی	جو خدمت حق فرسوئی تجھ کو قدسی
برے قبض روح آن پیمبر	وہ ملک الموت ہوا مشغول اگر
اٹھا کر ہاتھ اپنے دونوں باہم	عزیز و اوس نبی اللہ فرما سدم
زبان سے بولے بس اللہ اللہ	وہ گھر کی چھت کے جانب دیکھا آہ
مٹی حیرت سے حق کی جسم کو چھوڑ	کئی روح مبارک یا نشے منہ موڑ

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَأَنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مجلس دوسری بیچ وفات حضرت سیدۃ النساء فاطمہؑ

سنو جانسوز ہے یار و حکایت	یہاں کرتی ہیں اومی یوں وایت
مہینے او سپہ گئے جسم اڑ حائی	ہوئی زہرا و حضرت سے جدائی
ہو ابی فاطمہ کا رنگ روز و	سوار و پیر اور چہ نتھار و
سدا کرتی تھی اپنی چشم کو نم	ہمیشہ باپ کے غم میں وہ پر غم
دن آئے رحلت خیر النساء کے	جو بعد از حضرت خیر الوری کے
غمیر آتا کیا ہے فاطمہ نے	پس اک دن دیکھا آشیر خدا نے
نہایت درد سے پھر بی بی وئی	اور اک تھوڑی سی مٹی بھی جگونی
ولیکن اوسکے لب پر آہ تھی گرم	کیا لڑکوں کے کپڑے دھونیکا عرم

فرشتے اور سب روح پیسے
وہ حجرہ پاک تیرے واسطے شاہ
تو چیل لے خوشخرام اور شاہ کوئین
کہا حضرت نے سن ای حامل وحی
ولیکن مژدہ وہ دی بجو اسدم
کہا وہ غم رسول اللہ ہے کیا
کہا جبریل سے حضرت نے یہ آہ
پھر اب زیادہ ہوا یہ غم براور
نہین میں جانتا پیچھے مرے ولے
یہ روزے ماہ رمضان کے مری یاد
اور حاجی بیت رب کے میرے پیچھے
کہا جبریل نے ختم النبی سے
ترے سر پر کھاتا ج شفاعت
حرام ہے انبیوں پر اور سب پر
کہ جب تک تیری جاوگی نہ ہمت
قیامت کو سبھی امت گنگار
کہ تو راضی ہو اسی صاحب کرم

کھڑے صف باندھ کر ہین تیری خاطر
کیا آراستہ حق نے ہے واللہ
تو غلو لگاہ راز حق میں کر چین
بشارت واقعی ہے خوب یہ سہی
کہ ورت مکھلے دل سی میرے اور غم
کہ اس مژدہ سے بھی یعنی نہ نکلا
کہ امت کے ہے غم نے مارا واللہ
علیم اس غم سے ہیگا میرا اور
مری امت کا ہوگا حال کیا ہا
کرینگے بعد میرے کیونکہ افطار
میں عرفات میں جاوینگے کیونکہ
شفاعت کے ہو مالک تم ابھی سے
کیا رتبہ تجھے حق نے عنایت
بہشت لے راز دار حق پی میر
سجوں پر کی حرام اللہ نے جنت
ترے سب ساتھ نکھنٹے تیرا غفار
مع امت کے دیکھے سیر حبت

میں لکھتا ہوں علی سے یہ روایت
 ہزاروں باب علم اوسکو سکے
 پھر اوسکے بعد ملک الموت کو آہ
 بصورت مرد اعرابی کے ہو کر
 پھر اگر وہاں سلام علیک بولا
 کہ بھیجا ہے سلام اللہ نے تجھ کو
 کہ قبض روح میں تیری کروں اب
 کہ حضرت نبی نے سن لے قدسی
 کہ آتا ہے مرا جبریل بجائی
 یہ ملک الموت نے سکر کہا خوب
 بس اتنے میں غرض جبریل آئے
 کہ حضرت نے لے میرے برادر
 کہ جبریل نے اید دست رب کے
 ہم میں تیری تھا شغول اسدم
 کہا ہے کون سی وہ کہ بشارت
 کا حق ہے کیا دوزخ کو ٹھنڈا
 جو ابھر حور و غلمان کو چمپایا

جو کی حضرت نبی نے وان صیت
 علاوہ اسکے پھر کچھ اور بتائے
 بلایا بس رسول اللہ نے ناگاہ
 غرض عزرائیل آیا گھر کے اندر
 اور اس طرح سے اپنے لب کو کھولا
 کیا ہے اور یہ بس حکم مجھ کو
 وے ہو حکم تیرا بس مجھے جب
 ذرا اب ٹھہر کر لینا مرا جی
 صدایہ ایسی حضرت نے سنائی
 میں طغون ہوں خدا کا تو ہی محبوب
 تپتے روتے ہوئے تشریف لائے
 تو مجھ کو جھوڑ تنہا تھا کمان پر
 تجھے معلوم میں گے حال سب کے
 بشارت لایا ہوں میں ہو تو خرم
 یہاں مجھ پر ہے اسدم اور حالت
 بہشتوں کو نہایت ہے سؤالا
 لباس فاخری سے ہے سجایا

وہ شہزادے جب حضرت یاس لائے
 محبت نے جوتن میں جوش مارا
 وہیں حضرت حسن نے بھر کے اک آہ
 اور اک نعرہ بھی مارا آہ اوسدم
 عزیز و دوست شہزادے نے پھر
 اور اک ایسی ہی ماری آہ اکیبار
 پھر آنکھیں کھول اوندکو دی دلاسا
 پھر اونکے چشم و سر کو چوم کئی بار
 تمھارے ہاتھ ہر اب سبکی حرمت
 کہا پھر وادریغا ہاے ری ہاے
 تمھارے منہ پہ ہو گر و غریبی
 نہیں جانو کہ میرے بعد بہیات
 خدا جاتے کہا تک پیو پچو احوال
 بلا کر پھر علی مرتضیٰ کو
 اوٹھا کر سر بنی صاحب نے اپنا
 علی تے پھر اوٹھا کر سر بنی کا
 پیسے نے کیا تلقین علی کو

پکارے دیکھ حالت ہاے ہاے
 کیا کھول آنکھیں حضرت نے اشار
 رکھا حضرت کے منہ پر مہر و اللہ
 کہ جس سے جاگ اوٹے احمد مکرم
 رکھا سینہ پھر حضرت کے غرض سر
 کہ روٹے جس سے حضرت آہ یک مار
 کہا مت ہو جو با با ہر اسسا
 کہا حسین سے رو رو بتکار
 یہ میری یاد تم رکھو وصیت
 کہ یہ وقت غریبی تم پر آجائے
 غبار آلودہ ہوں موی مٹی
 یہ ظالم کیسی ڈالین تم پہ آفات
 نہیں معلوم اسکا جھکو کچھ حال
 نبی صاحب نے اس حالت کو بار
 بغل میں مرتضیٰ کے یعنی رکھا
 رکھا بازو پہ اپنے کر کے آہا
 وہ جو بعضی وصیت تھی عزیز و

یہ حرمت کرنا ہو اس گھر کی ایجان
 نہیں ہر اسطر حکی اسکی عادت
 بس اب در کھول دو اس گھر کا زہرا
 کہ تا آوے یہ اب حجرے کے اندر
 غرض منکر کے بی زہر لے یہ بات
 درینہ بھی ہو اسرا خراب اب
 سفر اس گھر کے صاحب کیا آہ
 یہ سن حضرت نے بی بی زہرا کا ہاتھ
 بہت دلدار می سے کر او شفقت
 بھون نے جاناروح پاک اظہر
 کہا پھر بی بی زہر لے کہ اب تہ
 جواب او سنے نہ پایا پھر تو یارو
 کہ لے بابا بھلا اب آنکھ تو کھول
 یہ سن بولا حبیب حق مکرم
 ترے رونے سے روتا عرض ہیگا
 کہا حضرت نے میرے قرۃ العین
 یہ سن زہر لے بس اونکو بلایا

اجازت اسکو نہیں دے گا رب یان
 ہمارے گھر کی یہ کرتا ہی حرمت
 دے تم کو اس سے اور پروا
 مری اب روح لیجاوے یہ اگر
 کہا یہ گھر ہوتا راج ہیاست
 غریبون پر ہوا ظلم و عذاب اب
 یہ گھر کیونکر رہیگا میرے اللہ
 پھر اپنے دھرا سینے ہی کے ساتھ
 ہم پھر چشم باری کر گے رقت
 جدائی کر گئی اب تن سے یکسر
 چلے تم چھوڑ ہم کو کس پہ اب آہ
 کہا بی زہر لے بس آہ رورو
 اور اس بکس ہو کوئی بات تو بول
 کہ اے بیٹی نہ اتنا روتو اسدم
 زمین پر آنسو و کافرش ہیگا
 کہاں ہیں گھڑی امی وہ حنین
 بلکہ کر اب کا عالم دکھایا

وہ ہے مشغول اپنے حال میں بس
 وہ ملک الموت بس اک لمحہ تھم کے
 زمین پھر بولی بی بی فاطمہ تب
 فرشتہ تیسرے دم پھر پکارا
 وہ تھی آواز پر دہشت نیت سخت
 کہا پھر مدہش میں حضرت نے اگر
 کہا بی فاطمہ نے سنکے بابا
 وہ پھر حجرے میں آنیکو ہے کتا
 کہا زہرا سے حضرت نے یہ اوس دم
 کہا بی فاطمہ نے باپ سے آہ
 کہا پھر حضرت خیرالورائے
 کہ یہ شکستہ جسد آدمی ہے
 یہ بیوہ عورتوں کو بس ہے کرتا
 یتیم از بسکہ ہے لڑکوں کو کرتا
 یہ دل کی کاٹتا ہے آرزو کو
 یہ ملک الموت ہے بس نام اسکا
 ہزاروں ہیں فرشتے ساتھ اسکے

خدا سے بیٹھے قیل وقال میں بس
 پکارا پھر غرض در پر حرم کے
 کہ میرا باپ کرتا خواب ہے اب
 ہوا حضرت کو اوس دم کچھ اشارا
 کہ بکے سب ہوئے بیہوش و سوت
 یہ کیا آواز ہے لے میرے دلبر
 کوئی اعرابی ہے اب در پہ آیا
 نہیں معلوم یہ کس جا ہے رہتا
 نہیں لے بیٹی کچھ تم اس کے محرم
 کہ تم جانو ہو یا جانے ہے اللہ
 نبی یا محمد مصطفیٰ نے
 یہ لسنے آج آیا میراجی ہے
 اسی کے ہاتھ ہے ہر ایک مرتا
 یتیمی کا لباس ہے سر پہ دھرتا
 کسی کی جانے نہیں یہ آبرو کو
 ہے قبض روح کرنا کام اسکا
 مری جان دم میں ہوگی ہاتھ اسکے

پھر اوس دم باسی رمی دونوں لایین
 کہا حضرت سر دیکھا بننے ہے خواب
 کہا حضرت نے سن اے جان مانا
 کہا تخت روان دیکھا ہو اپر
 ہم اوس کے نیچے سرنگے میں ہمراہ
 کہا وہ تخت ہے تابوت میرا
 یہ سن شہزادوں نے آنسو بہا کے
 سنو اب مجھ سے قول ابن عباس
 وہ آیا جبکہ روز رحلت شاہ
 کہ میرا دوست پیارا ہے جو احمد
 تو جا خدمت میں اوسکی آج قدسی
 اور اوسکی مرضی ہو تو اوسکو لانا
 یہ لے حکم خدا قدسی جو آیا
 عرب کی شکل بن کر وہ بچا رام
 سلام علیک یا اہل نبوت
 خبر دو مجھ مسافر کی نبی کو
 کہانی زہرا نے اسوقت بابا

وہ مانا پاس آئے روتے بے چین
 ولے کہنے کی ہے اوسکی نہیں بات
 تھیں لازم ہے اب مجھ کو جتنا
 اوڑھا جاتا ہوا اے میرے سرور
 بتاؤ اوسکی کیا تعبیر ہے آہ
 اور اوس کے نیچے سرنگا ہوا تیرا
 غرض روتے ہوئے اولٹے ہی بھاگے
 دروغ اس میں نہیں ہے سرسبر اس
 ہوا عسکر ایل کو یہ حکم اللہ
 اوسے سینے کیا ہے سب سی امجد
 ولے بے اذن اوس کے لیچومت جی
 نہیں اوس جا ہی اوسکو چھوڑ آنا
 اور اگر بند درجہ سے کا پایا
 بہت آداب سے ہو کے پکارا
 کہو کیا کرتے ہیں ختم رسالت
 کہ اونٹن ہے ضروری کام سن لو
 مرا آرام میں سے پھر کے آنا

کہ میں پہنچو ذرہ بیٹھا ہوں یا شاہ
 ذرہ میرے بدن سے پھر جدا ہو
 کہا حضرت رسول اللہ نے آہ
 یہ وہ ہے رمز میری جان جاوے
 ولے گھر اینو مت ہو جو صابر
 کوئی دنیا کو لے تو دین پسنا
 کہ تا خوش ہو وی تجھے تیرا مولا
 ملو نگا تجھ سے عوض کوثری پر
 یہ باتیں تھیں نبی میں اور علی میں
 کہا بابا جی میں دیکھا ہی اک خواب
 کہا حضرت فراسکا اب بیان کر
 کہانی زہرا کی کیا دیکھوں ناگاہ
 نظر سے چھپ گیا پھر وہ ورق آہ
 کہا سن پیدا الابرار نے تب
 ورق قرآن کا ہے تیرا بابا
 تری نظروں سے بس ہو نگاہیں پنا
 زمین سن بی بی زہرا کی بھی یہ بات

علیم اس بات کا ہے میری اللہ
 نہیں معلوم کید صبر کو گئی وہ
 ذرہ میں تھا انتظار کے شمع بالند
 اکیلا تو یہاں دکھ رنج پاوے
 رضای حق پر رہیو بھائی شاکر
 جو مہر مانگے تو اپنے سر کو دینا
 یہی بس بات ہر بیان سب سے اول
 سچوئے پہلے سن لے بھائی حیدر
 کہ آئین بی بی زہرا تھے ہی زمین
 کہ اسکے دیکھنے سے دل ہی بیتاب
 وہ اپنا خواب لے بیٹی عیان کر
 کہ قرآن کا ورق ہے ہاتھیں آہ
 سنا لے بابا جان واللہ باللہ
 نہ غم کھا جان بابا آہ تو اب
 ولے ہے وقت اب مرنے کا آیا
 سنی تعمیر خواب اب لے مری جان
 گیا زہرا ترقی بہیات بہیات

کروں اک پل میں اسی صاحب کرم
 وہ مارے جو مری ہی موت آئی
 مرا جی جان ہی نت ساتھ اوسکے
 وہ چھوڑے یا کہ آخر کام کر دے
 میں نہیں بولوں اب کیا سیری قلات
 رہوں جیتا ویا اب جاؤں مریں
 اوسکے فضل کا طالب سدا ہوں
 مرے دل سے نہ وہ مطلق جدا ہے
 میں ہوں مخلوق اوسکا وہ میرا رب
 سب اسکو جانیں اے مومنو اصل
 ہوا زیادہ ہی اوسدے بس ہر گاہ
 گئے حجرے میں اپنے چھوڑ سب کو
 کیا حضرت علی سے پھر یہ احکام
 کہ گھبراتا ہے میرا اسکے مری دم
 ہوئے حجرے میں باہر نیچے اوس آن
 اوسٹھے گھبرا علی جیوں آہ سن لو
 کہا دیکھا ہی میں نے اک عجب خواب

تجھے مستغرق دریا سے رحمت
 کہا حضرت فرشتے میری بھائی
 مراد دل بیگا لینے ناتھ اوسکے
 وہ چاہی خاص سے اب عام کر دے
 اوسے ہر سب طرح کی بھائی قدرت
 نہ اوسکے درسی پھروں اپنا سر میں
 وہ شاہنشاہ ہی اور میں گدا ہوں
 میں بندہ ہوں وہ بس میرا خدا ہے
 میں حاضر ہوں جو چاہی وہ کریا ہے
 نقاب اک ہر کتاب اس سے یہ ہر نقل
 کہ وہ آزار اوس حضرت کو لے آہ
 غرض وہ بعد مغرب ایک شب کو
 گئے بستر پر اپنے لیٹ وہ شام
 کہ تم بھی جا کرو آرام اس دم
 بحسب الحکم اوسکے شاہ مردان
 ہوئی تھی ایک ساعت بھی نہ اوسکو
 گئے پھر حجر میں حضرت کے بیتاب

اوٹھا کر دوش پر کرتا جو ڈالا
 ملائک اور سب حضارِ مفصل
 عزیزانِ آنکھ عکاسہ کی تاکا
 یکایک جبت عکاسہ نے کر بس
 لیا بوسہ ملائکہ اونکے تن سے
 یہ پھر اوسوقت کی حضرتِ سولیس عرض
 مراد دل یہی تھی میری شاہ *
 کروں کس خوب ساتیرے بدن سے
 سنے تھے بارہا مینے یہ کلمات
 کہ جو کوئی جلد سے میری کرے بس
 یہ سن حضرتِ فریس کرتے کو پہنا
 وصیت آخری کروہ شہنشاہ
 ہوا اوس روز سے زیادہ وہ آزار
 غرض جبریل اکدن آئے یارو
 کہا پھر سرور ہر دوسرا سے
 کہے ہے خالق جن و بشر یہ
 جو تو چاہے تو میں تجھ کو بلاؤں

ہوا غل شو یکسان زیر و بالا
 لگے وان تڑپنے جیون میں بل
 پڑی مہر نبوت پر جو و اشہ
 کیا مہر نبوت کو غرض من
 ہوا وہ جنتی سب تن بدن سے
 بدن ملنا تمھاری تن سے تحافل
 کہ میں مہر نبوت کا لون بوسا
 کروں پھر سیر میں باغ عدن سے
 زبان سے آپکی اسی شاہ و نرات
 بدن اوسکا جلے نگ سے بس
 وصیت میں کہا جو کچھ تھا کستا
 گئے حجرے کے اندر آہ صد آہ
 جنابِ مصطفیٰ کو ہائے لے یار
 بھی صاحب کئے لے آہ سن لو
 کہ لایا ہوں پیام اک میں صہا
 حبیب حق تو سن اب بے خطر
 سچے سیر جنان دم میں دکھاؤں

کہ تم میرے ہمارے سب سے بے بیار
 غرض اک تار یا سنے کے ہمیں آہ
 قبول عکاسہ نے پھر یہی بات
 کہ ناگہ حضرت حسین آئے
 کھڑی جا کر ہوئے نانا کے آگے
 سنی ہے یا رسول اللہ یہ بات
 کہا ہے ہکو امان جان نے نانا
 اتنا ایک کوڑکے غرض ہم
 کہا حضرت نے کالے اب جان نانا
 قصاص اوسکا نہیں ہے تم پہ آتا
 غرض دونوں امام دینی دنیا
 یہ فرمایا حبیب رب نے پھر آہ
 کہا عکاسہ نے اوسدم کہ حضرت
 کہا حضرت نبی نے ہو کے خرم
 کہا میں چاہتا ہوں اسی شہنشاہ
 کہ اوسدم کند سے میری تھے کھلے سب
 یہ شکر ہاتھ سے اپنے عزیزان

نہ اسپر تا زیانہ تو اوٹھایا
 تو دس دس مارے لگے فی الدہ
 ہوا وہ مستعد حضرت پہ بہیات
 غرض مسجد میں وہ تشریف لائے
 کہ ہم آئے ہیں اس جا بجا گے جگے
 کوئی لیو یہ ہے بدلاتم سے بہیات
 کہ تم کو مارے ہے کوئی تا زیانہ
 غرض کھا دینگے دس دس ای کرم
 اسے مارا تھا میں نے تا زیانا
 مرے مرے نہیں یہ ہاے جاتا
 رہے چپکے ہی چپکے جی میں آہ
 کہ اوٹھ عکاسہ لے بدلاتو لگے
 کروں اک عرض جو پاؤ نہیں رخصت
 تو کہہ جلدی سے مت کر اور کچھ غم
 کہ تم بھی شائے اپنے کھو لو لگے
 مجھے وہ تا زیانہ تھا لگا جب
 اوٹھایا تن ہی بس کرتے کا دامن

تو کہہ اوس مرد سے کہتی ہے زہرا	کہا سلمان لے سلمان خدارا
نہیں ہے اوس میں طاقت سرسبز اب	کہ میرے باپ پر تو رحم کر اب
نہیں لازم ہے اب اوسکو ستانا	نہیں یہ کھا سکیگا تازیا نہ
ہوا حضرت کے جانب کو روانہ	غرض سلمان لیے وہ تازیانہ
بلکہ حضرت حسنینؑ کو دان	پھر اوس دم بی بی زہرا نے عزیزان
خبر نانا کی اوس مسجد میں جا کر	کہا بی بی نے تب کا ر جان مادر
غرض مارے سے ہو کر کچھ دیوانہ	کہ کوئی شخص اوسکو تازیانہ
خوشی ہو کھاؤ دس جس جگہ کے لاشہ	تم اوس اک تازیانے کے عوض آہ
اوسے اب زندگانی ہیگی دشوار	کہ نانا ہے تمہارا سخت بیمار
رہی وہ اوسکے مدد سے سلامت	نہیں ہوا میں کچھ بھی ہاوی طاقت
ہوئے راہی وہ مسجد کو دلاور	یہ سن شہزادے دونوں حکم مادر
لکھنوں کیا جو ہوا شور و فغان دان	جو اوس جاتا تازیانہ لائے سلمان
کہ لے و احسن تے سخت پیدا د	اوشی سب اہل مسجد سے یہ فریاد
کہ اوشہ عکاشہ لے بدلاتوا پنا	غرض فرمایا حضرت نے یہ اوس جا
تو مجھ کو مارا دس طرح خدارا	کہ میں نے تمکو تھا جس طرح مارا
ہوا نالان و گریان سب زمانہ	اوشہ عکاشہ لے کر تازیانہ
کیا ہر اک لے عکاشہ سے یوں حال	جو دیکھا ہوا اسی یوں نے یہ حال

یہ فرمان پھر کیا سلمان سے اوسدم
 وہ مجھ کو یاد ہے گاتا زیا
 یہ سن اوس طبے پھر سلمان اٹھا ہوا
 وہ بس جاتا تھا کتنا زار و گریان
 قیامت میں کرینگے وہ شفاعت
 بس اس صورت سے وہ روتا ہوا آہ
 وہاں دی جا کیوں آواز اوستوت
 سنی زہرا نے جو سلمان کی آواز
 کہا یہ فاطمہ زہرا سے تاگاہ
 وہ تم سے مانگا ہے اب تازیانا
 کہا زہرا نے اے سلمان مرا باپ
 کہاں جاویگا طاقت اوس میں کہہ کر
 کہا سلمان نے تیرا باپ بی بی
 کہیں شاید وہ اک دن اونٹ اوپر
 وہ مارے تھا لگا اک شخص کو ہاوی
 یہ سنتے ہی تنہی بس بی بی زہرا
 کہوں کیا اوس گھڑی کا ہاوی عالم

کہ لانا تازیانا ہے مقدم
 کہ بی بی زہرا سے جا مانگ لانا
 کہ جا کر تازیانا یعنی وہ لاسے
 کہ یہ انصاف کیا ہے اے عزیزان
 انھیں دنیا میں تم دکھ درد و موت
 کیا حجرے پہ بی زہرا کے ناگاہ
 سلام علیک یا اہل نبوت
 کہا تو تھا کہاں اب کھول یہ راز
 کہ تیرا باپ سجد میں ہے اب آہ
 کہ جو مشوق ہے اے بی بی دانا
 ہے لا غرما سے تپ کی ہور ہا آپ
 وہ گھوڑے پر چڑھے مجھ کو عجب ہے
 وصیت کرو کہ ہو کرتا و داع بھی
 غضب سے تازیانا نے کو پکڑ کر
 سوا و سکا بدلا وہ اب چاہی تھی وہی
 لگی رورو کے کرے حشر ہر پا
 قیامت تھی گویا زہرا پہ اوسدم

کہ میری تین درمیں آپ پر ہیں
 کہا حضرت نے اوسکی وجہ بتلا
 یہ سن حضرت اوسے بولے کہ بابا
 کہا حضرت نے بن عباسؓ سچ جب
 پھر اوسکے بعد اوٹھا اک مرویارو
 کہا حضرت رسول اللہؐ سے جا
 اگر کرتا نہیں اسدم میں انظار
 بتوک اک ہے مکان وان تہو شاہا
 یکا یک میرے کندے میں لگا آ
 قصاص بابا اوسکا تمسے چاہتا ہوں
 کہا حضرت نے اوسکو ہو کے خرم
 قصاص دنیوی دنیا میں ہو جا
 قصاص دنیوی ہوں دوست رکھتا
 تولے عکاشہ کچھ بھی جانتا ہے
 کہا عکاشہ نے ہاں میرے سرور
 لیا حیران سے تھا وہ میرے شاہا
 یہ بولا رازدار قاب قوسین

وہ میرے مال میں سے سرسبز ہیں
 کہا درویش کو وہ وی تھیں شاہا
 جزاک اللہ فی الناس فی سخیرا
 کہ دے وام و درم سب اسکا تو آ
 کہ اوسکا نام عکاشہ تھا سن لو
 قصاص حکم اب یا ان حد سے گذرا
 تو ہوتا ہوں میں عاصی اور گنگا
 لگایا تازیانہ اونٹ پر تھسا
 بہت درد اوس جب میری ہوا تھا
 یہ اپنا بدلہ یعنی مانگتا ہوں
 کیا اب خوب تو نے مجھ کو محرم
 برا ہے جو کہ عقبی پر رکھے ہاے
 قصاص آخری سے میں ہوں ڈرتا
 کہ وہ پھر تازیانہ کونسا ہے
 کہ ہے وہ چو بدستی بس مقرر
 لگے ہیں اوسین بس تھکے سراپا
 ہوا دگو نہایت اب مرے چین

وصیت سننے کو مسجد کے اندر
 چلے مسجد کی جانب ہاے رو کر
 غرض تشریف وہ مسجد میں لئے
 غرض مسجد میں آلا ریب و بیشک
 لگے خطبہ کو پڑھنے میرے سرور
 یہ فرمایا نبی صاحب زاوہ آل
 اجل آئی مرے نزدیک جانو
 تمہیں سو گند ہے اپنے خدا کی
 قصاص او سکا وہ لیوی تو بھلا ہو
 وہ لیوی ای غریب و مجبور سے فی الحال
 کہ میں کیونکر قصاص لے لوں ابدم
 کہ میں سمجھے عداوت آہ پیدا
 نہیں مجھ میں عداوت کا ذرا نام
 مجھے تم سے نہایت ہے محبت
 حق اپنا آن کر بس یعنی لیوے
 میں ہوں اللہ کے اب پاس عاتبا
 کہا پھر یہ رسول اللہ سے جا

کہ تا ہوں جمع سب اشراف آکر
 بروی صدق و ان سب جمع ہو کر
 پھر حضرت میری بس اتنے میں آئے
 دو گانہ پڑھتے تھیں کا یکا یک
 وہیں خبر پہ حضرت بیٹھے جا کر
 ادا کر حمد حق پاک سبحان
 کہ اے اہل مدینہ تم یہ مانو
 یہ کہکر پھر یہ حضرت نے ندا کی
 جو کوئی مجھ سے آزر وہ خفا ہو
 کسی کا مجھ پہ جوتا ہو کچھ مال
 کرے دلیں نہ اپنے اسکا کچھ غم
 کہ شاید یہ خدا کے روبرو جا
 سنو امی وین دارو خاص اور عام
 نہیں ہر ذات میں میری عداوت
 مرا وہ دوست زیادہ ہی جو مجھ سے
 ویان بخشے جو کچھ ہے مجھ پہ آتا
 یہ سکر ناگمان اک مرد اوٹھا

عین اب چاہیے بندہ نوازا
ورود و فاتحہ سے تم کرو یاد
تو کر شربت پلا شبیر کے نام
اتنی بہر آل مصطفیٰ کے
گنگار ان است ہے یہ فضل

حسین ابن علی کے غم میں رونا
جو ہو دے خانہ دین بھکا آباد
کہ تجھ کو عرض کوثر سے ملے جام
رہیں مومن یہ ب جنت میں جا کے
اسے جنت ہو یا شبیر حاصل

مجلس پہلی بیچ وفات حضرت سید المرسلین خاتم النبیین

روایت کرتے ہیں اخبار جالوز
سند دل دیکے سب خرد و جوان پیر
روایت ہے فضیل ابن عباس
کہ اک روز فخر المرسلین نے
بوقت عین بیماری کے اندر
پکڑ کر ماتھے میراے برادر
بلال آکر ہوا اس وقت حاضر
کہ توجا کر دینے میں ندا کر
وصیت او کو میں یعنی کروں گا
یہ سنکر پھر بلال آکر پکارا
محلہ اور بازاروں میں ہر دم

حکایت ہے یہ آثار غم اندوز
حکایت مومنویہ ہے جو تحریر
کہ رہتے تھے سدا حضرت کو وہ پاک
غرض یہ رحمۃ للعالمین نے
کہ مجھ کو پہل اس حجرے سے باہر
ہوے جب حجرے اپنے سے وہ باہر
کیا حضرت فرماؤں اوس خطا
کہ ہو دین جمع سب مسجد میں اگر
وصیت آخری کر کر مروں گا
ندا کرتا تھا وہ روز و بچارا
پکارے تھا ہر اک کو آہ پیسہ

بنایا نور سے اپنے خدا نے وہی اک نور ہر جا جلوہ گر ہے زمین سے لیکے دیکھاتا با فلاک فلاک اس کے گھر کے جھاڑ و کش بین خدا نے مصطفیٰ کی یعنی خاطر خدا نے دین و دنیا کو بنایا محمدؐ کے لیے سب کچھ بنایا محمدؐ ہے خدا کا خاص محبوب غرض اس دم سے لیکر تا بآدم یہ باعث ہے ہماری مغفرت کا ہے بہتر و جہان میں آل احمد دیاراہ خدا میں ہو کے خرم جو کچھ ظلم و ستم تھے وہ سے سب تمامی اقربا خویش و برادر اوشافی سب طرح کی بھوک اور پیاس صعوبت چونکہ وہ ایسی اٹھاتے اونسوں نے سر کو دی بخشائی امت	محمدؐ کو ہمارے کبھی سے اوسے کے نور سے شمس و قمر ہے نظر آیا وہی بس احمد پاک غلام اس کے سبھی غلمان و شہن خدا فی اپنی کی والہ ظل ہر یہ قدرت اپنی کا جھکا دکھایا وہ راز مخفی سب اس کو جتایا ہمارے اور تمہارے دل کا موعظ محمدؐ پر تصدق سارا عالم وسیلہ ہے یہی بس آخرت کا کیا حق نے اونہیں یا نہ سب ہی امجد بہنوں نے اپنا سہارا نہ کچھ دم کہ خوش ہو وی کسی طرح مرارب موتے میدان میں کربل کے جا کر کسی صورت نہ آئی دل اور پیاس تو کا ہیکوہ عاصی بخشے جاتے نثار اونپر ہوئی اللہ کی رحمت
---	--

کسی کے حلق پر پانچ سہر چلا یا
 کوئی یا ن گشتہ تیغ رضا ہے
 کسی نے یا ن ندی اک بوند پانی
 نمازی ہے کوئی سر کو جھکا تا
 شہید اکبر کرے ہے رب کس کو
 یہ سب قدرت ہر او سین ایو خندان
 یہاں پر بولنے کی ہے نہیں جا

کوئی بیدر داور ظالم بنا یا
 اوسے کے نام پر کوئی خدا ہے
 کوئی پیر مختار ہا میں کل فتا کی
 کوئی خنجر سے ہے گردن کشتا
 نہیں ملتا یہ درجہ اب کس کو
 کہ جو کچھ وہ چاہے میرا جان
 عجب صورت کی ہو دنیا تماشا

درخت سلیم سکین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمیں کو نہایا بہر تلقین
 نبھائی ہکو آطر شریعت
 حقت سے کیا آگاہ او سے
 ہوئی پھر معرفت ہر اک سند ہے
 یہ ہے احسان تیرا ہم پہ غفار
 عجائب طرز کا وہ پیشو ہے
 وہ شاہنشاہ ہر دونوں جہان کا
 نبی یعنی ہمارا مصطفیٰ ہے
 محمد سا نہیں کوئی جگ میں آیا

کیا او سے ہمیں آکر سکین
 بتائی سب ہمیں اوہ طریقت
 دکھائی پھر عجائب راہ او سے
 لگے پچا بننے ہم تک و بد سے
 محمد سا ہوا ہم سب کا سردار
 کہ او کے گھر کا یا ن ہر اک گد ہے
 تماشا جسے دیکھا ہر مکان کا
 کہ سارے انبیوں کا ابا ہے
 خدائے کوئی نہیں ایسا بنا یا

ہر اک شے اونے سے دیکھو بنائی	یہ او سکی شان کی نگ دیکھو قدرت
کسی کو یا ن بنایا انبیاء ہے	فرشتے نور سے اونے بنائے
اوسے نڈالی مشت خاک میں جان	وہی چاہی جسے اب بخش دیوے
کوئی صحرانوردی میں ہے مشغول	کوئی ہستی میں آکر اپنے دم سے
کوئی بیان است بازی میں ہو پکتا	کوئی کرتا ہے ہر دم بیوفائی
کوئی مظلوم ہے اور چشم گریان	کوئی صابر کوئی شاکر بہر حال
کیسے درد دل میں آہ بر لب	کسی پر یان کوئی ہے ظلم کرتا
کوئی بد عمد و بیدین اور بیدرد	کوئی ظالم کوئی مظلوم ہے گا
کسی کو قید میں ظالم کے ڈالا	

ہر اک جا او سکی ظاہر ہے خدائی
 کہ دی اولاد آدم کو یہ عربت
 کسی کو کر دیا بس اولیاء ہے
 او نحو حق حکم رب کے سب بجائے
 وہی بخشے ہے سب کو دین و ایمان
 حساب عیون کا ایسے یا نہ لیکو
 کوئی خود فعل سے ہے اپنے مقول
 رہا غافل ہی ہستی و عدم سے
 کوئی کچھ منہ سے اپنے کہہ سکتا
 کسی کو ہے اوسے سے آشنائی
 کوئی مغموم ہیگا سب میں بریان
 کوئی شکوگی کرتا قیل اور قال
 کوئی سمجھے ہے اور ہی اور مطلب
 کوئی مظلوم ہی ہو کر ہے مرتا
 کوئی کاذب ہوا ملعون نامرد
 کوئی خوش اور کوئی مغموم ہیگا
 کسی نے اپنا مقصد سب نکالا

کسی کو چاہ کنعان میں کیا مقید
کسی کو رکھا چوتھے آسمان پر
کسی کو دے انگوٹھی کر دیا شاہ
کسی کو تخت شاہی پر بٹھا یا
کوئی صوم و صلوة اور پیر مائل
کسی کو ہے یہاں عشق مجازی
کوئی عشق حقیقی میں ہر ابست
کسی کو عالم بالا سے نسبت
کوئی کافر کوئی یاں ہے سلمان
کسی کے صاف دل میں ہے کدورت
اوس کے ہیں یہ کافر اور سلمان
کوئی دوزخ میں جا کر پائے ذلت
کسی کو علم بخشے سیرا کرتار
کوئی یاں مستعد ہے بندگی میں
کوئی ہر حال میں ہر اوس کا طالب
کوئی ہے بے بصر اور کوئی بینا
اوس کی طرف ہے ہر ایک جاتا

کوئی از خود ہوا صیاد کا صید
کسی کو لیگیا کس کس مکان پر
کسی کو طور سے پھینکا کہ چون گاہ
کسی کو خاک میں ہی ہے ملایا
کوئی جام و صراحی سے ہی شاغل
کوئی کرتا ہے ہر دم پاکبازی
سمجھتا ہی نہیں کچھ نیست اورست
کوئی تخت الثریٰ سے رکھو الفت
کوئی یاں آپ ہر اک دم کا مہمان
کوئی تصویر سان دیکھا بھرت
اوس کا انس و جان اور عرو و غل
کسی کو چاہے دیوے باغ جنت
کوئی بے علم ہو دنیا کا سردار
کسی کو درد ہے اوس کا ہی جی میں
کوئی مغلوب سے اور کوئی غالب
کوئی خاموش ہے اور کوئی گویا
وہ اپنا جلوہ ہی ہر جا دکھاتا

یہ مخلوق او کی ہین سب کر لو اثبات	وحوش و طیر اور کوہ و نباتات
کوئی بد شکل معنی وضع معیوب	بنایا خوب صورت کوئی محبوب
گھڑی پل پہر او سنے اور ساعت	کیے پیدا سحر اور شام دن رات
کسی کو جا کے دوزخ میں بسایا	کسی کو جنتی اوس نے بنایا
کوئی کافر بنایت پوج ہر آن	کوئی عابد ہوا معبود کو جان
کوئی کتا خد ہے بس خدا ہے	صنم کا کوئی اس جا مبتلا ہے
کسی کو فسق کا دلین ہے نقشا	کسی کو زہد و تقویٰ رب نے بخشا
کوئی جھوٹی بناتا ہے حکایت	کوئی کرتا ہے کچھ اپنی ریاضت
کوئی بے صبری سی پاتا ہے ذلت	کسی کو دی خدا نے یا ن قناعت
کوئی ناحق ہی یا ن کرتا ہے محنت	کسی کے دل میں عفتی کی محبت
کوئی رکھتا ہے نیت فکر قیامت	کوئی خود آپ ہوتا ہے فیضیت
کوئی پھرتا ہے بس الفت کا مارا	کوئی جرم و گنہ میں غرق سارا
کسی کو ہے نقطہ دنیا ہی کا غم	کوئی ڈرتا ہے اپنے رب سے ہر دم
کوئی قصہ کہانی سا ہے جانے	کوئی آیت حدیث و قول مانے
کسی کو آگ گلشن میں دکھایا	کوئی پانی میں جاد و زخ میں بکلا
پھری ہی عشق میں یں کوئی بن	کسی کے ہاتھ میں ہی سوم آہن
اوسے پہنچا نہ کچھ آسیب و دھکا	کسی کو پیٹ میں مچھلی کے رکھا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہ جس نے ہم کو دانا فی عطا کی ادب تمیز اور سننے کی عنایت یہ بخشش اس کی سبب ہیں ہم آغوش محبت ہر سخن میں کی فصاحت رہیں ڈرتے کرین احکام ہم سب کہ جس کی ہر جگہ قدرت عیان ہے خوشی اور غم کو پھر توام بنایا جو غائب تھا کیا موجود اور سنے بنائے اور کو اکب اور سکے ہمراہ	لکھوں ہوں حمد اول کس برائی حواس و ہوش اور فہم و فراست دل و جان دست و پا چشم و دہن گوش ہمیں خواب و خورشیدی اور راحت ہمیں لازم ہے جو ہر امر میں اب وہ ہر مخلوق کے دل میں نہان ہے ملک حور و پری آدم بنایا کیا نا بود سے سب بود اور سنے زمین و آسمان و مہر اور ماہ
---	---

بصناکم و مکار فضل خدا بهمان
چون بکین نون و نون و نون



مطبع مشرقی نو کیشو لطیف من مطبوعه
مطبع مشرقی نو کیشو لطیف من مطبوعه

اطلاع

اس طبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فروخت کے لیے موجود ہے اور فہرست اس کی ہر ایک خاتون کو چھاپے گانے سے لی سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اعلیٰ حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے پیش پرچم کے تین صفحہ سادہ ہیں کتب تواریخ انبیاء و رسل و کتب متفرقات وینہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر و انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو سکے۔

کتب تدریج احوال انبیاء و رسل

تقریریں الانبیاء - موسوم بہ روشنی الانبیاء
از مولوی محمد طاہر -

عجائب القصص - موسوم کتب ذکر
حالات انبیاء و اولیائین مرتبہ مولوی
فخر الدین - دو جلدیں -

۱- جلد میں حالات آفرینش نور محمدی سے
تا قصہ سکندر فیلقوس -

۲- جلد میں تمام ذکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام
تا تاریخ حبیب اللہ - احوال حضرت اردلان -

تا وفات مصنفہ مولوی عنایت احمد - دو
فتوحات و اقدی - علیہ الرحیم کا ترجمہ

چار حصوں میں -

۱- حصہ - میر غازی الرسول -

۲- حصہ - میں فتوح الشام -

۳- حصہ - میں فتوح مصر -

۴- حصہ - میں فتوح البحر -

یہ مجموعہ کتاب عربی میں مصنفہ حضرت واقفی
سکا ترجمہ اردو میں ببارت سلیس

عام فہم فرمایا۔ مترجمہ مولوی بشارت علیخان
وسید ہمدی حسین ترجمہ غازی الرسول
موسوم بہ غازی انصاف -

ترجمہ فتوح الشام - و فتوح مصر
ترجمہ فتوح البحر - مسطورہ غزوہ عرب -

حدائق الاولیاء - اوہا انشا ذکر
ترجمہ مولفہ مفتی غلام سرور -

تذکرۃ الخلفاء منظم - خلاصہ فتوح الشام
و المصر و البحر - مولفہ حکیم

امانت علی -

کتب متفرقات وینہ

شعبہ احمدی - میرا بی خاتم المسلمین کا
بیان مؤلفہ جمال الدین حسن خان -

مفتویٰ زائر - دعوت قبائل قریش مصنفہ
نواب شہر علیخان -

دوازہ مجلس سیم کی ریاض الارباب فی
احوال سید الانبیاء مؤلفہ مولوی و جیلہ الدین محمد غفری



Jung Kama Kuchaka



Sangnāmak-ē-Karvatā.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Aewul Kishore.

